عاشقانِ رسولؐ کی خدمت میں قرآن و حدیث اور
معتبر ضیین کی کتب سے ۲۴۰ دلائل پر مشتمل مایہ ناز کتاب

عطائے خدا عزوجل

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شرف تالیف: مولانا پیر سید شبیر حسین شاہ
خطیب مسجد سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا گنجی پور

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

عطائے خدا عزوجل
اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

باہتمام ملک محمد شاکر
سن اشاعت مارچ 2017ء
طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور
قیمت =/350 روپے

ملنے کا پتہ:

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور فون: 042-7246006

نظامیہ کتاب گھر
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور 0301-4377868

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

مکتبہ بابا فرید
چوک چٹی قبر، پاک پتن شریف

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

مکتبہ قادریہ
داتا دربار مارکیٹ لاہور
042-37226193

معراج کتب خانہ
اندرونی بوہڑ گیٹ ملتان
0323-7210125

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

حُسنِ ترتیب

تقریظات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اسْمُہُ الْاَعْظَمُ الْمُتَحَلّٰی الْمُتَجَلّٰی الْمُصْطَفَی الْمُصفًّا وَ علٰی آلِہٖ وَ خُلَفَائِہٖ وَ اُولِی الصِّدْقِ وَ الْوَفَا اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

اللہ پاک نے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اپنی جناب سے انہیں کمالاتِ عُظمیٰ سے نوازا۔ جب اپنے آخر الزماں نبی، خاتم المرسلین ﷺ کے وجودِ باجود کو منصب شہود پر جلوہ گر فرمایا تو جنت کے داروغہ حضرت رضوان کو اپنے محبوب ﷺ کی خدمت میں بھیج کر اس بشارت سے نوازا:

اِبْشِرْ یَا مُحَمَّدُ! فَمَا بَقِیَ لِنَبِیٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَ قَدْ اُعْطِیْتَہٗ فَاَنْتَ اَکْثَرُ ھُمْ عِلْمًا وَّ اَشْجَعُھُمْ قَلْبًا (بحوالہ فتاویٰ عبدالحی)

اے محمد ﷺ آپ ﷺ کو خوشخبری ہو، ہر نبی جو بھی علم عطا فرمایا گیا، وہ آپ ﷺ کو (پیدا ہوتے ہی) عطا فرما دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ ان سب میں علم میں فوقیت رکھتے ہیں اور ان سب سے بہادر ہیں۔ پھر یہ نوید سنائی گئی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۔

آپ ﷺ کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے افضل و اعلیٰ ہوگی۔

پھر یہ اعلان بھی فرمایا گیا: اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔

عطائے خیرِ کثیر کو کسی ایک صنف میں مقیّد نہیں فرمایا بلکہ اس عمومی پہلو میں ہمہ جہت مادی، علمی، روحانی اور عملی نعمتوں کی فراوانی اور کثرت کو لفظِ کوثر سے تعبیر فرمایا تاکہ جاننے والے جان لیں کہ رب رحمان نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو اتنے بے پایاں انعامات واختیارات سے نوازا ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ جو انسانی عقل وشعور سے ورآء ہیں۔ علامہ بوصیری علیہ الرحمہ بھی یہی اظہار کرتے سنائی دیتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ والْقَلَمِ

یقیناً دنیا وآخرت تو اے نبی رحمت ﷺ! آپ ﷺ کے جود وکرم کا ایک ذرہ ہے اور لوح وقلم کے علوم تو آپ ﷺ کے بحرِ بے کنار کا ایک قطرہ ہیں۔

زیرِ نظر مسودہ بعنوان عطائے خدا اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ اسی فکر کا اظہار ہے کہ کائنات کی ہر چیز کا نبی ﷺ مالک ومختار ہے۔ جہاں تک کہ کبریا کی کبریائی ہے وہاں تک مصطفیٰ ﷺ کی رسائی ہے۔ جب اغیار کی چالوں سے فکرِ عرب کو فرنگی تخیلات کا جامہ پہنایا جانے لگا اور روحِ محمدی کو اہل ایمان کے قلوب واذہان سے نکالنے کی سازش کی جانے لگی تو اس حق کے اقلام شمشیر بے نیام بن کر باطل افکار کے پرخچے اڑانے لگے۔ جب بے ادبی کی مسموم ہواؤں نے چراغِ مصطفوی کی ضیا کو کم کرنا چاہا تو اہل حق نے دلائل کے فانوس سے ان کا رخ موڑ دیا۔ جب پراگندہ افکار ونظریات کا سیلاب اہل محبت کے قلوب واذہان کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے لگا تو قافلہ عشق کے مجاہدین نے دلائل قاہرہ سے اس کے سامنے بند باندھ دیا۔ جب علوم نبوی ﷺ اور اختیارات مصطفوی کا انکار ہونے لگا تو اہلسنّت نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ان افکار وعقائد کو روز روشن کی طرح عیاں کردیا۔

زیرِ نظر کتاب عطائے خدا اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ

صاحب کی شب و روز کاوش کا نتیجہ ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ دعا ہے کہ اللہ پاک یہ گلدستہ پیش کرنے والے سیدزادہ اور تمام قارئین کو اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل خیر و برکت سے نوازے اور شفاعتِ کبریٰ سے حصہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم طٰہٰ و یٰسٓ و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبہٖ سیّدنا محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین۔

احقر العباد

حافظ معاذ احمد قادری

اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ پوسٹ

گریجویٹ کالج عارفوالہ ضلع پاکپتن شریف

20-10-2016

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اخْتَصَّ اَخَصَّ عِبَادِہٖ بِاِغَاثَۃِ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَاخْتَارَ خَیْرَ خَلَائِقِہٖ لِاِعَانَۃِ الْمُسْتَعِیْنِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفَی الَّذِیْ جَاءَ مُعِیْناً لِّلْمَلْھُوْفِیْنِ وَ مُجِیْباً لِّلدَّاعِیْنَ وَ ھَادِیاً لِّلْحَائِرِیْنِ وَ نَاصِرًا لِّلْمَظْلُوْمِیْنَ وَعَلٰی آلِہِ الْمُطَھَّرِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الْمُھْتَدِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔

خالق کائنات نے اس عظیم کائنات کوطرح طرح کے رنگ و بو سے سجایا، قسم قسم کے چرند و پرند کو پیدا فرمایا اور پوری روئے زمین کو ہی نہیں بلکہ تحت الثریٰ سے لے کر ثریا کی بلندیوں تک بلکہ لامکاں کو رونقیں بخشیں صرف اور صرف سید الانبیاء، خاتم الانبیاء، امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے باعث جیسا کہ مصنف عبدالرزاق کی صحیح حدیث پاک سے ثابت ہے۔

الغرض! کائنات کے ذرّے ذرّے نے خدا وحدہٗ لاشریک کی مدح وستائش بیان کی اور بیان کی جا رہی ہے ساتھ ہی ساتھ ہر ایک نبی رحمت ﷺ کی بھی نعت وقصیدہ گوئی کر رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی مدح وستائش اور نعت خوانی حضرۃ العلام صاحبزادہ مولانا پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب نے بھی عطائے خدا اختیارات مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں پیش فرمائی۔

مجھے عطائے خدا اختیارات مصطفیٰ ﷺ کو مختلف مقامات سے پڑھنے کا شرف

حاصل ہوا تو بڑی خوشی ہوئی کہ محترم صاحبزادہ علامہ سید شبیر حسین شاہ صاحب نے دلائل قاہرہ سے اس کتاب کو مزیّن کر کے حق ادا کر دیا۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ رب ذوالجلال صاحبزادہ علامہ سید شبیر حسین شاہ صاحب کو مزید ہمت و طاقت عطا فرمائے کہ ایسے ہی دین کی اشاعت و ترویج کا کام احسن انداز سے فرماتے رہیں اور انہیں عمر خضری عطا فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین آمین بجاہ النبی الامین

از: مفتی عبدالرسول رضوی

صدر مدرس جامعہ حنفیہ غوثیہ عارفوالا (رجسٹرڈ)

10-02-2017
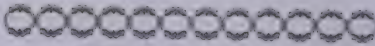
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو مالک نگہبان اور سب سے بلند ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا اور جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور درود وسلام ہوں تمام رسولوں سے معزز ترین ہستی ہمارے سردار جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ آپ ﷺ کی تمام آل واصحاب پر۔۔۔۔۔امابعد!

محترم جناب علامہ صاحبزادہ پیر سید شبیر حسین شاہ نے مجھے تقریظ لکھنے کے لئے اپنی کتاب عطائے خدا اختیارات مصطفیٰ ﷺ ارسال کی میں نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے مولف نے اس کتاب میں قرآن و حدیث اور معترضین کی کتب سے 240 دلائل پر مشتمل مکمل حوالہ جات کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ان اختیارات پر قلم اٹھایا ہے جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیے ہیں۔ اگر اس کتاب کو تعصب اور گروہ بندی سے ہٹ کر دل میں نور ایمان رکھ کر پڑھا جائے تو میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کتاب آقائے دو عالم ﷺ کی محبت کی ترجمانی کرتی ہوئی نظر آئے گی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مولف نے (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے) اس کتاب کو دیدہ زیب شکل میں لانے کے لئے محنت شاقہ سے کام لیا ہے اور اس کتاب کو ایسے حسین وجمیل انداز میں تالیف کیا ہے کہ ہر پڑھنے والے قاری کے لئے پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی میسر ہو۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ذات حق قبلہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب کو اس

محنت شاقہ پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کی حسنات میں اضافہ کا سبب بنانے کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اس کتاب کے ذریعے نفع عطا فرمائے اور اللہ کریم بوسیلہ احمد مجتبیٰ ﷺ مولف کے زور قلم میں مزید برکت فرمائے تاکہ وہ مسلک حق اہل سنت و جماعت کی اس طرح ترجمانی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ شاہ صاحب کے علم و عمل میں اور زندگی میں دگنی برکت فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کا نگہبان اور اس چیز پر قادر ہے

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین

دعا گو

علامہ سید ولایت علی شاہ ہاشمی سلطانی

خطیب قصر آس جامع مسجد شہبازیہ غوثیہ

سلطانیہ دربار سید شہباز علی شاہ ہاشمی

ہڑپہ شہر ڈویژن ساہیوال

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
۔اَمَّابَعدُ !

دورِ حاضر میں قرآن وحدیث کا نام لے کر امت مسلمہ کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور باطل افکار کی اشاعت زوروں پر ہے۔ قرآن وحدیث کے مفاہیم کو غلط ملط کر کے امت مسلمہ کو صراط مستقیم سے دور کیا جا رہا ہے اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اہل علم حضرات اختلافی مسائل کو قرآن وحدیث، اقوال صحابہ اور بزرگان دین اور اقوال فقہاء کے دلائل قاہرہ سے مزین کر کے امت مسلمہ تک پہنچائیں تا کہ فتنہ پرور لوگوں کی سازشوں کا قلع قمع ہو سکے۔

حضرت علامہ مولانا پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب نے اس سے پہلے امت مسلمہ کو دعائے مغفرت برائے میت و ایصال ثواب پر نہایت علمی تصنیف کا تحفہ دیا اور اب عطائے خدا اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ اگر تعصب کی رسی ہٹا کر دیکھا جائے تو بات نہایت واضح ہے وہ یوں کہ یہ تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے گئے ہیں۔ حضرت علامہ نے جو روایات اور احادیث پیش کی ہے ان پر مخالفین کے وارد کردہ اعتراضات کا عالمانہ انداز میں جواب دیا ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے علم وقلم میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

سعید احمد قادری

امام وخطیب رنگشاہ

صدر سنی تحریک تحصیل عارفوالا

20-10-2016

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی النَّبی الحَبِیبِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ العَالَمِینِ مُحَمَّدٌ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ اَجمَعِین

یہ فقیر اس قابل تو نہیں کہ حضرت موصوف کی کتاب پر تقریظ لکھے لیکن کتاب جس اخلاص ومحبت کے ساتھ تالیف کی گئی ہے جس محنت سے مستند کتب کے حوالہ جات اور مندرجات کو نقل کیا ہے اس سے ماسوا یہ کہ جس جذبہ عشقِ رسول حضور پر نور ﷺ کے تحت لکھی گئی ہے وہ کتاب کی ہر سطر میں نمایاں ہے۔

مسلک حق اہل سنت و جماعت میں ایسے علماء صالحین موجود ہیں جو کہ عوام اہلسنّت کے لئے بڑی نعمت ہیں جن کے سینے سے نور کی کرنیں نکل کر سینوں کو منور کرتی ہیں۔ ان ہی میں سے ایک حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ اسدی الہاشمی دامت برکاتہم ہیں جن کی تصنیف وتالیف وتقریر وتحریر کے ذریعے دینی وملی خدمات موجود ہیں خاص طور پر آپ کی یہ کتاب جو میرے ہاتھوں میں موجود ہے عطائے خدا اختیارات مصطفیٰ ﷺ اس کتاب میں حضور ﷺ کے وہ صفات وطیبات وکمالات تحریر ہیں جس سے ہر قاری کو ایک ایمانی اور روحانی اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور ایک عالم کے لئے بھی اتنی ہی اہم کتاب ہے جیسا کہ دورہ حدیث کے پورے سال چیدہ چیدہ نشانات لگا کر آئندہ کے لئے تازگی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ کریم شرف قبولیت عطا فرمائے اور کتاب سے استفادہ کی سعادت نصیب فرمائے اور مجھ سیاہ کار کو اعمال خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکپائے در کوچہ حقانی

صاحبزادہ ابوالعباس سید محمد ذاکر حسین شاہ

سجادہ نشین زیب آستانہ عالیہ۔

شرفِ انتساب

بندہ خاکسار اپنی اس تصنیف کو

آقائے نامدار ﷺ

☆ مدنی تاجدار ﷺ
☆ امام الانبیاء ﷺ
☆ قائد الانبیاء ﷺ
☆ اشرف الانبیاء ﷺ
☆ سند الانبیاء ﷺ
☆ فخر الانبیاء ﷺ
☆ خطیب الانبیاء ﷺ
☆ سید الانبیاء ﷺ
☆ سید سروراں ﷺ
☆ حامی بیکساں ﷺ
☆ دستگیر دو جہاں ﷺ
☆ غمگسار زماں ﷺ
☆ رونق دو جہاں ﷺ
☆ شفیع مجرماں ﷺ
☆ سید العرب والعجم ﷺ
☆ صاحب الجود والکرم ﷺ
☆ شفیع الامم ﷺ
☆ سید المرسلین ﷺ
☆ خاتم النبیّین ﷺ
☆ انیس الغریبین ﷺ
☆ رحمۃ العالمین ﷺ
☆ سید الثقلین ﷺ
☆ نبی الحرمین ﷺ
☆ سیدنا امام القبلتین ﷺ
☆ جد الحسن والحسین ﷺ
☆ احمد مجتبیٰ ﷺ

جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی بارگاہ بے کس پناہ میں عجز وانکساری کے ساتھ پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جس محبوب ﷺ کی بے حد نوازشوں اور کریمیوں نے مجھے تحریر وتقریر جیسی عظیم سعادت سے بہرہ ور فرمایا

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے
گر قبول افتد زہے عزو شرف
گدائے در رسول کریم ﷺ

بندہ عاجز
سید شبیر حسین شاہ
(چک نمبر 7/E.B گنجی پور تحصیل عارف والا
ضلع پاکپتن شریف)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

عقیدت کے پھول

مُحَمَّدُ ﷺ حَاکِمُ بِالعَدلِ ذُو شَرَفٍ
مُحَمَّدُ ﷺ مَعدِنُ الانعَامِ وَالحِکَمِ
جَاءَت لِدَعوَتِہِ الاشجَارُ سَاجِدَۃً
تَمشِیءِ الَیہِ عَلٰی سَاقٍ بِلاَ قَدَمِ

﴿حضرت امام محمد بن سعید البوصیری رحمۃ اللہ علیہ﴾

تیری مرضی پا گیا سُورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اُٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چِر گیا
کیُوں جنابِ ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دُودھ سے مُنہ پھر گیا

﴿حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

پیش نظر

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَحمَدُہٗ وَ نُصلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

اَمَّابَعدُ !

تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے ہیں جو خالق کائنات ہے۔ جو مالک ارض وسماء ہے۔ ہر طرح کی حمد اس پروردگار عالم کو لائق ہے۔ جس نے امر کُن سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔ رات کو چاند تاروں سے سجایا اور دن کو سورج کی نور بھری شعاعوں سے منور کیا۔ وہ ذات بڑی قادر ہے جس نے ایک مشت خاک سے انسان بنایا اور اس کو لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِی آدَمَ کا تاج پہنایا۔ سبحان اللہ کیسی رحیم وکریم اور کارساز ہے وہ ذاتِ کریم جس نے اپنے فضل سے ہم پر اپنی نعمتوں کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اگر ہمارے بال، زبان بن کر اُس کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو ہرگز نہ کر سکیں۔

گر برتن من زبان شود ہر مو

احسان تیرا شمار نتو انم کرد

کروڑوں محبت بھرے درود وسلام ہوں سرکارِ مدینہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر جو باعث تخلیق کائنات ہیں۔۔ سبحان اللہ کیسا بادشاہ نبیوں کا سردار، گنہگاروں کا غم خوار، رحمتِ پروردگار، بیکسوں کا کس، بے بسوں کا بس،، بے زوروں کا زور، بے سہاروں کا سہارا، جس کا ذکر پاک بے چین دلوں کا چین، بیقراروں کا قرار۔ کیسے رؤف الرحیم کہ ولادت کے وقت بھی گنہگاروں کو فراموش نہ فرمایا۔ معراج کی رات سیاہ کاروں کو یاد رکھا۔

قیامت میں سب کو جان کی فکر

مگر محبوب ﷺ کو جہان کی فکر

ہر نظر کانپ اُٹھے گی محشر کے دن
خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا

اوڑھ کر کالی کملی وہ سرکار ﷺ آجائیں گے
سارا نقشہ قیامت کا بدل جائے گا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارك و سلم الیٰ یوم الدین

معزز قارئین گرامی

دُنیا ایک بادشاہی ہے۔ جس کا خالق و مالک اللہ وحدہُ لاشریک ہے۔ جس طرح
قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

وَ لِلّٰهِ مُلكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ تعالیٰ
ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اس کو بادشا
بنانے میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ وہی سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ آسمانوں اور
زمینوں کو جن و انسان، نباتات، جمادات، حیوانات، درند، پرند، چرند ہر چیز کا خالق
مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اللہ کو کسی نے پیدا نہیں
کیا ہے۔ لہٰذا حقیقی مالک بھی وہی ہوسکتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہے، جب
چاہے، جس طرح چاہے، اسے کچھ کرنے کے لئے کسی سے مشورہ لینا ضروری نہیں ہے
اور نہ ہی وہ مجبور ہے اور نہ ہی کوئی طاقت اس کو مجبور کرسکتی ہے۔ سب اختیارات اُسی
ذات کو حاصل ہیں کیونکہ وہ ساری کائنات کا مالک ہے، پورب پچھّم سب اللہ کا ہے۔

قُل لِلّٰهِ المَشرِقُ وَالمَغرِبُ

ترجمہ: اے محبوب ﷺ آپ فرمادیں کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے۔

یعنی اے محبوب ﷺ تمام کائنات والوں کو بتا دو کہ لوگو مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں، بحر و بر میں، خشک و تر میں جو بھی ہے جہاں بھی ہے سب کا خالق و مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ کسی کے پاس جو کچھ بھی ہے، سب اُسی خدا کا دیا ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ نہ دیتا تو کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ عالموں کے پاس علم، نہ پیروں کے پاس پیری نہ امیروں کے پاس امیری، نہ فقیروں کے پاس فقیری، نہ ولیوں کے پاس ولایت، نہ نبیوں کے پاس نبوت اور نہ دولت مندوں کے پاس دولت ہوتی۔ نہ بادشاہوں کے پاس بادشاہت ہوتی۔

المختصر

جس کے پاس جو کچھ بھی ہے اسی وحدہٗ لاشریک کا دیا ہوا ہے۔ وہ ذات جس پر مہربان ہو جائے اس کو جو چاہے عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی کوئی چیز دینے میں مجبور نہیں اور نہ ہی اس کو کوئی مجبور کر سکتا ہے۔ وہ ذات جو چاہے وہی ہوتا ہے۔ سب زمین و آسمان والے اس کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ پوری کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ سورج، چاند، ستارے دن رات اسی کے حکم کے پابند ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اسی قادر مطلق کے سامنے محض مجبور ہے۔ یہ سب کچھ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر وہ کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو مجبوراً نہیں کرتا۔ اس کا کسی کو کچھ عطا کرنا صرف اور صرف اس کی مہربانی اور کرم نوازی پر ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔ (قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ۔ الآخیر) ترجمہ اے محبوب ﷺ آپ فرمائیں، اے ملکوں کے مالک تو جسے چاہے ملک کی بادشاہی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک کی بادشاہت چھین لیتا ہے اور جس کو تو چاہے عزت عطا فرماتا ہے اور جس کو تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ تمام تر خوبیوں کا مالک تو ہی ہے اور بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

معزز قارئین گرامی!

اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے ذریعے سے تعلیم دے رہا ہے کہ اے لوگو! جان لو کہ یہ لوگ جو حکومت کرنے والے ہیں ان کو یہ ملک اور اس کی بادشاہی میں نے بخشی ہے۔ میں ان کو نہ دیتا تو ان کو کوئی اور دینے والا نہیں تھا۔ اگر میں ان لوگوں سے حکومت چھین لوں تو کوئی ان کو دینے والا نہیں۔ یہ عزت و آبرو جس کے پاس بھی ہے سب میری عطا کردہ ہے اور جب ایسے لوگ ذلیل و خوار ہوتے ہیں تو وہ بھی ان کو میں ہی کرتا ہوں۔ یعنی اے حکومت کرنے والو تم بھی سمجھ لو اور جن سے چھین لی جائے تم بھی جان لو کہ تم دونوں محض مجبور ہو اور قادر مطلق صرف میں اللہ وحدہٗ لاشریک ہوں اور ہر بھلائی جو بندے کو ملتی ہے وہ میری ہی عطا کردہ ہے۔

اب ذرا غور فرمائیں!

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مُلک کی بادشاہی عطا کرتا ہے جو کہ قرآن حکیم سے ثابت ہے تو اُس کو ملک میں تصرف کا حق بھی حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس کو اختیارات حاصل نہ ہوں تو حکومت کا تصور کیا ہوگا؟ یعنی ایک شخص کو اللہ تعالیٰ ملک کی بادشاہی تو دیتا ہے اس کو اس سلطنت کا مالک بنا دیتا ہے۔ اب اگر کوئی مخالف فریق اس کا شریک کھڑا ہو کر یہ کہے کہ نہیں بادشاہی تو ٹھیک ہے اس کے پاس ضرور ہے مگر اس کو اختیارات کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ کر کچھ نہیں سکتا، یہ دے بھی کچھ نہیں سکتا۔ تمام منصف مزاج لوگ اس کو کہیں گے کہ اے عقل کے اندھے جو رب اس کو عزت کے ساتھ ملکوں کی بادشاہی عطا کر سکتا ہے، کیا وہ اس کو ملک میں اختیارات یا تصرفات نہیں دے سکتا؟ اپنا ساڑ بیٹ چھوڑ اور اللہ تعالیٰ کی عطا کو مان جا۔ ارے اگر وہ عدل و انصاف کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو یا کسی ظالم کو اس کے انجام تک نہ پہنچا سکتا ہو یا کسی مظلوم کی مدد نہ کر سکتا ہو تو اس کو حاکم یا بادشاہ نہیں کہا جا سکتا۔ لہٰذا جس کو حکومت دی جاتی ہے اس کو اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں۔

تا کہ مظلوم کی فریاد سن کر ظالم کو سزا دے سکے۔ جیسا کہ موجودہ حکومتیں قائم ہیں۔

جس جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی ملک کی حکومت بخشی ہے اسے اس ملک میں اختیار بھی حاصل ہے۔ وہ انصاف کرے یا ظلم کرے، اچھائی کرے یا برائی کرے جو بھی کرے اسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ لہٰذا خالق کائنات اپنے بندوں میں سے جس کو عزت وعظمت کے لئے چن لیتا ہے تو پھر اس کو اپنی مہربانیوں سے جب حکومتیں اور سلطنتیں عطا فرماتا ہے تو ان کو اختیارات بھی اسی قدر عطا فرماتا ہے۔ تو اب ہم اللہ کے فضل وکرم سے یہ بات قرآن وحدیث اور معترضین کی کتب سے ثابت کریں گے کہ۔۔

اللہ رب العالمین نے اپنے نیک بندوں کو اختیارات عطا فرمائے ہیں بالخصوص امام الانبیاء ﷺ کو جو کہ خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں جیسا کہ آپ انشاء اللہ آئندہ اوراق میں پڑھنے کا شرف حاصل کریں گے۔

میں آخر میں اپنے خالق و مالک کی عظیم بارگاہ میں بوسیلہ سرکارِ مدینہ ﷺ عرض کرتا ہوں کہ وہ میری اس ادنیٰ سی نیکی کو اپنے بلند دربار میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس نیک کوشش کو میرے گناہوں کا کفارہ بنادے۔ دُنیا میں میرے لئے عزت اور آخرت میں بخشش کا سبب بنادے۔ کل جب بروز قیامت تمام لوگ اپنے اپنے ہاتھوں میں اپنے نامہ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو میری تمنا ہے کہ یہ کتاب میرے دائیں ہاتھ میں ہو اور میرے لئے یہ کتاب پروانہ نجات بن جائے۔ یہی میری کامیابی ہے کہ میں اپنے رحیم کریم آقا ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہو جاؤں اور اپنے آقا ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے نجات کا سرٹیفکیٹ حاصل کروں آمین (بجاہ النبی الامین ﷺ)

گدائے درِ رسول ﷺ

سید شبیر حسین شاہ

گنجی پور

حمد باری تعالیٰ

کامل ہے جو ازل سے وہ ہے کمال تیرا
باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جلال تیرا

ہے عارفوں کو حیرت اور منکروں کو سکتہ
ہر دل پہ چھا رہا ہے رعب و جلال تیرا

گو حکم تیرے لاکھوں یہاں ٹالتے رہے ہیں
لیکن ٹلا نہ ہرگز دل سے خیال تیرا

پھندے سے تیرے کیونکر جائے نکل کوئی
پھیلا ہوا ہے ہر سو عالم میں جال تیرا

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کے جمال تیرا

دل ہو کہ جان تجھ سے کیونکر عزیز رکھے
دل ہے سو چیز تیری جاں ہے سو مال تیرا

بیگانگی میں حالی یہ رنگ آشنائی
سن سن کے سر دُھنیں قال حال تیرا

(مولانا الطاف حسین حالی)

پیشکش: محمد نعمان اکرم 15/E.B مانیکا

نعت رسول مقبول ﷺ

پُل سے اُتارو تو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا میرے جگر سے روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر ﷺ کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبق روی
یوں جایئے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو

ایسا گما دے اُن کی ولا میں خدا
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

آ دل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اٹھ چلیں کہ پہلو بر کو خبر نہ ہو

اے شوقِ دل یہ سجدہ گراں ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضاؔ کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پدر کو خبر نہ ہو

(اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

نعت رسول مقبول ﷺ

سبزو شاداب گلستان تمنا ہووے
کاش مسکن میرا صحرائے مدینہ ہووے

مجھ کو بھی روضہ اقدس کی زیارت ہو نصیب
زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے

جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو
شوق میں پھر تو میرا اور ہی نقشہ ہووے

یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے

کانٹے تلووں میں چبھیں برگ گلِ تر سمجھوں
خاک جو اُڑ کر پڑے آنکھوں میں سُرمہ ہووے

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجزو نیاز
خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے

یہ غلام آپ ﷺ کا حاضر ہے قدم بوسی کو
وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے

سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب
فضل حق سے تیری حاصل یہ تمنا ہووے

نعت رسول مقبول ﷺ

محمد ﷺ کا نقشہ ہے نقشہ خدا کا
جو منشاہ خدا کا وہی مصطفیٰ ﷺ کا

ہُوا منّ رَاٰنی سے یہ سرّ ظاہر
جمال محمد ﷺ ہے جلوہ خدا کا

جمال الٰہی اگر دیکھنا ہو
تو دیدار کافی ہے خیر الوریٰ ﷺ کا

جو ہے زر کا زیور وہ ہے زرّ خالص
مُحمد ﷺ خدا کا خدا مصطفیٰ ﷺ کا

کہ درِّ بحر کب جدا آب سے ہو
یہ درمصفا ہے بحر بقا کا

ہے طاعت خدا کی یُطِیعُ الرَّسُول ﷺ
ہے قرآن میں قول ربُّ العلی کا

جو تیرا کہاوے وہ کس در پہ جاوے
کہ رحمان کا در ہے در مجتبےٰ ﷺ کا

تیرے در جو آوے وہ مقصود پاوے
یہ بھر دینا دامن ازلی گدا کا

اجابت کا دربار گاہ خیر شاہی
یہ مسکین حُسین مُلتجی التجا کا

مناجات در عظیم بارگاہِ نبوی ﷺ

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی ﷺ
دل ہوا غم سے دوپارا یا نبی ﷺ

طالب دیدار ہوں دکھلایئے
روئے نورانی خدارا یا نبی ﷺ

حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو
کون ہمسر تمہارا یا نبی ﷺ

درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا
صبر و طاقت نے کنارہ یا نبی ﷺ

باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز
مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی ﷺ

مرتے دم گر دیکھوں روضہ شریف
زندگی ہووے دوبارا یا نبی ﷺ

لیجیے در پر بلا کب تک پھروں
دربدر یوں مارا مارا یا نبی ﷺ

چین آتا ہے میرے دل کو تمام
نام لیتے ہی تمہارا یا نبی ﷺ

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

﴿قرآن وحدیث کی روشنی میں﴾

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلَی رَسُولِہِ الکَرِیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
اَمَّابَعدُ

ہمارے آقا، تاجدار انبیاء، شہ ہر دوسرا، دو عالم کے داتا حضرت محمد ﷺ خدائے ذوالجلال کے حبیب اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔ محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبّ اپنے محبوب سے کوئی چیز روک نہ رکھے۔ اسے کسی شے سے بھی محروم نہ رکھے۔ اس کی ہر ضرورت کو پورا کرے۔ کسی مقام، کسی موقع اور کسی بھی لمحہ اسے کوئی تنگی، کوئی مشکل اور کوئی بھی کمی نہ آنے دے۔ آخر اللہ سے بڑھ کر محبت کے تقاضوں کو کون پورا کر سکتا ہے۔ الفت کے لوازمات کو اس سے زیادہ کون ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ تمام کائنات میں اس رب سے بڑا جود و فیاض اور کرم فرما کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کی محبت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے سرور کائنات ﷺ پر اس قدر عنایتیں اور نوازشیں عنایت فرمائیں اور احسان، انعام، کرم، فضل، بخشش اور رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں کہ کائنات بھر میں کوئی بھی ان کا اندازہ احاطہ اور شمار نہیں کر سکتا تا کہ دنیا والوں کو علم ہو جائے کہ خدالم یزل نے ہمیں جو محبوب ﷺ اور مطلوب عطا فرمایا ہے وہ بے اختیار، خالی دامن اور خالی ہاتھ نہیں آیا بلکہ منبع فیوض و برکات اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک و مختار بن کر آیا ہے۔ ہم تنگ دستوں، فاقہ مستوں اور بے سرو سامان لوگوں کو اگر ضرورت اور حاجت ہو تو پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں۔ بلکہ بارگاہ رسالت ﷺ سے رابطہ استوار کرلو، درِ نبوت ﷺ پر دست سوال دراز کرلو، محبوب خدا ﷺ سے مانگ لو، ان کی خدمت میں صحابہ کی طرح حرف تمنا پیش کرو، عرض کروتو سہی وہ لجپال اور بندہ پرور ہیں، رؤف الرحیم ﷺ ہیں لہٰذا ضرور کرم فرمائیں گے۔

بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

لُطف. اُن کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

دلیل نمبر 1

ہم نے آپ ﷺ کو غنی کردیا

آیت مبارکہ: وَوَجَدَكَ عَآئِلاً فَاَغْنٰى ۔(پارہ نمبر 30 سورۃ الضحیٰ آیت نمبر 8)

ترجمہ: اور آپ ﷺ کو حاجت مند پایا اور پھر غنی کردیا۔

تفسیر: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان احسانوں میں سے جو اس نے اپنے محبوب ﷺ پر کیئے ہیں ایک احسان، ایک نعمت، ایک عطاء کا یہاں ذکر فرمارہا ہے کہ اے محبوب ﷺ میں نے تو آپ ﷺ کو غنی کردیا ہے۔ کائنات میں ایسی کوئی خوبی ہے ہی نہیں جو میں نے اے محبوب ﷺ آپ کو عطاء نہ کی ہو۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کو غنی کردیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ معاذ اللہ کچھ نہیں دے سکتا، نبی ﷺ کے پاس کسی چیز کا اختیار نہیں ہے بلکہ

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے۔

(تقویۃ الایمان)

قارئین گرامی! فیصلہ اللہ تعالیٰ کے قرآن پر چھوڑ دیں۔ ایک طرف تو یہ عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ مالک ومختار نہیں ہے۔ جبکہ دوسری جانب اللہ تعالیٰ کا قرآن ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے تو اپنے محبوب ﷺ کو غنی کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو سب کچھ دیا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ بھی نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی بات غلط ہو سکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا قرآن غلط نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میرے نبی ﷺ کی زبان مبارک غلط ہو سکتی ہے۔ ہمارا اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

خالقِ کُل نے آپ ﷺ کو مالک کُل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ ﷺ کے قبضہ اختیار میں

کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین وآسمان کے جتنے بھی خزانے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں قرآن پاک

دلیل نمبر 2

آیت مبارکہ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

(پارہ نمبر 25 سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 12)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کی ہیں۔

قارئین گرامی قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ زمین وآسمان کے جتنے بھی خزانے ہیں سب کا مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنے فضل وکرم سے اپنے خزانوں کی چابیاں دے کر مالک ومختار بنایا ہے کہ نہیں تو آئیں ملاحظہ فرمائیں فرمان رسول ﷺ

دلیل نمبر 3

میرے رب نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی ہیں

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا عَبدُا للّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ بِن یُوسُفَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ حَدَّثَنَا اللّیثُ یَزِیدُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ بنُ أَبِی حَبِیبٍ عَن أَبِی الخَیرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَن عُقبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ بِن عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَن النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَومًا فَصَلَّی عَلَی أَھلِ أُحُدٍ صَلاتَہٗ عَلَی المَیِّتِ ثُمَّ انصَرَفَ اِلَی المِنبَرِ فَقَالَ اِنِّی فَرَاطُ لَکُم وَمَا أَنَا شَہِیدٌ عَلَیکُم وَاِنِّی وَاللّٰہِ لَأَ نظُرُ اِلَی حوَضِی الآنَ وَاِنِّیِ أُعطِیتُ مَفَاتِیحَ خَزَائِنِ الأَرضِ أَو مَفَاتِیحَ الأَرضِ وَاِنِّی وَاللّٰہِ مَا أَخَافُ عَلَیکُم أَن تُشرِکُوا بَعدِی وَلٰکِن أَخَافُ عَلَیکُم أَن تَنَافَسُوا فِیھَا ۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن باہر نکلے اور اُحد والوں کے لئے اس طرح نماز پڑھی کہ جیسے میت کے لئے کرتے تھے۔ اس کے بعد منبر کی طرف تشریف لیکر آئے فرمایا'' دیکھو میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم خدا کی کہ میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے لیکن یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں نہ لگ جاؤ۔

حوالہ جات

۱۔ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کتاب الجنائز باب الصَّلاۃ علی الشّہید حدیث نمبر 1263 ص 598

۲۔ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب باب علامات النُّبوّۃ فی الاسلام حدیث نمبر 804 ص 403

۳۔ صحیح بُخاری شریف جلد سوم کِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ فِی الْحَوْضِ حدیث نمبر 1504 ص 662

۴۔ صحیح مُسلم شریف جلد سُوم کِتَابُ الْفَضَائِلِ بَابُ اِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِیِّنَا ﷺ وَصِفَاتِہٖ حدیث نمبر 5855 ص 236

۵۔ مشکوۃ شریف جلد سُوم بَابُ وَفَاۃِ النَّبِیِّ ﷺ پہلی فصل حدیث نمبر 5704 ص 206

۶۔ مسند احمد جلد چہارم ص 169

۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 17 ص 278

۸۔ سنن الکبریٰ لامام بیہقی جلد چہارم ص 114

۹۔ التمہید لابن البر جلد دوم ص 302

۱۰۔ الرحیق المختوم مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری وہابی ص 623

۱۱۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ مولٰنا اشرف علی تھانوی دیوبندی ص 150

۱۲۔ مدارج النبوۃ جلد اول ص 168، شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 4 تفسیر سورۃ آل عمران ص 426

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہونے والے انمول موتی

1۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبرستان جانا اور وہاں جا کر اہل قبور کے لئے دُعائے مغفرت کرنا نبی پاک ﷺ کی سنت ہے۔

2۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ صالحین کے مزاروں پر خصوصی طور پر حاضری کے لئے جانا بھی سنت ہے۔ حالانکہ کچھ حضرات لوگوں کو اس سنت مبارکہ سے بڑی سختی سے منع کرتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں۔

3۔ فرمایا میں اپنے منبر پر کھڑا ہو کر اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ معزز قارئین گرامی خصوصی توجہ فرمائیں کہ میرا نبی ﷺ فرما رہا ہے کہ میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ اپنا حوض کہہ کر حضور ﷺ اپنی ملکیت کائنات والوں کو بتا رہے ہیں۔ یعنی کہ لوگو! مجھے میرے رب نے بے اختیار نہیں بلکہ با اختیار بنایا ہے اور مجھے جنت کا اور اپنی پوری کائنات کا مالک ومختار بنایا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ میں آئندہ اوراق قلم بند کروں گا کہ میرا نبی ﷺ جنت کا بھی مالک ومختار ہے۔

۴۔ فرمایا: اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ اب قارئین گرامی اندازہ لگائیں کہ نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا کمال مبارک یہ ہے کہ کھڑے منبر پر ہیں اور دیکھ اپنے حوض کو رہے ہیں۔ اب منبر مدینہ منورہ مسجد نبوی ﷺ میں، میرا نبی ﷺ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں اور قربان جاؤں آپ ﷺ کی مبارک بصارت پر جو جنت میں اپنے حوض کوثر کو ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ (سبحان اللہ)

اہل باطل سے ایک سوال

معزز قارئین گرامی کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ قارئین گرامی میں ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے صرف اور صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ازراہ کرم آپ صرف یہ بتا دیں کہ جنت کہاں ہے؟ حدیث پاک میں ہے کہ زمین سے پہلے آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ سات آسمان ہیں۔ سات کو پانچ سو سال سے ضرب دیں تو پینتیس سو سال بنتے ہیں آگے سدرۃ المنتہٰی۔ پھر ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جنت کے سو درجات ہیں۔ 99 درجات جنت کے اور 100 واں درجہ جنت الفردوس ہے۔ جنت الفردوس کے اوپر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش عظیم ہے۔ اب ہے کوئی مائی کا لعل جو حوض کوثر کا فاصلہ بتائے۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے، قلم کی سیاہی خشک ہو سکتی ہے، زمین پھٹ سکتی ہے، آسمان ریزہ ریزہ ہو سکتا ہے، زبانوں میں لکنت آ جائے گی، کوئی ملاں یہ نہیں بتا سکتا کہ حوض کوثر کا فاصلہ اتنا ہے جب تم اس چیز کا اندازہ نہیں کر سکتے ہو تو علم مصطفیٰ ﷺ کا اندازہ کیسے کر سکتے ہو؟

۵۔ میرے نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ مجھے میرے رب نے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے خزانوں کی چابیاں اپنے محبوب ﷺ کو دے کر غنی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے چابیاں دی ہیں اور

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے چابیاں لی ہیں۔تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ بھی نہیں۔

۶۔ جب کسی کو کوئی چیز دی جاتی ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔نمبر 1 بطور امانت اور نمبر 2 بطورِ ہبہ۔جب کوئی چیز بطور امانت کسی کو دی جاتی ہے تو اصل مالک وہی ہوتا ہے جس کی چیز ہوتی ہے۔اس کا جب جی چاہے گا وہ اپنی دی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔

بطور ہبہ:

وہ چیز ہوتی ہے جو کسی کو خوش ہو کر بطور انعام واکرام کے دے دی جائے کہ یہ میری ملکیت میں تھی، اب میں خوش ہو کر تم کو بطور انعام واکرام ہبہ کرتا ہوں۔اب یہ آپ کی ملکیت ہوئی۔آپ کا جس طرح جی چاہے اس کو استعمال کرلو۔اب کوئی بھی ایسا شخص جو اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کو نہ مانتا ہو تو کیا وہ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی چابیاں اپنے حبیب ﷺ کو بطور امانت دی ہیں۔اگر یہ بات نہیں تو پھر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے خزانوں کا مالک ومختار بنایا ہے وگرنہ کوئی مجھے یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت کر دے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو خزانوں کی چابیاں دینے کے بعد آپ ﷺ سے واپس لے لی ہوں۔جو کہ کوئی بھی بدعقیدہ ثابت نہیں کر سکتا۔جبکہ یہ تو ثابت ہے کہ خزانوں کی چابیاں دی ہیں، واپس نہیں لیں تو کیوں چند حضرات عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کسی بھی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے (استغفر اللہ)

7۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ میرا نبی ﷺ تو اپنے غلاموں کو اس بات کا سرٹیفکیٹ دے رہا ہے کہ میرے بعد تم مشرک نہیں بن سکتے۔بیڑا غرق ہو ان کانگرسی 2 نمبر احراری بد عقیدہ مولویوں کا جو اپنی تقریروں اور تحریروں میں امت محمدیہ ﷺ کو مشرک بنانے کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔اگر کافروں کو آپ مسلمان نہیں کر سکتے ہو تو کم از کم مسلمانوں کو تو

کا فرمت بناؤ۔ اللہ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے (آمین)

بحر حال اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ میرے رب عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو خزانوں کی چابیاں دی ہیں کیونکہ ان خزانوں کا اصلی مالک ومختار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور میرے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مالک ومختار ہیں۔

دلیل نمبر 4

آیت مبارکہ: وَاِن مِّن شَیٍٔ اِلَّا عِندَنَا خَزَآئِنُهٗ ۔

(پارہ نمبر 14 سورۃ الحجر آیت نمبر 21)

ترجمہ: اور جتنی بھی چیزیں ہیں سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تمام چیزوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور تمام چیزوں کے خزانوں کی چابیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھوں میں دے کر مالک ومختار بنا دیا ہے۔ آئیں ملاحظہ فرمائیں حدیث مبارکہ

دلیل نمبر 5

خدا کے خزانوں کی چابیاں میرے آقا ﷺ کے ہاتھوں میں

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا یَحییَ بِن بُکَیرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیثُ عَن عُقَیلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنْ ابنِ شِهَابٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَن سَعِیدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ بنْ المُسَیَّبِ عَنْ أَبی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثتُ بِجَوَامِعِ الکَلِمِ وَ نُصِرتُ بِالرُّعبِ فَبَینَا أَنَا نَائِمٌ ثُمَّ أُوتِیتُ بِمَفَاتِیحَ خَزَائِنِ الأَرضِ فَوُضِعَت فِی یَدِیی قَالَ أَبُو هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ وَ قَد ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَ أَنتُم تَنتِشلُونَهَا ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسی باتیں دے کر بھیجا گیا ہوں جو جامع ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ میں ایک بار سو رہا تھا کہ اتنے میں تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھوں میں دے دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو تشریف لے گئے اور تم یہ خزانے حاصل کر رہے ہو۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ الجِہادِ وَالسیَر بَابُ قَولِ النَّبِیِّ ﷺ نُصِرتُ بِالرُّعبِ مَسِیرَۃَ شَھرٍ حدیث نمبر 229 ص 137

☆ صحیح بُخارِی شَرِیف جِلد سُوم کِتَابُ التَّعبِیرِ بَابُ المَفَاتِیحِ فِی الیَدِ حدیث نمبر 1904 ص 849

☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کِتَابُ المَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ بَابُ تَحوِیلِ القِبلَۃِ مِنَ القُدسِ اِلَی الکَعبَۃِ حدیث نمبر 1070 ص 416

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سوم کِتَابُ الرُّؤیَاء حدیث نمبر 5817 ص 222

☆ سُنَنِ نَسائی جلد دُوم کِتَابُ الجِہادِ بَابُ وُجُوبِ الجِہادِ حدیث نمبر 3036 ص 419

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم بَابُ فَضَائِلِ سَیِّدِ المُرسَلِینَ ﷺ فصل اول حدیث نمبر 5502 ص 123

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 4 تفسیر سورۃ آل عمران ص 426

☆ الرحیق المختوم مولوی صفی الرحمٰن مبارکپوری ص 606

اس حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ میرے رب نے اپنے محبوب ﷺ کو خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں، عقلمند کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہے۔

دلیل نمبر 6

آیت مبارکہ: وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَلٰکِنَّ المُنٰفِقِینَ لَا یَفقَھُونَ (پارہ 28 سورۃ المنافقون آیت نمبر 7)

ترجمہ: آسمانوں و زمین کے کل خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں۔

قرآن پاک کی آیت سے ثابت ہوا ہے کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں اور سارے خزانوں کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بنا دیا ہے جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ منافقین اتنی سمجھ رکھتے ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو سمجھ سکیں یعنی کہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ ملکیت مصطفیٰ ﷺ کو منافق سمجھ سکتا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خزانے عطا کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث مبارکہ

دلیل نمبر 7

میرے رب نے مجھے سرخ و سفید خزانے عطا کئے ہیں

حدیث مبارکہ: وَ حَدَّثَنِی زُھَیْرُ بِنُ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اِسْحَاقُ بِنُ اِبرَاھِیمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ مُحَمَّدُ بِنُ الْمُثَنّٰی وَ اِبْنُ بَشَّارٍ قَالَ اِسْحَاقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الاٰخرُونَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِی قِلَابَۃَ عَنْ اَبِی اَسمَاءَ الرَّحَبِیِّ عَنْ ثَوبَانَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ زَوٰی لِیَ الْاَرضَ حَتّٰی رَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا وَ اَعطَانِی الکَنْزَینِ الاَحْمَرَ وَالاَبیَضَ۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا ہے۔ یہاں تک میں نے اس کے تمام مشرقی حصوں اور مغربی حصوں کو دیکھ لیا۔ میرے خدا نے مجھے سرخ اور سفید خزانے بھی عطا کئے ہیں۔

حوالہ جات

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سوم کتابُ الفِتَنِ وَ اَشرَاطِ السَّاعَۃِ حدیث نمبر 7129 7128 ص 655

☆ سنَنِ ابی داود جلد سوم کتابُ الفِتَنِ وَ الملاحم بابُ ذِکرِ الفِتَنِ وَ دَلَائِلِھَا حدیث نمبر 3710 ص 238

☆ سُنن ابن ماجہ جلد دُوم بَابُ مَا یکُوْنَ مِنَ الفِتَنِ حدیث نمبر 1750 ص 472
☆ جَامع ترمذی شریف جلد دُوم ابوَابُ الفِتَنِ بَابُ سُوَالِ النَّبِیِّ ﷺ ثلاثًا فی امّتہ حدیث نمبر 50 ص 32
☆ مشکوٰۃ شریف جلد سُوم بَابُ فضَائِلِ سَیّدِ المُرسَلِینِ ﷺ حدیث نمبر 550 ص 123

یہاں پر بھی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کا اعلان فرما رہے ہیں کہ مجھے سرخ وسفید خزانے عطا کیے گئے ہیں۔ اب جس کو خزانے دیئے جاتے ہیں، اس کو اختیارات بھی تو دیئے جاتے ہیں۔

ایک نکتہ

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ یہ چیز نہیں دے سکتے، وہ چیز نہیں دے سکتے تو اب اس کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ چیز معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں بھی نہیں ہے۔ کیا اب کوئی ملاں ایسا ہے جو اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ ثابت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں یہ چیز نہیں ہے۔ میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ بد عقیدہ لوگ قیامت کے دن تک بھی ایسا ثابت نہیں کر سکتے۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کے خزانے میں ہے، کاروبار، اولاد، علم، دولت، حسن و جمال، شہرت، امیری، فقیری، ولایت، تاجِ سکندری، بادشاہت حکومتیں، جاہ وجلال، نبوت وغیرہ وغیرہ۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ہے تو خزانوں کی چابیاں کہاں ہیں؟ تو حضرت صاحب خزانوں کی چابیاں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا کی ہیں۔ تو حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ میرا نبی ﷺ ہر چیز کا مالک ومختار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطائیں اپنے محبوب ﷺ پر مہربان ہیں اور جو لوگ اختیارات کو نہیں مانتے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو نہیں مانتے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنی عطا کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتا ہے کہ

دلیل نمبر 8

آیت مبارکہ: وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحظُورًا ۔

(پارہ نمبر 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 20)

ترجمہ: اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں ہے۔

آئیں دیکھیں اب اللہ تعالیٰ کی عطائیں اپنے نبی کریم ﷺ پر حدیث مبارکہ

دلیل نمبر 9

چتکبرے گھوڑے پر زمین کی چابیاں

حدیث مبارکہ: عَن جَابِر رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اُوتِیتُ بِمَقَالِیدُ الدُّنیاءَ عَلٰی فَرَسَ اَبلَقَ عَلَیهِ قَطِیفَةٌ مِن سُندَسٍ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے چتکبرے گھوڑے پر دُنیا کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ جس پر ریشمی چادر تھی۔

حوالہ جات

☆ مسند احمد جلد سوم ص 328

☆ صحیح ابن حبان جلد 9

اس حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب ﷺ کو خزانوں کی چابیاں دے دی ہیں۔ مولوی صاحب جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی خزانوں سے اپنے ہی محبوب ﷺ کو سب کچھ عطا کر دیا ہے تو آپ کے پیٹ میں منافقت کا درد کیوں ہوتا ہے؟ بس ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ

تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا
دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا

جن وملک ہیں اُن کے سپاہی
رب کی خدائی میں اُن کی شاہی

شاہ و گدا ہیں ان کے سلامی
فخر ہے سب کو اُن کی غلامی
کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں
دھوم ہے اُن کی کون و مکاں میں

دلیل نمبر 10

منگتوں کو خالی دامن مت بھیجنا

آیت مبارکہ: وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۔ (پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت نمبر 10)
ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ مانگنے والوں کو جھڑکنا نہیں۔

تفسیر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرما رہا ہے کہ محبوب ﷺ جو بھی سوالی آپ ﷺ کے دولت خانہ پر آئے اور جو بھی آپ ﷺ سے مانگے آپ ﷺ نے اس کو جھڑکنا نہیں یعنی کہ خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دینا۔ بلکہ ہم نے جو کچھ آپ ﷺ کو عطا کیا ہوا ہے ہمارے خزانوں میں سے اسے عطا فرمانا۔ اب بڑے مزے کی بات تو یہ ہے کہ سوالی یعنی مانگنے والا حضور پاک ﷺ سے کچھ بھی مانگ سکتا ہے۔ وہ عزت مانگے، علم مانگے، دولت مانگے، کاروبار مانگے، رزق مانگے، اولاد مانگے، دُنیا کی سرداری مانگے، جنت مانگے، محبوب ﷺ وہ کچھ بھی مانگ لے سوالی کا کام ہے مانگنا۔ اے محبوب ﷺ فَلَا تَنۡهَرۡ آپ ﷺ اس کو خالی نہ موڑیں۔ اب ذرا توجہ فرمائیں اگر میرے نبی ﷺ کے پاس کچھ نہ ہوتا یا حضور ﷺ کچھ عطا نہ کر سکتے ہوتے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کر سکتے تھے یا اللہ میرے پاس کیا ہے جو میں مانگنے والوں کو دوں یا آپ ﷺ منگتوں سے فرما سکتے تھے کہ میں تم کو کیا دے سکتا ہوں، جو مانگنا ہے صرف اللہ سے مانگو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام دُنیا کے منگتوں کو ایک ہی آستانہ

دکھا دیا ہے کہ جو بھی مانگنا ہو میرے محبوب ﷺ سے طلب کرلو اور محبوب ﷺ سے فرما دیا کہ یہ دنیا والے آپ ﷺ سے جب بھی جہاں بھی اور جو چیز بھی مانگیں فَلَا تَنۡهَرۡ آپ ﷺ خالی نہ موڑیں۔

بقول اعلیٰ حضرت

میرے کریم ﷺ سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

دلیل نمبر 11

میرے نبی ﷺ نے منگتوں کو کبھی ناں نہیں کی

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بِنُ كَثِيرٍ أَخۡبَرَنَا سُفۡيَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ ابۡنِ الۡمُنۡكَدِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ سَمِعۡتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ يَقُولُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَنۡ شَيۡءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا ۔

ترجمہ: حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے ناں نہیں فرمائی (یعنی منگتوں کو کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں موڑا)۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوئم کتاب الادب باب حُسنِ الخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكرَهُ مِنَ البُخلِ حدیث نمبر 973 ص 443

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب الفضائل باب حدیث نمبر 5896 ص 246

☆ الأدب المفرد امام بخاری باب سَخَاوَةِ النَّفسِ حدیث نمبر 279 ص 148

☆ مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص 72

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم بابُ فی اَخلاقِہٖ وَشمائِلِہٖ ﷺ فصل اول حدیث نمبر 5556 ص 138

☆ مسند امام احمد جلد اول ص 168

اس حدیث مبارکہ سے حاصل شُدہ موتی

ا۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ سے مانگنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔ اگر آپ ﷺ کی ذات سے مانگنا شرک ہوتا تو آپ ﷺ بالکل منع فرما دیتے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مانگو، میں کسی کو کیا دے سکتا ہوں؟ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ میں تو اپنے بھلے برے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا (معاذ اللہ)۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو دُنیا والوں کو آپ ﷺ کا آستانہ دکھا دیا ہے کہ جو بھی مانگو گے ضرور ملے گا۔ بقول کسی عاشق رسول ﷺ کے:

مانگو مانگو حضور ﷺ دیتے ہیں
جو بھی مانگو ضرور دیتے ہیں

۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین فرماتے ہیں جب بھی آپ ﷺ سے سوال کیا گیا یعنی جب بھی کسی سوالی نے اپنی خالی جھولی آپ ﷺ کی بارگاہِ رحمت میں بچھائی، میرے نبی پاک ﷺ نے خالی نہیں بلکہ خالی دامن کو رحمتوں سے بھر دیا۔

قربان میں ان کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا کہ دامن میں ہمارے سمایا ہی نہیں

۳۔ آپ ﷺ کی سخاوت پر قربان جائیں۔ اس شاہی دربار کا کوئی بھی ٹائم ٹیبل مقرر نہیں ہے کہ اس وقت آنا یا اس وقت نہیں آنا۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب بھی مانگا سخی نے عطا فرمایا۔

دلیل نمبر 12

اسلام قبول کرنے پر جو بھی چیز مانگو گے
آقا ﷺ ضرور عنایت فرمائیں گے

حدیث مبارکہ: عَنْ مُوسٰی بِن اَنَسٍ رَضِی اللّٰہ عَنہُ عَنْ اَبِیہِ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَلَی الِاسلَامِ شَیئًا اِلَّا اَعطَاہُ قَالَ فَجَائَہٗ رَجُلٌ فَاَعطَاہُ غَنمًا بَینَ جَبلَینِ فَرَجَعَ اِلٰی قَومِہٖ فَقَالَ یَا قَومِ اَسلِمُوا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یُعطِی عَطَاءً لَا یَخشَی الفَاقَۃَ۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان نقل فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے پر نبی اکرم ﷺ سے جو بھی چیز مانگی جاتی تھی آپ ﷺ وہ عطا کر دیتے تھے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اس نے اسلام قبول کیا) نبی اکرم ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان موجود جتنی بکریاں تھی سب عطاء فرما دیں وہ اپنی قوم والوں کے پاس واپس گیا اور بولا اے میری قوم اسلام قبول کرلو کیونکہ حضرت محمد ﷺ اتنا عطاء فرماتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں رہتا (یعنی نبی پاک ﷺ کے عطا کرنے کے بعد غربت ختم ہو جاتی ہے)۔

حوالہ ☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 5898 ص 246

دلیل نمبر 13

تیز ہوا سے بڑھ کر سخاوتِ مصطفیٰ ﷺ

حدیث مبارکہ: عَن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِی اللّٰہ عَنہُمَا قَالَ کَانَ رَسُولُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَجوَدَ النَّاسِ وَ کَانَ أَجوَدُ مَا یَکُونُ فِی شَھرِ رَمَضَانَ حِینَ یَلقَاہُ جِبرِیلُ عَلیہِ السَّلامِ وَ کَانَ یَلقَاہُ فِی کُلِّ لَیلَۃٍ مِن رَمَضَانُ فَیُدَ ارِسُہُ القرآنَ فَکَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَجوَدُ بِالخَیرِ مِن الرِّیحِ المُرسَلَۃِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ فضل اور کرم والے تھے اور آپ ﷺ رمضان المبارک میں بہت زیادہ سخاوت وعطا فرماتے۔ جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے پس آپ ﷺ ان سے قرآن کا دور فرماتے اور رسول اللہ ﷺ ضرور بھیجی گئی تیز ہوا سے بھی زیادہ لوگوں کی تمام حاجات کے مطابق عطا وسخا فرماتے تھے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کِتابُ الوَحی بَابُ کَیفَ کَانَ بَدءُ الوَحیِ اِلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیث نمبر 5 ص 95

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سوم کِتَابُ الفَضَائِلِ بَابُ جُودِہٖ ﷺ حدیث نمبر 5888 ص 243

☆ سُنَنِ نسائی جلد دُوم کِتَابُ الصِّیَامِ بَابُ الفَضلِ وَالجُودِ فِی شَھرِ رَمَضَانَ حدیث نمبر 2067 ص 113

☆ الأدبُ المُفرد امام البخاری بَابُ حُسنِ الخُلقِ اِذَا فَقِھُوا ص 153

☆ مشکوۃ شریف جلد اول باب الاعتکاف ص نمبر 453

تبصرہ

سبحان اللہ قربان جاؤں میں اس سخی کی سخاوت پر جو محبوب رب العالمین ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نبی پاک ﷺ کو سخی مانتے ہیں تو سخی تو اس وقت تصور کیا جائے گا جب پاس سب کچھ ہوگا۔ اگر مانگنے والا کسی چیز کا سوال کرے اور حضور ﷺ نہ دیں۔ یا یہ فرمائیں کہ نہیں یہ تو میرے پاس نہیں ہے کچھ اور مانگ لو، تو پھر سخاوت کا کیا تصور کیا جائے گا۔ سخاوت کرنے کے لئے سخی کا ہونا ضروری ہے اور سخی ہونے کے لئے

مال وزر کا ہونا ضروری ہے اور مال وزر کے ہوتے ہوئے اختیارات کا ہونا ضروری ہے۔
اگر اختیارات نہ ہوں گے تو سخاوت کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے
کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

اعلیٰ حضرت امام عاشقاں آپ رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے
ہیں

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

دلیل نمبر 14

اولادِ آدم میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟

حدیث مبارکہ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِنْ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِیْ اٰدَمَ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے۔ پھر اولادِ آدم میں سے میں سخی ہوں۔

حوالہ جات

☆ مسند ابی یعلی حدیث نمبر 2790

☆ الترغیب والترہیب جلد دوم ص 320

☆ المجمع الزوائد جلد 9 ص 13

☆ مشکوۃ شریف جلد اول کتاب العلم تیسری فصل حدیث نمبر 241 ص 73

☆ مدارج النبوت جلد اول ص 72

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ میں میرے نبی کریم ﷺ اپنے سخی ہونے کا اظہار فرما رہے ہیں کہ لوگو! تمام کائنات میں سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کو سخی بنانے میں کوئی مددگار یا شریک نہیں ہے۔ وہ ذاتی طور پر سخی ہے اور تمام خزانوں کا ذاتی طور پر مالک و مختار ہے۔ مجھے میرے رب نے سخی بنایا ہے۔ میرے پاس جو بھی خزانے ہیں یا جو بھی اختیارات ہیں وہ میرے اللہ کے عطا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی میں کائنات کا مالک و مختار ہوں۔

بقول اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

دلیل نمبر 15

میری بارگاہ میں حاجت مندوں کی سفارش کیا کرو

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی مُوسَی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا أتَاہُ السَّائِلُ وَ رُبَّمَا قَالَ جَاءَہُ السَّائِلُ أو صَاحِبُ الحَاجَۃِ قَالَ اِشفَعُوا فَلتُؤجَرُوا وَیَقضِی اللّٰہُ عَلَی لِسَانِ رَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاشَاءَ۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب بھی کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام سے فرماتے کہ تم بھی (میری بارگاہ میں) اس کی سفارش کیا کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ کو تو جو منظور ہے وہ اپنے محبوب ﷺ کی زبان مبارک سے حکم جاری کروا دے گا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری جلد سوئم ,کتاب التوحید باب فی المشیئۃ والارادۃ حدیث نمبر 2330 ص نمبر 1053

☆ صحیح بُخاری جلد اوّل ,کتاب الزکاۃ حدیث نمبر 1348 ص نمبر 638

دلیل نمبر 16

حدیث مبارکہ: عَن أَبِی مُوسَی رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ عنَ النَّبِیِّ قَالَ اَلمُؤمِنُ لِلمُؤمِنِ کَالبُنیَانِ یَشُدُّ بَعضُہُ بَعضًا ثُمَّ شَبَّکَ بَینَ أَصَابِعِہِ وَکَانَ النَّبِیُّ جَالِساً اِذَا جَاءَ رَجُلٌ یَسأَلُ أُوطَالِبُ حَاجَۃٍ أَقبَلَ عَلَینَا بِوَجھِہِ فَقَالَ اَشفَعُوا فَلتُؤ جَرُاوَ لِیَقضِ اللّٰہُ عَلَی لِسَانِ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے ہوئے ہے (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ ﷺ نے انگلیوں کو قینچی کر لیا اور ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص کچھ مانگتا یا حاجت طلب کرتا آیا آپ ﷺ نے ہماری طرف نظر کرم فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا (تم خاموش کیوں بیٹھے رہتے ہو) غریب اور حاجت مندوں کی سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا ثواب مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ کو تو جو منظور ہو

گا۔ وہ اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے حکم جاری کروادے گا۔

حوالہ جات

صحیح بخاری شریف جلد سوم ۔کتاب الادب باب تعاون المؤمنین بعضھم بعضاً (حدیث نمبر 966ص نمبر440)

دلیل نمبر 17

نبی کریم ﷺ لوگوں کو حکومت بھی عطاء فرماتے ہیں

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی مُوسَی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَومِی فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَینِ أَمِّرْنَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الآخَرُ مِثلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّی هَذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَیهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اپنی قوم کے دو آدمیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ان میں سے ایک کہنے لگا: یارسول اللہ! ہم کو کسی جگہ کی حکومت دیجئے۔ دوسرے نے بھی اس طرح یہی عرض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہم اس شخص کو حکومت نہیں دیتے جو اس کی درخواست کرے یا حرص کرے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوئم ۔کتاب الاحکام باب ما یکرہ من الحرص علی الأمارۃ حدیث نمبر 2026 ص902

☆ صحیح مسلم شریف جلد دوم ۔کتاب الامارۃ باب النھی عن طالب الامارۃ والحرص علیھا حدیث نمبر 4603 ص نمبر711

دلیل نمبر 18

میرے محبوب ﷺ کے پاس آؤ

آیت مبارکہ: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ . . . . . الاٰخر

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (پارہ 3 سورۃ النساء آیت 64)

تفسیر:

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہ معاف کروانے اور اللہ تعالیٰ کو منانے کا طریقہ بتایا جارہا ہے۔ یعنی کہ توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بتائی جارہی ہیں۔ اوّل: نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضری۔ دوم: اپنے گناہوں سے وہاں جا کر توبہ کرنا۔ سوم: نبی پاک ﷺ کا شفاعت فرمانا۔ اگر ان تینوں میں ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو توبہ کی امید نہیں۔

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ اول: نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مطلق مختارِ کل ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اختیار دیا ہے کہ جس کی چاہیں شفاعت فرمائیں یا جس کی چاہیں نہ فرمائیں۔ کیونکہ جرم تو کیا خدا کا ناراض تو گناہ کر کے اپنے رب کو کیا۔ مگر فرمایا گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرلیا ہے تو اب اس محبوب ﷺ کی بارگاہ میں آجا۔ جس حبیب ﷺ کی اللہ تعالیٰ ٹالتا نہیں۔ دوم: یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے وسیلہ کے بغیر اللہ تعالیٰ ہماری توبہ بھی قبول نہیں فرماتا۔ اگر نبی پاک ﷺ کے وسیلہ کے بغیر اگر توبہ قبول ہوسکتی ہوتی تو پھر نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں جانے کا اللہ تعالیٰ کبھی بھی حکم نہ فرماتا۔ سوم: یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس

شخص سے راضی ہوتا ہے جو میرے نبی ﷺ کو راضی کر لے اپنا آقا و مولا جان کر حضور ﷺ کا وسیلہ لے کر رب کی بارگاہ میں آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیتا ہے۔ وگرنہ جو میرے نبی ﷺ کے در سے دھتکارا گیا، رب کعبہ کی قسم کسی بھی جہان میں وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ دونوں جہانوں کی کامیابی اس شخص کے قدموں کو چومتی ہے جس کا یہ عقیدہ ہو۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے ﷺ
باغ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے ﷺ

دلیل نمبر 19

جرم ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا عملی مظاہرہ

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی هُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَینَمَا نَحنُ جُلُوسٌ عِندَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِذجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ هَلَکتُ قَالَ مَا لَكَ؟ قَالَ وَقَعتُ عَلَی اِمرَاَتِی وَأَنَا صَائِمٌ ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ هَل تَجِدُ رَقَبَةً تُعتِقُهَا؟ قَالَ لَا قَالَ فَهَل تَستَطِیعُ اَن تَصُومَ شَهرَینِ مُتَتَابِعَینِ؟ قَالَ لَا قَالَ فَهَل تَجِدُ اِطعَامَ سِتِّینَ مِسکِینًا فَقَالَ لَا قَالَ فَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَبَینَا نَحنُ عَلَی ذَلِكَ أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیهَا تَمرٌ وَالعَرَقُ المِکتَلُ ۔ قَالَ أَینَ السَّائِلُ؟ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذهَا فَتَصَدَّق بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَی أَفقَرَ مِنِّی یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؟ فَوَاللّٰہِ مَا بَیْنَ لَا بَیْتَھَا یُرِیدُ الحَرَّتَینِ أَھلُ بَیتِ أَفقَرَ مِن أَھلِ بَیتِی فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَت أَنیابُہُ ثُمَّ فَقَالَ أَطعِمہُ أَھلَکَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا ہوا؟ تو اس شخص نے عرض کی کہ میں اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہوں جبکہ میں روزہ سے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس غلام کہاں؟ فرمایا متواتر دو مہینے کے روزے رکھ لو۔ عرض گذار ہوا کہ اس کی طاقت نہیں ہے۔ فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو عرض کی کہ یہ بھی میسر نہیں۔ پھر ایک ٹوکرا کھجوروں کا پیش کیا گیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا سائل کہاں ہے۔ انہیں خیرات کر آئے۔ عرض کی کہ کیا اپنے سے زیادہ غریبوں کو؟ قسم خدا کی ان دونوں وادیوں میں کوئی بھی گھر ہم سے زیادہ غریب نہیں ہے۔ پس نبی پاک ﷺ تبسم ریز ہو گئے۔ یہاں تک کہ دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا کہ تم خود ان کے حقدار ہو جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کِتابُ الصَّومِ حدیث نمبر 1816 ص 831

☆ صحیح مُسلم شریف جلد دُوم کِتابُ الصِّیَامِ حدیث نمبر 2491 ص 45

☆ جامع ترمذی شریف جلد اوّل ابوابُ الصَّومِ بَابُ مَاجَاءَ فِی کَفَّارَۃِ الفِطرِ فِی رَمَضَانَ حدیث نمبر 702 ص 407

☆ سُنَنِ ابی داؤد جلد دُوم بَابُ کَفَّارَۃِ مَن اَتَی اَھلَہُ فِی رَمَضَانَ حدیث نمبر 2042 ص 154

☆ سُنَنِ ابن ماجہ جلد اوّل بَابُ مَاجَآءَ فِی کَفَّارَۃِ مَن اَفطَرَ یَوماً مِن رَمَضَانَ حدیث نمبر 1734 ص 473

☆ الموطا امام مالک باب کفارۃ من اضطر فی رمضان حدیث نمبر 28 ص 314

☆ مشکوٰۃ شریف جلد اول باب تنزیہ الصوم حدیث نمبر 1906 ص 434

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کریم نے اپنے رسول پاک ﷺ کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ جب صحابی سے روزے کی حالت میں لغزش ہوگئی تو حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا یعنی مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ تو نبی پاک ﷺ نے قانون بیان فرمایا کہ اگر تو نے غلطی کی ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرو۔ صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا اگر غلام آزاد نہیں کر سکتے ہو تو 60 مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ مگر صحابی اس سے بھی معذرت کر رہا ہے کہ حضور میں اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھو۔ صحابی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! میرے لئے یہ بھی مشکل ہے اور میں ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ یہ جو حضور پاک ﷺ نے بیان فرمایا یہ قانون تھا اگر کوئی ایسی غلطی کر بیٹھے تو وہ ان تینوں حکموں میں سے کسی ایک پر عمل کرلے مگر صحابی تینوں پر عمل کرنے سے معذرت کر رہا ہے۔ آگے میرے آقا ﷺ مختار کل کا اختیار ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ کریم نے آپ ﷺ کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے یا نہیں۔ اگر منافقت سے دل پاک ہو تو یقیناً یہ حدیث صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ تو جب صحابی تینوں حکموں پر عمل کرنے سے معذرت کر رہا ہے تو ایک شخص حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوا اور بطور نذرانہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کدھر ہے جو شخص سوال کر رہا تھا۔ تو وہ شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ یہ کھجوریں لے جاؤ اور غریبوں میں جا کر تقسیم کر دو۔ وہ شخص عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ کے قدموں پر قربان جائیں۔ ان دونوں وادیوں میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں ہے۔ میں سب سے زیادہ غریب ہوں۔ اس

کے یہ جملے سن کر آقا ﷺ مسکرائے اور فرمایا ''اچھا جاؤ اور خود کھاؤ اور اپنے بچوں کو کھلا دو۔ یعنی جا یہ کھجوریں تمہیں عطا کیں۔

رحمت میرے حضور ﷺ دی واجاں پئی ماردی
آجا گناہگارا میں تینوں بچا لواں

اب میں ہر منصف مزاج کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خدارا ذرا سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ کیا آپ حضور پاک ﷺ مختار کل نہیں ہیں؟ اگر آپ ﷺ کو یہ اختیار حاصل نہیں تھا تو کیا معاذ اللہ نبی ﷺ یوں ہی فضا میں تیر پھینک دیتے تھے اور پھر حضور ﷺ کو اختیار حاصل نہیں تو کیا صحابی کا کفارہ ادا ہوا یا کہ نہیں۔ اگر صحابی کا کفارہ ادا ہو گیا تو پھر ماننا پڑے گا کہ اللہ کریم نے آپ ﷺ کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر میرا نبی ﷺ چاہے تو میرے قانون میں ترمیم بھی کر سکتا ہے اور اگر کوئی بندہ آپ ﷺ کے اختیار کا منکر ہے تو پھر اس کو ثابت کرنا ہوگا کہ اس آدمی کا کفارہ ادا نہیں ہوا۔ جو کہ کوئی بھی مائی کا لعل نہ ثابت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ملاں ایسا کہنے کی جرأت کر سکتا ہے اور پھر اگر کوئی یہ کہے کہ نبی ﷺ کو اختیار حاصل نہیں تو وہ قرآن و حدیث کا منکر ہے اور منافق ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو وہ میرے نبی ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کرتے تھے۔

کرم کی اِک نظر ہم پہ خدارا یارسول اللہ ﷺ
نہیں کوئی سوا تیرے سہارا یارسول اللہ ﷺ

یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام مشکل کے وقت اپنی تمام تر حاجات نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنا یا اپنی حاجتیں آپ ﷺ سے بیان کرنا شرک ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ جب حضور ﷺ سے مدد مانگنی اور

مصیبت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے تو جناب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی کر کے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرو۔ نہ کہ صحابہ کرام کے عقیدے کی مخالفت کر کے انگریز کو راضی کرتے پھرو۔

دلیل نمبر 20

آیت مبارکہ: وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا

(پارہ نمبر 30 سورۃ النباء آیت نمبر 14)

ترجمہ: اور بدلیوں سے ہم ہی برستا ہوا پانی برساتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مالک و مختار ہوں بارش بھی میرے حکم سے برستی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک اٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے ہوئے بادلوں سے مینہ برساتا ہے دیکھیں حدیث مبارکہ

دلیل نمبر 21

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بارش کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرنا

حدیث مبارکہ: عَنۡ أَنَس بِن مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ يَذۡكُرُ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ يَومَ الجُمعَةِ مِن بَابٍ كَانَ وِجَاهَ المِنبَرِ وَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَائِماً يَخطُبُ فَاسۡتَقۡبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ هَلَكَتِ الأَمَوالُ وَ إنقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادعُ اللّٰهَ أَن يُغِيثَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَدَيهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اسقِنَا اللَّهُمَّ اسقِنَا اللَّهُمَّ اسقِنَا قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ فَلاَ

وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِن سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَلَا شَيْئًا وَمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ سَلَعٍ مِن بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَت مِن وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ إِنتَشَرَت ثُمَّ أَمطَرَت قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَينَا الشَّمسَ سبتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِن ذٰلِكَ البَابِ فِي الجُمعَةِ المُقبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخطُبُ فَاستَقبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَ انقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادعُ اللّٰهَ أَنْ يُمسِكَهَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَينَا وَلَا عَلَينَا اللّٰهُمَّ عَلَى الاكَامِ وَالجِبَالِ والظِّرَابِ وَالْأَودِيَةِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانقَطَعَت وَ خَرَجنَا نَمشِي فِي الشَّمسِ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد نبوی میں اس دروازے سے آیا جو منبر کے سامنے تھا۔ نبی پاک ﷺ اس وقت کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت ﷺ کی طرف منہ کر کے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ جانور مر گئے اور راستے بند ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے کہ مینہ برسائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا ''یا اللہ ہم کو پانی پلا، یا اللہ ہم کو پانی پلا، یا اللہ ہم کو پانی پلا''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے خدا کی ہم آسمان میں نہ کوئی بادل دیکھتے تھے اور اور نہ بادل کا کوئی ٹکڑا اور نہ کوئی ایسی چیز جس سے معلوم ہو سکے کہ بارش آئے گی اور نہ ہی ہمارے اور سلع (پہاڑ) کے درمیان میں

کوئی گھر یا مکان تھا۔ اتنے میں پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ جب وہ بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم پھر تو یہ حال ہو گیا کہ ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا۔ دوسرے جمعہ ایک شخص اسی دروازے سے آیا اور آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ وہ کھڑے کھڑے آپ ﷺ کے سامنے آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! جانور مر گئے اور راستے بارش کی وجہ سے بند ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور پھر یوں دُعا کی ''یا اللہ ہمارے گردا گرد برسا، ہم پر نہ برسا یا اللہ ٹیلوں، پہاڑوں، پہاڑیوں، زمینوں اور درخت اُگنے کے مقاموں پر برسا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دُعا فرماتے ہی بادل کھل گیا اور ہم دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کِتَابُ الْاَستِسقَاءِ بَابُ الْاَستِسقَاءِ فِیِ الْمَسجِدِ الجَامِعِ حدیث نمبر 958 ص 474
☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ الْمُنَاقِبِ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ فِیِ الْاَسلَامِ حدیث نمبر 791 ص 397
☆ صحیح بُخاری شریف جلد سوم کِتَابُ الْاَدَبِ بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضِّحکِ حدیث نمبر 1028 ص 465
☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کِتَابُ الصَّلوٰۃِ الاستِسقَاءِ حدیث نمبر 1975 ص 682
☆ سُنَنِ اِبی داوٗد جلد اوّل بَابُ رَفعِ الیَدَینِ فِیِ الْاَستِسقَاءِ حدیث نمبر 993 ص 426
☆ سُنَنِ ابنِ مَاجہ جلد اوّل بَابُ مَاجَآءَ فِیِ الْاَستِسقَاءِ حدیث نمبر 1323 ص 365
☆ سُنَنِ نسائی جلد اوّل بَابِ رَفعِ الْاَمَامِ یَدَیہِ عِندَ مَسأَلَۃِ اَمسِکِ المَطَرِ حدیث نمبر 1510 ص 552
☆ الْاَدَبُ المُفرَد لِاِمَامُ البُخَارِی بَابُ رَفعِ الْاَیدِی فِیِ الدُّعَا حدیث نمبر 612 ص 281
☆ مشکوٰۃ شریف جلد اوّل بَابُ صَلوٰۃِ الِاستِسقَاءِ فصل تیسری حدیث نمبر 1426 ص 321
☆ مدارج النبوۃ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم ص 424
☆ الموطا امام مالک کتاب الاستسقاء باب العمل فی الاستسقاء حدیث نمبر 3 ص 216
☆ نشر الطیب فی ذکر النبی ﷺ الحبیب مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ص 186

☆ کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ وہابی ص 312

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ میں بتایا جا رہا ہے کہ جب مدینہ پاک میں بارش نہ پڑی تو صحابی میرے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوا: یارسول اللہ! بارش نہ برسنے کی وجہ سے قحط پڑ جانے کا خدشہ ہے۔ یارسول اللہ ﷺ ہماری فصلیں تباہ و برباد ہوگئی ہیں۔ ہمارے جانور بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ ہماری زمینیں پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہیں۔ خدارا ہم پر نظر کرم ہو جائے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں دُعا کر کے ہمارے لئے بارش برسائیں۔ قربان جاؤں میں اصحاب رسول ﷺ کے عقیدے پر کہ اپنی تمام تر مشکلیں، مصیبتیں میرے آقا ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ مجھ سے فریاد کر کے کیوں مشرک بن رہے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ تمہاری دُعائیں نہیں سنتا؟ تو تم اپنے رب کی بارگاہ میں کیوں دُعا نہیں کرتے؟ میں تو صرف تم کو کلمہ پڑھانے کے لئے آیا ہوں نہ کہ تمہاری مشکلیں اور مصیبتیں حل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن رب کعبہ کی قسم صحابہ کرام نے میرے نبی ﷺ کی بارگاہ میں اپنے دکھوں، غموں اور مشکلوں کی فریاد کر کے تمام کائنات والوں کو ایک سبق دے دیا ہے کہ دنیا والو!

اُن کی بخشش، اُن کا صدقہ
دیتا وہ ہے، دلاتے یہ ہیں

اُن کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کل پہ دکھاتے یہ ہیں

اُن کے ہاتھ میں ہے ہر کنجی
مالک کُل کہلاتے یہ ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(فاضل بریلوی الشاہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ)

میرے نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک دُعا کے لئے اُٹھنے سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا۔ بادل کا نام ونشان تک نہیں تھا لیکن جیسے ہی محبوب خدا ﷺ کے نورانی ہاتھ اُٹھے کون سے ہاتھ جولکڑی کی چھڑی کو لگ جائیں تو وہ تلوار جیسا کام دے جن کے متعلق رب تعالیٰ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ید اللہ! ارے یہ تو وہ ہاتھ ہیں جن کی ایک انگلی کا اشارہ ہو تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹے، نابینوں کو آنکھیں مل جائیں۔ بیماروں کو شفا مل جائے۔ گونگوں کو زبانیں مل جائیں۔ جن کی انگلی مبارک کے اشارے سے پتھر کلمہ پڑھیں۔ شجر کلمہ پڑھیں، جن کی انگلی مبارک کے اشارے سے بادل سایہ کرے اور پھر برسے۔ بقول اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد ہوا سورج لوٹا
پایا جو اشارہ چاند چیرا

بادل رم جھم رم جھم برسا
جب حکم حبیب ﷺ خدا پایا

مسلمان بھائیو! صحابہ کرام فرماتے ہیں بس ہاتھ مبارک اُٹھنے کی دیر تھی۔ مشرق و مغرب، شمال وجنوب ہر طرف سے بادل ہی بادل آ گئے اور موسلہ دھار بارش برسنی شروع ہوگئی اور کب تک بادل برسا صحابہ فرماتے ہیں کہ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی۔

ایک نکتہ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی۔ بادل تھما کیوں نہیں؟ بارش رُکی کیوں نہیں؟ چلو ایک دن یا دو دن یا زیادہ سے زیادہ تین چار دن تک برستی رہتی۔

سات دن تک متواتر کیوں برسی؟ میں عرض کرتا ہوں کہ میرے نبی ﷺ کا حکم اوّل تھا۔ بادلوں کو کہ بارش برساؤ کیونکہ میرا نبی ﷺ حاکم ہے اور تمام کائنات محکوم ہے۔ اب حاکم کی انگلی کا اشارہ تھا۔ خدا کی خدائی کے بادشاہ کا حکم تھا بادل کو برس۔ جب تک بادشاہ کا حکم ثانی بادل کو نہ ملا بادل برستا رہا۔ جب میرے نبی ﷺ نے بادل کو حکم دیا برسنا بند کر دے بارش فوراً برسنا ختم ہو گئی۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ سے ثابت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں۔ بادل کی کیا مجال تھی کہ آپ ﷺ کے حکم کی تابعداری نہ کرتا۔ کیونکہ ساری کائنات یہ چاہتی ہے کہ یا اللہ تو راضی ہو جا لیکن میرا رب عزوجل فرماتا ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ راضی ہو جائیں۔

بقول اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی روح تڑپی، آپ بارگاہ نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں:

عجب ہے تماشا کہ نارِ جہنم
جلائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

عجب ہے تماشا کہ فردوسِ اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

دلیل نمبر 22

لیجئے صاحب ایک اور دلیل

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا عَمرُو بن عَلِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيبَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا عَبدُالرَّحمٰنِ بنُ عَبدِ اللّٰهِ بنِ دِينَارٍ عَن أَبِيهِ قَالَ سَمِعتُ ابنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يَتَمَثَّلُ بِشِعرِ أَبِيى طَالِبٍ وَ اَبيَض يُستَقَى الغَمَامُ بِوَجهِهٖ ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصمَةٌ لِلْاَرَامِلِ وَ قَالَ عُمَرُ بنُ حَمزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَن أَبِيهِ وَ رُبَّمَا ذَكَرتُ قَولَ الشَّاعِرِ وَ أَنَا أَنظُرُ اِلَى وَجهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَستَسقِي فَمَا يَنزِلُ حَتّٰى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ وَأَبيَضَ يُستَسقَى الغَمَامُ بِوَجهِهٖ ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصمَةٌ لِلْاَرَامِلِ هُوَ قَولُ أَبِيى طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ جناب حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے" گوراان کا رنگ حامی یتیموں اور بیواؤں کے لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے مبارک منہ کے صدقے سے"

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کبھی میں شاعر جناب حضرت ابوطالبؓ کا یہ شعر پڑھتا اور یاد کرتا تھا اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ کے چہرے مبارک کو دیکھتا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر پانی کی دُعا کرتے پھر منبر سے ابھی اترے ہی نہیں تھے کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگے وہ شعر یہ ہے۔

گوراان کا رنگ ہے وہ حامی ہیں یتیموں اور بیواؤں کے

لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقے سے

(یہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کا کلام ہے)

حوالہ

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کتاب الاستسقاء باب سُؤالِ النّاسِ لِلاِمامِ الاِستِسقَاءِ اِذَا قَحَطُوا حدیث نمبر 954 ص

دلیل نمبر 23

ایک اور دلیل

حدیث مبارکہ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَاكِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ قَالَ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ لوگ روتے چیختے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے (اور بارش نہ ہونے کے سبب اپنی بدحالی کا ذکر کیا) تو آپ ﷺ نے دُعا اس طرح مانگی ''اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما جو نفع بخش ہو معاون و مددگار ہو، راحت بخش اور نیک انجام ہو، شادابی اور سبزہ لانے والی ہو، باعث ضرر نہ ہو، جلدی برسنے والی ہو نہ کہ دیر سے۔ راوی نے کہا پس اسی وقت ان پر بادل چھا گئے۔

حوالہ ☆ سُنن ابی داؤد جلد اوّل بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ حدیث نمبر 988 ص 424

دلیل نمبر 24

زندگی میں حج کتنی مرتبہ فرض ہے

آیت مبارکہ: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ

(پارہ نمبر 4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 97)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کیطرف راہ پا سکتے ہوں (یعنی کہ صاحب استطاعت ہوں) اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ تمام دُنیا سے بے پرواہ ہے۔

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ حج کی فرضیت کے بارے میں حکم فرما رہا ہے۔ جو لوگ صاحب استطاعت ہیں ان پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ اب آیئے میرے نبی ﷺ کا اختیار دیکھیں۔

دلیل نمبر 25

اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا

حدیث مبارکہ: عَنْ اَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیکُم ُالحَجَّ فَحُجُّوا فقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلاثًا فقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَو قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا إِستَطَعتُم ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِی مَا تَرَکْتُکُم فَاِنَّمَا هَلَكَ مَن کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَ اِخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنبِیَائِهِم فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیءٍ فَأْتُوْ مِنْهُ مَا أستَطَعتم وَاِذَا نَهِیْتُکُمْ عَن شَیءٍ فَدَعُوْهُ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے پس حج کیا کرو۔ ایک صاحب نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ اس صاحب نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم ایسا نہ کر سکتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، میں جو چیز چھوڑ دیتا ہوں اُسے رہنے دیا کرو۔

کیونکہ تم سے پہلے والے لوگ اپنے انبیاء کرام سے بکثرت سوالات کرنے اور ان

سے اختلافات کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اس پر عمل کرو اور جب کسی چیز سے روک دوں تو اس سے باز رہو۔

حوالہ جات

☆ صحیح مُسلم شریف جلد دُوم کِتابُ الحَجِ بَابُ فَرضِ الحَجِ مَرَّۃً فِی العُمرِ حدیث نمبر 3153 ص 248

☆ سُنَنِ نسائی جلد دُوم کِتابُ مَنَاسِکِ الحَجِ بَابُ وُجُوبِ الحَجِ حدیث نمبر 2571 ص 277

☆ جَامعُ تِرمذی شریف جلد اول اَبوَابُ الحَجِ بَابُ مَاجَآءَ کَم فَرضِ الحَجِ حدیث نمبر 793 ص 449

☆ سُنَنِ ابن ماجہ جلد دُوم اَبوَابُ المَنَاسِکَ کتابُ فَرضِ الحَجِ حدیث نمبر 663 ص 197

☆ مشکوٰۃ شریف جلد اوّل کِتَابُ المَنَاسِکِ پہلی فصل

حدیث نمبر 2390 ص 554

☆ تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص 22 پارہ نمبر 7 تفسیر سورۃ المائدہ

☆ جَامعُ تِرمذی شریف جلد دُوم اَبوَابُ تَفسِیرِ القُرآنِ تفسیر سُورَۃِ مَآئِدَۃِ حدیث نمبر 977 ص 406

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اوّل پارہ 1 تفسیر سورۃ البقرہ ص 163

تبصرہ:

جب سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے تو ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے تو اس شخص کے بار بار سوال کرنے پر حضور ﷺ نے فرمایا جتنی بات میں کیا کروں خاموشی سے سن لیا کرو۔ اگر میں تمہارے سوال کے جواب میں ہاں کر دیتا تو لوگوں پر حج ہر سال فرض ہو جاتا یعنی جس چیز کو میرا نبی ﷺ فرض کہہ دے تو وہ فرض ہو جائے گا یعنی اے کائنات والو جو میرا محبوب ﷺ فرماوے گا وہی میرا قانون بن جائے گا اگر میرا نبی ﷺ یہ فرما دیتا کہ لوگو تم پر حج ہر سال فرض ہے تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اختیارات ہو سکتے ہیں؟ اے محبوب ﷺ جو آپ ﷺ فرما دیں گے وہی میرا قانون ہوگا۔ یہی وہ اختیارات ہیں جن پر اہلسنّت و جماعت کا ایمان ہے اور یہ اختیارات قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور قرآن و حدیث پر ایمان رکھنا یعنی کمالات مصطفیٰ ﷺ اختیارات

مصطفیٰ ﷺ کو ماننا کفر وشرک نہیں ہے۔ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص ان کمالات کو نہ مانے اور اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرے وہ قرآن اور حدیث کا بھی منکر ہے اور اسکے سینے کمینے میں عداوت رسول ﷺ بھی ہے اگر عداوت نہ ہوتی تو ان کمالات اور اختیارات کا انکار نہ کرتا جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔کیونکہ اگر یہ اختیارات نہ ہوتے تو پھر حضور ﷺ کہ ہاں یا نہ کہنے سے کچھ فرق نہ پڑتا۔بہر حال حضور ﷺ کے اس فرمان یعنی میں ہاں کر دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ مختارِ کل ہیں۔اب جو لوگ اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکر ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اختیارات کو نہیں مانتے تو میں ان لوگوں کو دعویٰ کے ساتھ چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ اگر حضور ﷺ ہاں کہہ بھی دیتے تو پھر بھی کچھ فرق نہیں تھا۔یعنی حضور ﷺ کہ ہاں کہنے سے حج فرض نہیں ہو سکتا تھا (معاذ اللہ) اور اگر ہاں کہنے سے فرض ہو سکتا ہے تو پھر اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ ثابت ہوئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی یارسول اللہ ﷺ کہنے والے حق پر ہیں۔جیسا کے قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطاء فرمائے۔

کیونکہ جس چیز سے میرا نبی ﷺ منع کر دے تو وہ منع ہے اور جس چیز کے کرنے کا حکم دے وہ کرنا پڑے گا اب اگر اختیارات ہی نہ ہوں تو پھر نبی پاک ﷺ کے کسی بھی چیز کے متعلق کوئی بھی حکم فرمانے کی کیا حیثیت ہوگی کیونکہ خدا بھی چاہتا ہے کہ جس چیز سے حضور ﷺ منع فرما دیں میرے آقا ﷺ کو مالک و مختار سمجھتے ہوئے رک جاؤ اور جس چیز کے متعلق کوئی بھی حکم فرما دیں میرے آقا ﷺ کو اپنا آقا و مولا مانتے ہوئے اس کو مان جاؤ۔ملاحظہ فرمائیں قرآن پاک

دلیل نمبر 26

آیت مبارکہ: وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(پارہ نمبر 28 سورۃ الحشر آیت نمبر 7)

ترجمہ: اور تمہیں جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ عطا فرمائیں وہ لے لو (یعنی قبول کرلو مان جاو) اور جس سے روک دے رک جاؤ۔

قرآن پاک کی آیت مبارکہ میں کتنی وضاحت سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ میرا نبی ﷺ ہر معاملہ میں مالک ومختار ہے۔ آئیں حدیث مبارکہ دیکھیں۔

دلیل نمبر 27

ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم

حدیث مُبارکہ

عَن اَبِی هُرَیرَہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَو لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَی أُمتِیْ أَو لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَی النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِ صَلَاةٍ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ وہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کیا کریں۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کِتَابُ الجُمعَةِ بَابُ السِّوَاکِ یَومَ الجُمعَةِ حدیث نمبر 842 صفحہ 429۔
☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کِتَابُ الطَّہَارَتِ بَابُ السِّوَاکِ حدیث نمبر 497 صفحہ 249۔
☆ سُنَنِ نسائی جلد اوّل بَابُ الرُّخصَۃِ فِی السِّوَاکِ بِالعَشِیِّ لِلصَّائِمِ حدیث نمبر 7 صفحہ 43۔
☆ سُنَنِ ابی داؤد جلد اوّل بَابُ السِّوَاکِ حدیث نمبر 42 صفحہ 48۔
☆ جَامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبوَابُ الطَّہَارَۃِ بَابُ مَاجَاءَ فِی السِّوَاکِ حدیث نمبر 20 صفحہ 59۔
☆ سُنَنِ ابن مَاجہ جلد اوّل بَابُ السِّوَاکِ حدیث نمبر 304 صفحہ 113۔
☆ الموطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ باب ماجاء فی السواک حدیث نمبر 114 صفحہ 105۔
☆ مشکواۃ شریف جلد اول باب السواک پہلی فصل حدیث نمبر 346 صفحہ 92۔
☆ مدارج النبوت جلد اول صفحہ 79۔

تفسیر:

اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح الفاظ میں ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اختیارات دے رکھے ہیں کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو اپنی امت پر ہر نماز کے ساتھ مسواک فرض کر سکتے تھے لیکن آپ ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات تو مومنوں کیلئے حریص ہے۔ آپ ﷺ بھلا کب یہ گوارہ کرتے ہیں کہ ہم جیسے گناہگار کسی مشقت میں یا تکلیف میں پڑیں۔ آپ ﷺ تو وہ ہیں

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے ﷺ
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والے ﷺ

دلیل نمبر 28

اگر میں سجدہ کا حکم دیتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے

حدیث مبارکہ: عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''اگر میں کسی کو کسی دوسرے کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی جلد اوّل ابوابُ الرّضاعِ بابُ مَاجَآءَ فی حَقِّ الزَّوجِ عَلَی المرأۃِ حدیث نمبر 1158 ص 609
☆ سُننِ ابی داؤد جلد دوم بَابُ فِی حَقِّ الزَّوجِ عَلَی المرأۃِ حدیث نمبر 1828 ص 54
☆ سُننِ ابن ماجہ جلد اوّل بَابُ حَقِّ الزَّوجِ عَلَی المرأۃِ حدیث نمبر 1919 ص 520
☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم بَابُ عِشرَۃِ النِّسَاءِ وَمَا لِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنَ الحُقُوقِ حدیث 3116 ص 96
☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول ص 541

☆تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص 16

☆بہشتی زیور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ص 287

اگر دل میں نورِ ایمان ہو تو یہ حدیث مبارکہ کس قدر وضاحت کے ساتھ اس بات کی ترجمانی کر رہی ہے کہ میرے نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنایا ہے۔ حالانکہ شریعت محمدیہ میں خدا کے سوا سجدہ حرام ہے۔ بلکہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ جائز ہے تو وہ مشرک، بے ایمان، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن قربان جائیں محبوب خدا ﷺ پر آپ ﷺ نے کتنی وضاحت سے یہ الفاظ فرمائے کہ اگر میں کسی کو خدا کے سوا سجدے کا حکم فرماتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ جس طرح میرے محبوب ﷺ آپ ﷺ چاہیں میرا قانون ویسے ہی نافذ ہو جائے گا۔ (سبحان اللہ)

دلیل نمبر 29

ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے

حدیث مبارکہ: عَنْ اَبِی هُرَيرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ ـ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

حوالہ جات

☆صحیح مُسلم شریف جلد سوم کِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ تَحْرِيمِ خَاتَمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ حدیث نمبر 5354 ص 98

☆سُنَنِ نسائی جلد سوم حدیث نمبر 5177 ص 493

دلیل نمبر 30

حدیث مبارکہ: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَی خَاتَماً مِن ذَھَبٍ فِی یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَہُ فَطَرَحَہُ وَ قَالَ یَعمِدُ اَحَدُکُم اِلٰی جَمرَۃٍ مِّن نَارٍ فَیَجعَلُھَا فِی یَدِہٖ فَقِیلَ لِلرَّجُلِ بَعدَ مَا ذَھَبَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذ خَاتِمَکَ انتَفِع بِہٖ قَالَ لَا وَاللّٰہِ لَا اٰخُذُہُ اَبَدًا وَّ قَد طَرَحَہُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا جو شخص آگ کا انگارہ ہاتھ میں لینا چاہتا ہو وہ اسے پہنے نبی کریم ﷺ کے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا تم اپنی انگوٹھی اٹھاؤ اور اُسے (فروخت کر کے) اس سے نفع حاصل کر لو تو وہ آدمی بولا نہیں اللہ کی قسم میں اسے کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسے پھینکا ہے۔ (سبحان اللہ)

حوالہ: صحیح مسلم شریف جلد سوم کتابُ اللِّبَاسِ وَالزِّینَۃِ بَابُ تَحرِیمِ خَاتَمِ الذَّھَبِ عَلَی الرِّجَالِ (حدیث نمبر 5356 ص نمبر 98)

دلیل نمبر 31

حدیث مبارکہ: عَنْ اَبِی مُوسَی الاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِیرِ وَالذَّھَبِ عَلٰی ذُکُورِ اُمَّتِی وَ اُحِلَّ لِاِنَاثِھِم ۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام ہے۔ البتہ عورتوں کے

لئے حلال ہے۔

حوالہ: جامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبْوَابُ اللِّبَاسِ بَابُ مَا جَاءَ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ لِلرِّجَالِ حدیث نمبر 1775 ص 854

دلیل نمبر 32

حدیث مبارکہ: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِنْ زَرِيْرُ الْغَافِقِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِيْرًا بِشِمَالِهٖ وَ ذَهَبًا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ رَفَعَ بِمَا يَدَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ حَلَالٌ لِاِنَاثِهِمْ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زریر الغافقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا فرمایا کہ میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ مبارک میں ریشم اور دائیں دست اقدس میں سونا لے کر فرمایا کہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے۔

حوالہ جات

☆ سُنَنِ ابن مَاجہ جلد دُوم بَابُ اَلْبسِ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ لِلنِّسَآءِ حدیث نمبر 1389 ص 381

☆ سُنَنِ نسائی جلد سوم بَابُ تَحْرِيْمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ حدیث نمبر 5052 ص 460

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم بَابُ الْخَاتَمِ فصل دوسری حدیث نمبر 4196 ص 338

تبصرہ

ان چار حدیثوں سے ثابت ہوا کہ میرے نبی ﷺ نے اپنی امت کے مرد حضرات کے لئے سونے کے زیورات مثلاً انگوٹھی وغیرہ اور ریشم کے کپڑے پہننا حرام کر دیئے ہیں۔ فرمایا کہ میں مردوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں یا وہ ریشم کو بطور ملبوسات استعمال کریں۔ اگرچہ عورتوں کے لئے یہ چیز حلال کرتا ہوں کہ

وہ ریشم اور سونا پہن سکتی ہیں۔ مردوں کے لئے حرام ہیں۔

ایک لطیف نکتہ

اب جو مولوی صاحبان اپنی کتابوں میں یہ بات لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے یا اپنی تقریروں کو سجانے کے لئے گلے پھاڑ پھاڑ کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو کوئی اختیار حاصل نہیں تھا وہ مجبور تھے (معاذ اللہ) تو میں ان مولویوں کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ حضرت صاحب مجھے قرآن پاک سے ایک آیت ایسی نکال کر دکھا دو کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں مردوں پر سونا اور ریشم حرام کیا ہو۔ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کسی ماں نے ایسا مولوی نہیں پیدا کیا جو قرآن سے ثابت کر کے دکھائے کہ ریشم اور سونا مردوں پر حرام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حرام نہیں کیا تو پھر سونا اور ریشم حرام کس نے کیا ہے؟ وہ میرے نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ جس نے سونا اور ریشم حرام کیا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی ضدی مولوی کہے کہ نہیں جی میں تو نبی پاک ﷺ کو مختارِ کل نہیں مانتا ہوں یا میں آپ ﷺ کے اختیارات کا قائل نہیں ہوں۔ اس مولوی صاحب سے کہیں کہ حضرت جی اگر تم آپ ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتے ہو تو ہمیں لکھ کر دو کہ میں سونا اور ریشم حرام نہیں مانتا۔ رب کعبہ کی قسم فوراً بے ایمان اور کافر ہو جائے گا۔ اگر مولوی صاحب یہ فرمائیں کہیں کہ جی میں الحمد اللہ اس بات کا قائل ہوں کہ سونا اور ریشم مردوں پر حرام ہیں تو حضرت صاحب یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے۔ جس طرح آپ ﷺ چاہیں، جس کے لئے چاہیں جو چیز حلال یا حرام فرما دیں اگر سونا اور ریشم کو حرام ماننا ہے تو ان کو حرام ماننے سے پہلے میرے نبی پاک ﷺ کو مختار کل ماننا پڑے گا۔ کیونکہ سونا اور ریشم قرآن نے نہیں بلکہ میرے نبی ﷺ نے حرام کیا ہے۔

ایک مزید اور نکتہ

اتنی وضاحت سن کر بھی اگر کوئی یہی کہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اختیارات حاصل نہیں ہیں تو پھر مولوی صاحب سے کہیں کہ جناب جمعۃ المبارک کے روز آپ کو چاہیے کہ ریشمی لباس پہن کر ریشمی عمامہ شریف سر پر رکھ کر، ہاتھ کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی سجا کر ناک میں نتھ اور ماتھے پر ٹکا لگا کر پیروں میں پازیبیں ڈال کر پوری طرح سے چھمک چھلو بن کر مسجد میں سج دھج کر آئے اور اپنے مقتدیوں کو خطبہ میں کہے کہ مجھے غور سے دیکھ لو میں نبی پاک ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتا کیونکہ قرآن نے سونا اور ریشم حرام نہیں کیا تو نبی پاک ﷺ کو کون سے اختیارات حاصل ہیں کہ جو میں سونا اور ریشم نہ پہنوں۔ پتر جے عوام جتیاں مار مار کے سر گنجا نہ کر دیوے تے فیر آکھیں۔

دلیل نمبر 33

آئیں میرے نبی ﷺ کے اختیارات دیکھیں

سونے کی انگوٹھی پہننے میں رخصت

حدیث :عَن سَعِیدِ بنِ المُسَیَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِصُهَیبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ مَالِی أَرَی عَلَیكَ خَاتَمَ الذَّهَبِ قَالَ قَدرَآهُ مَن هُوَ خَیرٌ مِنكَ فَلَم یَعِبهُ قَالَ مَن هُوَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ: حضرت سعید ابن میسّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ میں تیرے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھتا ہوں۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس انگوٹھی کو اس ذات نے دیکھا جو تجھ سے بہتر تھی اور عیب نہ لگایا۔ پوچھا وہ

کون ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ!

حوالہ☆ سُنن نسائی جلد سوئم بَابُ الرُّخصَةِ فِی خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ حدیث نمبر 5071 ص 465

تبصرہ

کیوں جناب حضرت صاحب کیا سمجھ آئی کہ پچھلی حدیثوں سے تو ثابت ہوا تھا کہ سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے پہننا حرام ہے۔ یہ حدیث مبارکہ بتا رہی ہے کہ صحابی رسول ﷺ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، مرادِ مصطفیٰ ﷺ جیسے دلیر اور بہادر انسان جس کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔ جس کا رعب و دبدبہ کافروں، منافقوں کے دلوں پر ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ کبھی ان دشمنانِ اسلام نے اسلام کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھا تھا۔ اس فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب دوسرے صحابی اپنے پیر بھائی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا کہ کیا تمہیں پتا نہیں کہ سونا میرے نبی ﷺ نے اپنی امت کے مردوں پر حرام کیا ہے تو وہ دوسرے صحابی رسول ﷺ عرض کرتے ہیں کہ اے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیشک میرا اس بات پر ایمان ہے کہ واقعی ہی میرے آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنی امت کے مردوں کے لئے سونا حرام کیا ہے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں نے یہ انگوٹھی اس ذات کے سامنے بھی اپنی انگلی میں سجا کر ڈالی ہوئی تھی جو تجھ سے بھی بہتر اور اعلیٰ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کون سی ذات ہے جس کے سامنے تو اپنے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے پھرتا رہا؟ فرمایا وہ میرا اور تیرا نبی ﷺ کل کائنات کا نبی ﷺ ہے (سبحان اللہ)۔ قربان جاؤں میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عقیدے پر۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے سامنے تو حلف اُٹھایا اپنی اس بات پر کوئی گواہ پیش کرو۔ بلکہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی ڈال کر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھ کر اور خاموشی اختیار کر کے دُنیا والوں کو بتا دیا ''لوگو میرا نبی ﷺ مختارِ کل ہے۔ جس کے لئے چاہے سونے کی انگوٹھی حرام فرما دیں اور جس کے لئے چاہے حلال فرما دیں۔ یہ میرے نبی

پاک ﷺ کی مرضی مبارکہ ہے کیونکہ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں تیرا میرا

دلیل نمبر 34

سونے کی ناک لگوانے کی اجازت

حدیث: عَنْ عَرْفَجَۃَ بنِ اَسعَدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اُصِیبَ اَنفِی یَومَ الکُلَابِ فِی الجَاھِلِیَّۃِ فَاتَّخَذتُ اَنفاً مِن وَرِقٍ فَاَنتَنَ عَلَیَّ فَاَمَرَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَن اَتَّخِذَ اَنفاً مِّن ذَھَبٍ۔

ترجمہ: حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کلاب کی جنگ میں میری ناک (تلوار سے) کٹ گئی۔ میں نے چاندی کی ناک بنوائی لیکن اس میں سے بدبو آنے لگی تو نبی پاک ﷺ نے مجھے سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبوَابُ اللِّبَاسِ بَابُ مَا جَآءَ فِی شَدِّ الاَسنَانِ بِالذَّھَبِ۔ حدیث نمبر 1826 ص 870

☆ سُنَنِ نسائی جلد سوم حدیث نمبر 5069 ص 464 بَابُ مَن اُصِیبَ اَنفُہٗ ھَل یَتَّخِذُ اَنفاً مِن ذَھَبٍ

☆ سُنَنِ ابی داوٗد جلد سوم بَابُ مَا جَآءَ فِی رَبطِ الاَسنَانِ بِالذَّھَبِ حدیث نمبر 3696 ص 230

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دوم بَابُ الخَاتَمِ فصل دوسری حدیث نمبر 4206 ص 339

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ میں صحابی رسول ﷺ اپنا ایک واقعہ بیان کر رہا ہے کہ ایک جنگ کے دوران میری ناک کٹ گئی تو پھر میں نے چاندی سے اس کو بنوالیا۔ لیکن کچھ

عرصہ کے بعد وہ چاندی کی بنی ہوئی ناک خراب ہوگئی جس میں سے بدبو آنے لگی۔ جس کی وجہ سے میں پریشان ہوگیا کہ اب میں کیا کروں۔ لیکن جب نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں آکر اپنی پریشانی کا ماجرا سنایا تو میرے کریم آقا ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اگرچہ سونے کو میں نے اپنی امت کے مردوں کے لیئے حرام کیا ہے لیکن تم کو میں اجازت دیتا ہوں، حکم دیتا ہوں کہ تم جا کر اپنی ناک سونے کی بنوا لے تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ میرا نبی ﷺ مختار کل ہے۔ جس کے لئے جو چاہے حکم فرمادے۔

دلیل نمبر 35

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن

دلائل النبوت میں حضرت امام المحدثین امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بطریق الحسن روایت بیان کرتے ہیں کہ سید دوعالم ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

كَيفَ لَكَ اِذَا لَبِستَ سَوَارَی کِسریٰ ۔

ترجمہ: وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند تاج خدمت فاروقی میں حاضر کیے گئے تو امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور آپ نے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو

اَللّٰہُ اکبر، اَلحمدُلِلّٰہِ الَّذی سَلبُھُمَا کِسرَیٰ بِن ھَر مذُ وَ البُسُحمَا سَراقَةِ الا عَرابیّ ۔

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔

حوالہ: دلائل النبوت امام البیہقی

اس حدیث مبارکہ کو غیر مقلدوں کے مولوی عبد الستار دہلوی نے بھی اپنی کتاب نصرۃ الباری ترجمہ صحیح بخاری ص 173 پر نوٹ کیا ہے۔

یہی مضمون مدارج النبوت میں ان الفاظ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم اپنے دونوں ہاتھوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنو گے۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کسریٰ کے اموال آئے تو اس میں اس کے کنگن بھی تھے۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سراقہ کو بلاؤ اور جب وہ آئے تو فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ آگے کرو اور ان کو سونے کے کنگن پہنائے یعنی نبی پاک ﷺ کی خبر کی تصدیق کے لئے کہ میرے آقا ﷺ کی دی ہوئی خبر سچ ہے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حمد ہے اس خدا کی جس نے کسریٰ کے ہاتھوں میں سے سونے کے کنگن چھین کر سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔

حوالہ

☆ دیکھیں مدارج النبوت شریف جلد اول ص 276 شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ سے جہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ مالک ومختار ہیں۔ جس کے لئے جو چاہیں حلال یا حرام فرمادیں۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ اوراق میں حدیثوں کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ میرے آقا و مولیٰ ﷺ کو میرے رب تعالیٰ کی ذات نے علم عطاء فرمایا ہوا تھا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے آئندہ کے حالات سے بھی واقف تھے۔ مثلاً

1۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارکہ میں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے فرمادیا کہ ایران شہر کو میرے دین کے سپاہی فتح کریں گے۔ کسریٰ ہلاک ہوگا، اس کے خزانے میرے صحابہ کرام رضوان اللہ آپس میں تقسیم کریں گے اور سراقہ تم کو سونے کے وہ کنگن جو بادشاہ

خود پہنتا تھا، پہنائے جائیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایران کب فتح ہوا؟ جیسا کہ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ظاہری زندگی میں ایران فتح نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد خلیفہ اول امیر المومنین حضرت جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت گذر گیا لیکن ایران فتح نہ ہوا۔ جب امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو اس وقت ایران فتح ہوا۔ اتنے سال بعد جو واقعہ پیش آنے والا تھا، میرے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو وہ واقعہ اپنی حیات مبارکہ میں ہی بتا دیا۔

2۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ مجھے اس وقت تک موت نہیں آسکتی، جب تک ایران فتح نہ ہو جائے اور کسریٰ بادشاہ کے کنگن میں اپنے ہاتھوں میں پہن نہ لوں۔ یعنی کہ میرے نبی کریم ﷺ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو زندگی کا سرٹیفکیٹ دے دیا کہ تیرا اتنی دیر تک وصال نہیں ہو سکتا جب تک شاہِ ایران ہلاک نہ ہو جائے، اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں اور تو سونے کے کنگن نہ پہن لے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا علم ہو سکتا ہے کہ آئندہ کی خبریں دے رہے ہیں یا اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کی اور وہ کونسی دلیل ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے کائنات کے مالک و مختار ہیں۔

ایک سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ وہابیہ اور دیوبندیہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو سونے کے کنگن پہنا کر اور حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہن کر جائز کیا ہے یا نا جائز؟ اگر جائز کیا ہے تو میرے نبی کریم ﷺ کی خبر کی تصدیق بھی ہو جائے گی اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ جس کے لئے چاہیں سونا حرام کر دیں اور جس کے لئے چاہیں حلال فرما دیں۔ جیسا کہ روزِ روشن کی طرح آپ کو واضح کر دیا گیا ہے۔ اگر مولوی حضرات یہ جواب دیں کہ

معاذ اللہ صحابہ کرام نے غلط کیا تھا پھر کافر و بے ایمان ہو جائیں گے اور نبی پاک ﷺ کے فرمان کے بھی منکر ہو جائیں گے کیونکہ زبان مصطفیٰ ﷺ پر اعتبار نہیں کیا اور جو شخص زبانِ رسول ﷺ پر اعتبار نہ کرے وہ قرآن و حدیث کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت صاحب راستے صرف دو ہی ہیں اگر اپنا ایمان بچانا چاہتے ہو تو نبی پاک ﷺ کے علم اور اختیارات کو جان و دل سے مان جاؤ پھر دین بھی سلامت، ایمان بھی سلامت اور عقیدہ بھی سلامت رہ جائے گا اور اللہ اور رسول ﷺ بھی راضی ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اہلسنّت و جماعت سچے ہیں اور باقی تمام گمراہ ہیں۔ اگر آپ لوگ علم مصطفیٰ ﷺ یا اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کریں گے تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ آپ لوگ خدا اور رسول یعنی قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کے گستاخ ہیں جو ایک واضح حقیقت کا انکار کر رہے ہیں۔ فیصلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ایک طرف عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اقرار کرو گے تو مومن اور انکار کرو گے تو گستاخی ہے۔ اب جو حضرت جی آپ کی مرضی ہے بن جائیں۔ اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہیں، فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

دلیل نمبر 37

ریشم تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

حدیث مبارکہ: عَن سَالِمِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَن أَبِیهِ قَالَ أَرسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِلَی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ بِحُلَّةِ حَرِیرٍ اَو سِیرَاءَ فَرَآهَا عَلِیهِم فَقَالَ اِنِّی لَم أُرسِل بِهَا اِلَیكَ لِتَلبَسَهَا اِنَّمَا یَلبَسُهَا مَن لَا خَلَاقَ لَهُ اِنَّمَا بُعِثتُ اِلَیكَ لِتَستَمتِعَ بِهَا یَعنِی تَبِیعَهَا ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا بھیجا پھر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہنو، اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ میں نے یہ اس لئے بھیجا ہے کہ اس کو بیچ کر اپنے کام میں لاؤ۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کِتَابُ البُیُوع بَابُ التِّجَارَةِ فِیمَا یُکرَہُ لُبسُہُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ حدیث نمبر 1975 ص 895

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ الجِہَادِ وَالسِیَرِ حدیث نمبر 298 ص 168

☆ صحیح بُخاری شریف جلد سوم کِتَابُ الاَدَب حدیث نمبر 1017 ص 461

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سُوم کِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّینَةِ حدیث نمبر 5287 ص 82

☆ سُنَنِ ابی داؤد جلد سُوم بَابُ مَاجَآءَ فِی لُبسِ الحَرِیرِ حدیث نمبر 3522 ص 167

☆ جامع ترمذی جلد اوّل اَبوَابُ اللِّبَاسِ حدیث نمبر 1780 ص 855

☆ سُنَنِ نسائی جلد سُوم حدیث نمبر 5203 ص 499

☆ الموطا امام مالک کِتَابُ اللِّبَاسِ حدیث نمبر 18 ص 980

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم کِتَابُ اللِّبَاسِ حدیث نمبر 4180 ص 335

☆ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم پارہ نمبر 22 تفسیر سورۃ الفاطر ص 314

دلیل نمبر 38

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ قَالَ أَخبَرَنِی عَبدُ المَلِكِ بنُ مَیسَرَةَ قَالَ سَمِعتُ زَیدَ بنِ وَهبٍ عَن عَلِیٍّ قَالَ أَهدَی اِلَی النَّبِیِّ حُلَّةَ سِیَرَاءَ فَلَبِستُهَا فَرَأَیتُ الغَضَبَ فِی وَجهِهٖ فَشَقَقتُهَا بَینَ نِسَائِی -

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایک دھاری دار ریشمی جوڑا بھیجا میں نے اس کو پہنا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ مجھ پر غصے ہیں میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کو بانٹ دیا۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الھبہ باب ھدیۃ ما یکرہ لبسھا (حدیث نمبر 2439 ص نمبر 1101)

تبصرہ

ان احادیث مبارکہ میں بتایا جارہا ہے کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کو ایک ریشمی دھاری دار جوڑا عطا فرمایا تو وہی ریشمی جوڑا پہن کر دونوں بزرگ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے جسم پر ریشمی لباس دیکھ کر فرمایا کہ اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ ریشم کا لباس تو دنیا میں وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اب یہ میرے نبی پاک ﷺ کا اختیار تھا کہ ریشم کے کپڑے کو اپنی امت کے مردوں پر حرام قرار دے دیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تو یہ نہ عرض کیا: یارسول اللہ! قرآن میں تو ہم ایسی کوئی ایک آیت بھی نہیں پاتے جس میں ہمارے رب نے ریشم کو حرام قرار دیا ہو بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کا یہ عقیدہ تھا کہ میرا نبی ﷺ مالک و مختار ہے جس کے لیے جو چاہے حکم نافذ فرمادے۔

دلیل نمبر 39

ریشم کا کپڑا پہننے کی اجازت دینا

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا غُندَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَخَّصَ أَوْ رُخِّصَ لَهُمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔

دلیل نمبر 40

حدیث مبارکہ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُم قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبدِ الرَّحمَانِ بنِ عَوفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالزُّبَيرِ بنِ العَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَرِيرٍ -

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔

دلیل نمبر 41

حدیث مبارکہ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبدَالرَّحمَانِ بنِ عَوفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالزُّبَيرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَكَوا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعنِي القُملَ فَأَرخَصَ لَهُمَا فِي الحَرِيرِ فَرَأَيتُهُ عَلَيهِمَا فِي غَزَاةٍ -

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو جہاد میں وہ کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب الجہاد والسیر باب الحریر فی الحرب حدیث نمبر 180-179-178 ص 113-114۔

☆ صحیح بُخاری شریف جلد سُوم کِتَابُ اللِّبَاسِ حدیث نمبر 787 ص 380

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سُوم کِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّینَۃِ حدیث نمبر 5317 ص 90

☆ سُنَنِ ابی داؤد جلد سُوم حدیث نمبر 3534 ص 172

☆ جَامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبْوَابُ اللِّبَاسِ حدیث نمبر 1777 ص 854

☆ سُنَنِ نسائی جلد سُوم بَابُ الرُّخصَۃِ فی لُبسِ الحَرِیرِ حدیث نمبر 5214 ص 503

☆ سُنَنِ ابن مَاجہ جلد دُوم حدیث نمبر 1386 ص 380

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم کِتَابُ اللِّبَاسِ حدیث نمبر 4131 ص 326

☆ نصرۃ الباری ترجمہ صحیح بخاری مولوی عبدالستار وہابی ص 110

تبصرہ

حضرت جی یہ کہنے والو ہم بخاری و مسلم شریف کو مانتے ہیں۔ کیوں کیسا رہا امام بخاری نے اور دیگر محدثین نے یہ حدیث نقل کر کے اپنا عقیدہ بتا دیا ہے کہ اگر ہم سے دعویٰ محبت کرتے ہو تو پھر نبی پاک ﷺ کو مختار کل مان لو۔ وگرنہ چھوڑ دو دعویٰ کرنا۔ پہلی حدیثوں میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ ریشم کے کپڑے کو مردوں کے لئے میرے نبی پاک ﷺ نے حرام کیا ہے لیکن یہاں پر اپنے دونوں غلاموں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے کر ثابت کر دیا ہے کہ اے کائنات والو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے اختیار نہیں با اختیار بن کر آیا ہوں۔ اب جو حضرات آپ ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتے کیا وہ یہ بات لکھ کر دینے کے لئے تیار ہیں کہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ نے ویسے ہی فرما دیا تھا کہ ریشمی کپڑے پہن لو۔ نبی پاک ﷺ کا صحابہ کرام کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت عطا فرمانا یہ ثابت کر رہا ہے کہ آپ ﷺ مالک و مختار ہیں۔

دلیل نمبر 42

پالتو گدھوں کا گوشت حرام ہے

حدیث مبارکہ: عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَۃِ عَامَ خَیْبَرَ وَلُحُوْمِ حُمُرِ الْاِنْسِیَّۃِ۔

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جس سال خیبر کی جنگ ہوئی متعہ سے اور بستی کے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتابُ الذَّبائح حدیث نمبر 487 ص 263
☆ صحیح مسلم شریف جلد دوم کتابُ الصَّیدِ وَالذَّبائِحِ وَمَا یُؤکَلُ مِنَ الحَیْوانِ حدیث نمبر 4890 ص 791
☆ جامع ترمذی جلد اوّل اَبْوَابُ النِّکَاحِ حدیث نمبر 1115 ص 589
☆ سُنَنِ نسائی جلد سوم حدیث نمبر 4259 ص 214
☆ سُنن ابن ماجہ جلد اوّل حدیث نمبر 2031 ص 547
☆ الموطا امام مالک ص 553
☆ الرحیق المختوم مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری وہابی ص 505

اس حدیث میں دو چیزوں سے میرے نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا ہے:
1۔ نکاح متعہ 2 گدھوں کا گوشت

دلیل نمبر 43

نکاح متعہ کیا ہے؟

حدیث مبارکہ: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّمَا کَانَتِ الْمُتْعَۃُ فِی اَوَّلِ الاِسلامِ کَانَ الرَّجُلُ یَقْدَمُ البَلْدَۃَ لَیسَ لَہٗ بِھَا

مَعرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجَ المَرأَةَ بِقَدرِ مَا يَرىٰ أَنَّهُ يُقِيمُ فَتَحفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصلِحُ لَهُ شَيئَهُ حَتّٰى إِذَا نَزَلَتِ الأيَةُ إِلَّا عَلىٰ أَزوَاجِهِم أَومَامَلَكَت أَيمَانُهُم قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ فَكُلُّ فَرجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ متعہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب کوئی شخص کسی نئی جگہ جاتا جہاں اس کی جان پہچان نہ ہوتی تو جتنے دن اسے وہاں رہنا ہوتا اتنے دن کے لئے کسی عورت سے نکاح کر لیتا تا کہ وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت اور اموال کی اصلاح کرے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) مگر صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے جماع کر سکتے ہو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دونوں کے علاوہ ہر شرمگاہ حرام ہے۔

حوالہ

☆ جامع ترمذی جلد اول ابواب النکاح حدیث نمبر 1116 ص 589

تبصرہ

یعنی کہ ابتدائے اسلام میں یہ عارضی نکاح جائز تھا لیکن بعد میں اس کو حرام قرار دے دیا گیا۔ بلکہ ایک حدیث جس کا مفہوم یہ کہ اس کی حرمت کے بعد جو شخص یہ کام کرے گا وہ زانی ہے اور اس کو سنگسار کیا جائے گا۔ اور دوسرے نمبر پر فرمایا کہ گدھوں کا گوشت کھانا تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اب جو شخص نبی پاک ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتا تو پھر اس کو چاہیے کہ گدھے کا، کتے کا گوشت سرعام کھائے۔ کیونکہ گوشت ویسے بھی ہمارے پاکستان میں کافی مہنگا ہے اور نہ ہی قرآن نے گدھے اور کتے کے گوشت کو حرام کیا ہے۔ اگر گدھے اور کتے کے گوشت کو حرام مانتے ہو تو سب سے پہلے اختیارات مصطفیٰ ﷺ کو ماننا پڑے گا۔

دلیل نمبر 44

آپ ﷺ کا رب عزوجل آپ ﷺ کو راضی کر دے گا

آیت مبارکہ: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔

(پارہ نمبر 30 سورۃ الضحیٰ آیت نمبر 5)

ترجمہ: اور آپ ﷺ کو آپ کا رب بہت جلد اتنا انعام دے گا اور آپ راضی خوشی ہو جائیں گے۔

تبصرہ

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے فرما رہا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ پریشان نہ ہوں۔ میں تو آپ ﷺ کو اتنا نوازوں گا آپ ﷺ میری عنایتیں اپنے اوپر دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تو اپنے محبوب ﷺ کو تمام چیزیں دے کر خوش کر دیا ہے اور ادھر پاکستانی مولوی ہیں کہ یہ کہہ کہہ کر کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کے پاس کچھ بھی نہیں اور نہ ہی نبی ﷺ کچھ کر سکتے ہیں اور نہ ہی نبی پاک ﷺ کو برے بھلے کا اختیار حاصل ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسی بیہودہ باتیں کر کے یہ اپنے خدا کو اور رسول ﷺ کو ناراض کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

دلیل نمبر 45

حافظ ابن کثیر کا نقطہ نظر

فرمایا: ”آپ کا رب آپ ﷺ کو آخرت میں آپ کی امت کے بارے میں اس قدر نعمتیں دے گا کہ آپ ﷺ خوش ہو جائیں گے اور آپ ﷺ کو خاص کر کے حوض کوثر عطا فرمایا جائے گا جس کے کنارے پر کھوکھلے موتی کے کنارے ہوں گے۔ جس کی

مٹی خالص مشک ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو خزانے آپ ﷺ کی امت کو ملنے والے تھے وہ ایک ایک کر کے آپ ﷺ پر ظاہر کیے گئے، آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

دلیل نمبر 46

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک تائید

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کی رضا مندی میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد پنجم تفسیر سورۃ الضحیٰ ص539)

دلیل نمبر 47

رب عزوجل چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

آیت مبارکہ: تُرۡجِی مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَ تُؤۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ ۔

(پارہ نمبر 22 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 51)

ترجمہ: (اور اپنی ان بیویوں) میں سے جسے آپ ﷺ چاہتے ہیں موقوف رکھ دیں اور آپ ﷺ جسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں اپنے پاس رکھ لیں اور اگر آپ ﷺ ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلالیں جن کو آپ ﷺ نے موقوف کر رکھا تھا تو تب بھی آپ ﷺ پر کوئی حرج نہیں ہے۔

دلیل نمبر 48

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حدیث مبارکہ: عَنۡ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهَا قَالَتۡ كُنۡتُ أَغَارُ عَلَی

اللَّاتِي وَ هَبْنَ أَنفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتَهِبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ .

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جو خود کو نبی کریم ﷺ کے نکاح میں دینے کے لئے پیش کر دیتی تھیں۔ میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو بھی پیش کر سکتی ہے؟ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ): (اے رسول ﷺ) ان میں سے جسے آپ ﷺ چاہیں الگ کر دیں اور جسے چاہیں قریب کر لیں اور جسے آپ ﷺ الگ کر چکے ہوں۔ اگر آپ ﷺ اسے اپنے قریب کرنا چاہیں تو کوئی جرم نہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے یہ نوٹ کیا ہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کی خواہش بہت جلدی پوری کر دیتا ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتابُ التفسیر حدیث نمبر 1893 ص 970

☆ صحیح مُسلم شریف جلد دُوم کِتابُ الرِّضَاعِ حدیث نمبر 3526 ص 354

☆ سُنَنِ ابن ماجہ جلد اوّل حدیث نمبر 2071 ص 557

☆ سُنَنِ نسائی جلد دُوم کِتابُ النِّکاح حدیث نمبر 3147 ص 462

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم فصل پہلی حدیث نمبر 3112 ص 95

☆ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص 248

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ میں ام المومنین صدیق باپ کی صدیقہ بیٹی حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا عقیدہ بیان فرما رہی ہیں۔ عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ! آپ ﷺ کا

رب آپ ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ جس طرح آپ ﷺ چاہتے ہیں ویسے ہی اللہ تعالیٰ اپنا قانون بنا دیتا ہے۔ کتنا بدنصیب تھا بدعقیدہ لوگوں کا بدعقیدہ پیر صاحب مولوی اسماعیل جس نے لکھا محمد ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ کسی بھی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (استغفر اللہ)

حوالہ ☆ تقویۃ الایمان ص 80

دلیل نمبر 49

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چاہتے ہیں رضائے محمد ﷺ

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنِی اِبرَاهِیمُ بنُ مُوسَی قَالَ حَدَّثَنَا عَبدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَن أَبِیهِ عَن عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُم يَومَ عَائِشَةَ يَبتَغُونَ بِهَا أَو يَبتَغُونَ بِذَالِكَ مَرضَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن دیکھتے رہتے اس سے یہ غرض تھی کہ آنحضرت ﷺ خوش ہوں۔

حوالہ

☆ صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الھبہ باب قُبُولِ الهَدِيَّةِ (حدیث نمبر 2404 ص نمبر 1085)

اے عائشہ! اگر میں ﷺ چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں

حدیث مبارکہ: وَعَن عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَت قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا لَو شِئتُ لَسَارَت مَعِی جِبَالُ الذَّهَبِ جَآءَنِی مَلَكٌ وَّاِنَّ حُجزَتَهُ لَتُسَاوِی الكَعبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقرَءُ عَلَيكَ السَّلَامُ وَيَقُولُ اِن

شِئتَ نَبِیًّا عَبدًا وَّاِن شِئتَ نَبِیًّا مَلِکًا فَنَظَرتُ اِلیٰ جِبرَائِیلَ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَن ضَع نَفسَکَ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا، اس کی کمر کعبہ کے برابر تھی۔ اس نے کہا کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو بندۂ پیغمبر ہونا پسند کر لیں یا بادشاہ پیغمبر۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کریں۔

حوالہ جات

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم بابُ فی اَخلاقِہٖ وَشَمآئِلِہٖ ﷺ فصل تیسری حدیث نمبر 5586 ص 145

☆ تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص 43

☆ تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص 37

☆ مدارج النبوۃ جلد اول ص 701

☆ مدارج النبوۃ جلد دوم ص 171

دلیل نمبر 50

اگر میں ﷺ چاہوں تو مکہ کے سنگریزے میرے لیے سونا بن جائیں

حدیث مبارکہ: وَعَن اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّی لِیَجعَلَ لِی بَطحَآءَ مَکَّۃَ ذَھَبًا فَقُلتُ لَا یَا رَبِّ ۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ پر پیش فرمایا کہ میرے لئے مکہ کے سنگریزوں کو سونا

بنا دے۔ میں نے عرض کیا نہیں میرے پروردگار میں نہیں چاہتا۔

حوالہ جات

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم کتاب الرِّقاقِ فصل دوسری حدیث نمبر 4961 ص 491

☆ مدارج النبوۃ جلد اول ص 87

☆ تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص 43

ان دو احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب ﷺ کو خوش رکھنا چاہتا ہے، فرمایا محبوب ﷺ اگر آپ ﷺ اس بات سے خوش ہوں کہ مکہ کے پہاڑ سونے کے بن کر آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلیں تو میں مجبور نہیں بلکہ میں قادر ہوں جو خدا اپنے حبیب ﷺ کے لئے پہاڑوں کو سونے کا بنا سکتا ہے وہ اپنے محبوب کی خوشی کے لئے کیا کچھ نہیں کر سکتا؟

دلیل نمبر 51

اگر میں دُعا کرتا تو میرا رب مجھے قیصر و کسریٰ کا مالک بنا دیتا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا۔ مدینہ کے باغوں میں سے آپ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور گری پڑی ردی کھجوریں صاف کر کر کے کھانے لگے۔ مجھ سے بھی کھانے کو فرمایا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھ سے تو یہ ردی کھجوریں نہیں کھائی جائیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا لیکن مجھے تو یہ بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہیں اس لئے کہ چوتھے دن کی صبح سے میں نے کھانا نہیں کھایا اور نہ کھانے کی وجہ یہ کہ ملا ہی نہیں۔ سنو ابن عمر! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا اور اللہ تعالیٰ مجھے قیصر و کسریٰ کا مالک بنا دیتا۔ اے ابن عمر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جبکہ تو ایسے لوگوں میں رہیگا جو سال بھر کے لئے غلے وغیرہ جمع کر لیں گے اور ان کا یقین اور توکل ختم ہو جائے گا۔

حوالہ

☆تفسیر ابن کثیر جلد چہارم پارہ 21 تفسیر سورۃ العنکبوت

دلیل نمبر 52

میں تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو تقسیم کرنے والا ہوں

حدیث مبارکہ: عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن اَبِی سُفيَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخطُبُ قَالَ سَمِعتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيرًا يُفقِهُ فِي الدِّينِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمُ وَ يُعطِي اللّٰه ۔

ترجمہ: حضرت معاویہ بن سفیان، وہ اپنے خطبہ میں کہہ رہے تھے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سُنا، آپ ﷺ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین عنایت فرماتا ہے۔ میں تو بانٹنے والا ہوں، دیتا اللہ ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد سوم کتاب الاعتِصَام حدیث نمبر 2176 ص 979

☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کتاب الزّکوۃ حدیث نمبر 2285 ص 784

دلیل نمبر 53

میں تو بانٹنے والا خزانچی ہوں

حدیث مبارکہ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمُ وَ خَازِنُ وَاللّٰهُ يُعطِي ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں تو بانٹنے والا خزانچی ہوں اور دینے والا اللہ ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ الجِہَادِ وَالسِّیَرِ ص 195 ترجمہ وحید الزمان حیدر آبادی وہابی۔

☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کِتَابُ الزَّکوٰۃِ حدیث نمبر 2285 ص 784

ان احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ میرا نبی ﷺ خدا کے خزانوں کا خزانچی ہے۔ دیتا اللہ تعالیٰ ہے مگر تمام کائنات کو بانٹنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو جو بانٹتا ہے وہ مالک ومختار ہوتا ہے۔

دلیل نمبر 54

ساری زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے

حدیث مبارکہ: عَن أَبِی هُرَیرَ ۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ بَینَمَا نَحنُ فِی المَسجِدِ خَرَجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انطَلِقُوا اِلَی الیَهُودِ فَخَرَجنَا مَعَهُ حَتّٰی جِئنَا بَیتَ المَدَارِسِ فَقَالَ أَسلِمُوا تَسلَمُوا وَاعلَمُوا أَنَّ الأَرضَ لِلّٰہِ وَرَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّی أُرِیدُ أَن أُجلِیَکُم مِن هَذِهِ الاَرضِ فَمَن یَجِدُ مِنکُم بِمَالِہٖ شَیئًا فَلیَبِعهُ وَاِلَّا فَاعلَمُوا أَنَّ الأَرضَ لِلّٰہِ وَرَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم نکلے اور ان کے مدرسہ پر پہنچے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا دیکھو مسلمان ہو جاؤ، تمہارے مال اور جان بچے رہیں گے اور خوب جان لو کہ ساری زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میرا مقصد یہ ہے کہ تم کو اس ملک سے نکال دوں۔ پھر تم میں کسی کو اپنی

جائیداد کی قیمت ملے تو اس کو بیچ ڈالے۔ اگر نہ فروخت کرے تو جان لو کہ ساری زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ الجِہادِ وَالسّیرِ بَابُ اِخراجِ الیَھُودِ مِن جَزِیرَۃِ العَرَب حدیث نمبر 402 ص 222

☆ صحیح بُخاری شریف جلد سُوم کِتَابُ الاَعتِصَامِ حدیث نمبر 2209 ص 990

☆ صحیح مُسلم شریف جلد دُوم کِتَابُ الجِہادِ وَالسّیرِ حدیث نمبر 4476 ص 648

☆ سُنَنِ ابی داوٗد جلد دُوم بَابُ کَیفَ کَانَ اِخراجِ الیَھُودِ مِن المَدِینَۃِ حدیث نمبر 2609 ص 416

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم بَابُ اِخراجِ الیَھُودِ مِن جَزِیرَۃِ العَرَبِ حدیث نمبر 3871 پہلی فصل ص 274

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس زمین کے مالک و مختار اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتی طاقت کے ساتھ مالک ہے اور میرا نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت سے مالک ہے۔ جب میرے نبی ﷺ نے فرمادیا کہ ساری زمین کے مالک اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہے تو جو مالک ہوتا ہے، اسے اختیارات بھی تو حاصل ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر 55

میرے نبی ﷺ نے لوگوں کو جاگیروں کا مالک و مختار بنادیا

حدیث مبارکہ: عَن عَلقَمَۃَ بنِ وَائِلٍ عَن أَبِیہِ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ أَقطَعَہُ أَرضًا بِحَضرَمَوتَ۔

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو حضر موت کے مقام سے کچھ زمین بطور جاگیر عطا فرمائی۔

حوالہ ☆ سُنَنِ ابی داوٗد جلد دُوم بَابُ فِی اِقطَاعِ الاَرَضِینَ حدیث نمبر 2658 ص 440

دلیل نمبر 56

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا عَبدُاللّٰہِ بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفیَانُ عن یَحیَی بنِ سَعِیدٍ سَمِعَ أَنَسَ بنِ مَالِكٍ حِینَ خَرَجَ مَعَهُ اِلَی الوَلِیدِ قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الأَنصَارَ اِلَیٰ أَن یَقطَعَ لَهُم البَحرَینِ فَقَالُوا لَا اِلَّا أَن تُقطَعَ لِاخوَانِنَا مِنَ المُهَاجِرِینَ مِثلَهَا قَالَ إِمَّالَا فَاصبِرُونِی حَتَّی تَلقَونِی فَإِنَّهُ سَیُصِیبُکُم بَعدِی أَثَرَةً ۔

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انصار کو بلایا اور ان کو بحرین کا ملک بطور جاگیر کے دینا چاہا انہوں عرض کیا ہم تو اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی ایسا ہی ملک نہ دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو اگر تم قبول نہیں کرتے تو پھر مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا میرے بعد تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری جلد دوم کتابُ المَناقِب (حدیث نمبر 982 ص نمبر 480)

دلیل نمبر 57

حدیث مبارکہ: عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ عَمرِو بنِ عَوفٍ المُزَنِیُّ عَن أَبِیهِ عَن جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَقطَعَ بِلَالَ بنَ الحَارِثِ المُزَنِیَّ مَعَادِنَ القَبَلِیَّةِ جَلسِیَّهَا وَ غَورِیَّهَا ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عوف بن مزنی رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی کو قبلیہ کی کانیں بطور جاگیر عطا فرمائیں۔ وہاں کی بلند جگہ سے بھی اور وہاں کی پست جگہ سے بھی۔

حوالہ: سُنَنِ ابی داؤد جلد دُوم حدیث نمبر 2660 ص 441

دلیل نمبر 58

کھجوروں کے درخت بطور جاگیر عطا فرمانا

حدیث مبارکہ: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ نَخْلًا ۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ کھجور کے درخت بطور جاگیر عطا فرمائے۔

حوالہ: سُنن ابی داؤد جلد دُوم حدیث نمبر 2667 ص 445

دلیل نمبر 59

حدیث مبارکہ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهِ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتّٰى قَامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَالَ أَعْطُوْهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھوڑے کے دوڑنے کی مقدار جگہ بطور جاگیر عطا فرمائی۔ پس انہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا، یہاں تک کہ وہ تھک کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کوڑا اپھینکا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اتنی مقدار میں زمین دے دو جہاں تک کوڑا پہنچا ہے۔

حوالہ: سُنن ابی داؤد جلد دُوم حدیث نمبر 2670 ص 447

تبصرہ

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو کسی کو کانیں بطور جاگیر عطا فرمائیں، کسی کو مکان بطور جاگیر عنایت کیا اور کسی کو زمینیں بطور جاگیر عنایت فرمائیں۔ اب بطور جاگیر یعنی ملکیت کے طور پر کسی کو چیز وہ ہی دے سکتا ہے جو خود پہلے کسی

چیز کا مالک ومختار ہو۔ جو خود کسی چیز کا مالک نہیں وہ کسی کو کیا دے سکتا ہے؟ ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی دی ہوئی طاقت سے مالک ومختار ہے۔

دلیل نمبر 60

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ تَبُوكَ وَ أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَ كَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ بِبَحْرِهِمْ۔

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کے جہاد میں شریک تھے اور ایلہ کے بادشاہ (یوحنا بن روبہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک خچر تحفہ بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک چادر (بطور خلعت کے) اوڑھائی اور اُسی کا ملک اسی کے نام لکھ دیا۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد دوم، کتاب الجہاد و السیر (حدیث نمبر 397 ص نمبر 219)

تبصرہ:

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کا مالک ومختار بنایا ہے جیسا کہ ہم نے بخاری شریف سے ثابت کیا ہے کہ ساری زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جب حدیث سے ثابت ہو کہ ساری زمین کے مالک اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جو مالک ہوتا ہے اس کو اختیارات بھی ہوتے ہیں کہ جس کو چاہیں جب چاہیں جس جگہ کی چاہیں بادشاہی یا سلطنت عطا فرما دیں یہاں پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلہ ملک کے بادشاہ کو اس کا ملک عطا فرما کر ثابت کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ومختار ہیں

دلیل نمبر 61

حدیث مبارکہ: عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ خَطَّ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ بِقَوْسٍ وَ قَالَ أَزِيدُكَ

أَزِيدُكَ .

ترجمہ: حضرت عمرو بن حریث نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے مدینہ منورہ میں قوس کے ساتھ گھر کے لئے خط کھینچا اور فرمایا میں تجھے اور زیادہ دوں گا میں تجھے اور زیادہ دوں گا۔

حوالہ: سُنَنِ ابی داؤد جلد دوم بَاب فِی اَقطَاعِ الأَرَضِین (حدیث نمبر 2659 ص نمبر 441)

دلیل نمبر 62

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قاسم بھی ہیں خازن بھی ہیں

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ جو کوئی قرآن کے متعلق کوئی بات پوچھنا چاہے تو وہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو اور جو فرائض کے بارے میں سوال پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو اور جو کوئی فقہ کا کوئی مسئلہ پوچھنا چاہے تو وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو، اور جو شخص مال کا سوالی ہو تو وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا خازن اور قاسم بنایا ہے۔

حوالہ: تفسیر قرطبی جزو 18 سورۃ الحشر آیت نمبر 8

دلیل نمبر 63

اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ عطا فرما دیا ہے

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ مدینہ ﷺ تشریف لائے اور سجدے میں تشریف لے گئے اور اتنی دیر کی گویا روح ہی پرواز کر گئی ہو۔ پھر جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تو ہم سے فرمایا کہ میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو میں نے عرض کیا یا اللہ یہ تو تیرے ہی بندے اور تیری ہی مخلوق ہیں۔ دوسری بار پوچھا پھر بھی یہی عرض کیا تو

میرے رب نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد ﷺ میں تیری امت کے معاملہ میں آپ ﷺ کو رسوانہیں کروں گا اور مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ 70 ہزار امتی جائیں گے اور ہر ایک ایسے امتی کے ساتھ اور 70 ہزار امتی ہوں گے اور یہ سب بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اے محبوب ﷺ اور مانگو، آپ ﷺ کو عنایت کیا جائے گا۔ تو میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا میرا رب میرے سوال کو پورا کرنا چاہتا ہے؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اسی غرض سے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ عطا فرما دیا ہے اور میں اس پر غرور نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔ میں زمین پر زندہ اور تندرست چل رہا ہوں اور مجھے یہ بھی خصوصیت بخشی کہ میری امت قحط سے ہلاک نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عنایت فرمایا ہے، یہ جنت کی ایک نہر کا نام ہے جو میرے حوض میں بہتی آئے گی اور مجھے عزت و نصرت اور رعب و شوکت کی خصوصیت عنایت فرمائی ہے، جو میری امت کے سامنے لوگوں پر ایک مہینہ بھر کی مسافت کا رعب ڈالتی ہے، میں جنت میں سب انبیاء کرام سے پہلے داخل ہوں گا اور میری امت کے لئے مال غنیمت بالکل حلال فرما دیا ہے اور اکثر ایسی چیزیں حلال کر دی ہیں جو مجھ سے پہلے کی امتوں پر حلال نہیں تھیں اور مذہبی حیثیت سے میرے دین میں کوئی سختی روا نہیں رکھی۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر جلد دوم پارہ 7 تفسیر سورۃ المائدہ ص 39

دلیل نمبر 64

جنت میں ایک ہزار محل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کی تفسیر میں مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ایک ہزار محل

جنت میں عنایت فرمائے ہیں اور ہر جنتی محل میں آپ ﷺ کی شان کے لائق ازواج اور خادم خدمت گذار ہیں۔

حوالہ: نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب ﷺ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ص 228

دلیل نمبر 65

نبی پاک ﷺ اور دین اسلام کی برکت سے لوگ مالدار ہو گئے

حدیث: عَنْ اَبِی بَرزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُغنِیکُم بِالاِسلَامِ وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اسلام کی وجہ سے اور حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے مالدار کر دیا ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الأعتصامِ حدیث نمبر 2138 ص 959

دلیل نمبر 66

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حافظہ عطا کر دیا

حدیث: عَنْ اَبِی هُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّکُم تَقُولُونَ اِنَّ اَبَا هُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُکْثِرُ الحَدِیثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ المُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنصَارِ لَا یُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثلِ حَدِیثِ اَبِی هُرَیرَۃَ وَ اِنَّ اِخوَتِی مِنَ المُھَاجِرِینَ یَشْغَلُھُم کَانَ الصَّفقَ بِالْاَسْوَاقِ وَ کُنتُ اَلزَمُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِلءِ بَطْنِی فَاَشھَدُ اِذَا غَابُوا وَاَحْفَظَ اِذَا نَسُوا وَ کَانَ یَشْغَلُ اِخوَتِی مِنَ الْاَنصَارِ عَمَلُ اَموَالِھِمْ وَ کُنتُ امرَاً مِسْکِینًا مِنْ مَساکِینِ

الصُّفَّةِ أَعِيى حِينَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ، يُحَدِّثُهُ اِنَّهُ لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِي هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ اِلَيْهِ ثَوْبَهٗ اِلَّا وَعٰى مَا أَقُولُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتّٰى اِذَا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ مِن مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِن شَيْءٍ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم یہ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین اور انصاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے برابر کیوں حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ بات یہ ہے کہ میرے مہاجرین بھائی بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے ہیں۔ میں تو جہاں پیٹ بھر گیا، بس آنحضرت ﷺ کے ساتھ چمٹا رہا۔ وہ غائب ہوتے میں آپ ﷺ کے پاس حاضر رہتا۔ وہ بھول جاتے، میں یاد رکھتا۔ انصاری بھائی زمین اور باغ کے کاموں میں مصروف رہتے، میں ایک فقیر اور کنگال آدمی تھا۔ سائبان کے فقیروں میں سے یہ لوگ بھول جاتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا۔ اور ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میری گفتگو پوری ہونے تک اپنا کپڑا اچھیلائے رکھے اور پھر سمیٹ لے اس کو میری باتیں یاد رہیں گی۔ میں نے ایک چادر جو اوڑھے ہوئے تھا، بچھا دی اور جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو میں نے اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس میں سے میں کوئی بات بھی نہ بھولا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کِتَابُ البُیُوع حدیث نمبر 1920 ص 872

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ المُنَاقِبِ حدیث نمبر 848 ص 421

☆ صحیح بُخاری شریف جلد سُوم کِتَابُ الاَعتِصَامِ حدیث نمبر 2214 ص 993

دلیل نمبر 67

قصاص کا حکم

آیت مبارکہ: وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔

ترجمہ: ہم نے یہودیوں کے لئے تورات میں یہ حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان لی جائے، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور اس طرح زخموں میں برابر کا بدلہ لیا جائے اور جب کوئی معاف کر دے تو یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگی اور جو حاکم اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

(پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 45)

تفسیر:

اس آیت کریمہ میں ارشاد ربانی ہے کہ اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی بنی اسرائیل پر اپنا یہ حکم نافذ کیا تھا کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دیتا ہے تو اس کے قصاص میں یہ حکم ہے کہ قاتل کو بھی بدلے میں قتل کیا جائے۔ اسی طرح اگر وہ کسی کو بدنی طور پر اذیت دیتا ہے مثلاً کسی کی آنکھ پھوڑ ڈالے، کسی کے کان کو کتر ڈالے یا کسی کے دانتوں کو توڑ ڈالے تو بدلے میں اس شخص سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی کہ اگر کسی شخص کو کوئی آدمی

کسی طرح کی بدنی اذیت دے تو بدلے میں اس کو بھی اسی طرح اذیت دی جائے گی اور بعد میں فرمایا کہ جو حاکم فیصلہ کرنے والے حق کی بات کو سن کر سمجھ کر پھر بھی میرے حکم کی جو میں نے اپنے بندوں پر نافذ کیا ہے، خلاف ورزی کریں گے وہ لوگ ظالم ہیں۔ آئیں! میرے نبی کریم ﷺ کا اختیار دیکھیں۔

دلیل نمبر 68

قصاص میں معافی

حدیث: عَنْ عِمرَانَ بنِ حُصَينٍ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغنِيَاءَ فَأَتَو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُم شَيئًا ۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غریب جماعت کے غلام نے مالدار جماعت کے غلام کے کان کاٹ دیئے۔ ان لوگوں نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کی کہ ہم لوگ فقیر مسکین ہیں۔ ہمارے پاس مال نہیں ہے تو نبی پاک ﷺ نے ان لوگوں پر کوئی جرمانہ نہیں کیا۔

حوالہ

۱۔ سُنن نسائی جلد سوم حدیث نمبر 4669 ص 345

۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 6 تفسیر سورۃ المائدہ ص 742

تبصرہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے۔ آپ ﷺ جس طرح چاہیں حکم نافذ کر سکتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک نے ہر آزاد غلام گورے کالے پر یہ قانون نافذ کیا ہے کہ جو بھی کسی کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے

لئے وارثوں کے پاس دو راستے ہیں۔ نمبر 1 یا تو معاف کر دیں وگرنہ قصاص میں وہ بدلہ لے سکتے ہیں۔ اب یہ حکم قرآن پاک کا ہے بدلہ لیا جائے اور حدیث پاک میں بتایا جا رہا ہے کہ ایک غلام جو کہ غریب جماعت سے تعلق رکھتا تھا اس نے مالدار کے کسی غلام کے دونوں کانوں کو کاٹ ڈالا تو وہ غریب مسکین لوگ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض و معروض کرنے لگے: یارسول اللہ! یہ بات حقیقت ہے کہ غلطی ہمارے ہی غلام کی تھی۔ شرع کے فیصلے کے مطابق تو ہم گنہگار اور مجرم ثابت ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قانون جو قصاص کے متعلق اس نے نازل کیا ہے وہ ہم لوگوں پر جاری ہوتا ہے۔ مگر یا نبی اللہ! آپ ﷺ رحمت العالمین ہیں اور ہم فقیر و مسکین ہیں۔ آپ ﷺ کے قدموں پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں ہم پر نظر رحمت فرمایئے اور اس معاملے میں ہمیں معاف کیا جائے۔ اب حق تو یہ ہے کہ اگر معاذ اللہ میرا نبی ﷺ مجبور اور بے اختیار ہوتا تو فوراً فرما دیتا کہ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھ کر اس رب کا قانون بتانے والا ہوں۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرے پاس کون سا کوئی اختیار ہے۔ میں تو تم جیسا بشر ہوں اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا ہے اس فیصلہ کے مطابق اپنے غلام کو میرے حوالے کر دیا جائے تا کہ مالک اس سے اپنا بدلہ لے لے۔ تا کہ قرآن پاک پر پورا عمل ہو۔ مگر میں قربان جاؤں کملی والے لجپال آقا ﷺ کے قدموں پر۔ آپ ﷺ نے ان غریبوں کو معاف فرما کر اپنے عاشقوں کو یہ سبق دے دیا کہ میرے غلامو! بتا دو ان بدعقیدہ رکھنے والے لوگوں کو کہ ہمارا نبی ﷺ بے اختیار نہیں ہے بلکہ وہ تو مالک و مختار ہے اور خدا کی خدائی کا بادشاہ ہے۔

دلیل نمبر 69

میرا نبی ﷺ مطلق مالک و مختار ہے

آیت مبارکہ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا

دَعَاکُم

ترجمہ: اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ تم کو بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ (پارہ ۹ سورۃ الانفال)

اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم لگا کر کہ میرا محبوب ﷺ جب بھی تم کو اپنی طرف بلائیں تو تم خواہ کسی بھی حالت میں ہو، خواہ کسی بھی کام میں مصروف ہو، تمام چیزوں اور تمام کاموں کو چھوڑ کر پہلے میرے محبوب ﷺ کی بات سنو۔ پہلے ان کے حکم کے آگے سر خم تسلیم کرو۔ پہلے میرے نبی ﷺ کا حکم مانو، بعد میں دوسرے کام کرنا۔ قارئین گرامی دراصل اس آیت پاک میں یہ راز بتایا جا رہا ہے کہ اِذَا دَعَاکُم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے مالک و مختار ہونے کا اشارہ فرمایا ہے کہ جب بھی میرا نبی ﷺ بلائے فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اب یہ مرضی ہے میرے محبوب ﷺ کی کہ جب بھی یار بلائے جس حال میں بھی بلائے تو تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ فوراً میرے محبوب ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اصل ایمان والا بھی وہ ہے جو آپ ﷺ کو مالک و مختار جانے گا۔ کیونکہ حکم ایمان والوں کو ہے۔ بے ایمانوں کو نہیں اب جو لوگ آپ ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتے وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

دلیل نمبر 70

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ پر عملی مظاہرہ

حدیث: عَنْ أَبِی سَعِیدِ بنِ المُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ أُصَلِّي فِی المَسجِدِ فَدَعَانِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْہُ فَقُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی کُنْتُ أُصَلِّی فَقَالَ أَلَمْ یَقُلِ اللّٰہِ استَجِیبُوا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاکُم ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے مجھ کو آواز دے کر بلایا۔ میں آپ ﷺ کے بلانے پر حاضر نہ ہوسکا (جب نماز پڑھ چکا تو پھر حاضر ہوا) اور عرض کی: یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اللہ کا یہ حکم نہیں سنا کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہیں بلائے تو فوراً حاضر خدمت ہوجایا کرو۔

حوالہ جات

۱۔صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتابُ تفسیرِ القُرآن
بَابُ مَاجَاءَ فِی فَاتِحَۃِ الکِتَابِ حدیث نمبر 1585 ص 773
۲۔صحیح بُخاری شریف جلد سوم کِتَابُ فَضَائِلِ القُرآنِ بَابُ فَضلِ فَاتِحَۃِ الکِتَابِ حدیث نمبر 1 ص 39
۳۔سُنَنِ ابی داوٗد جلد اوّل بَابُ فَاتِحَۃِ الکِتَابِ حدیث نمبر 1246 ص 532
۴۔جَامع ترمذی شریف جلد دُوم اَوَابُ فَضَائِلِ القُرآنِ حدیث نمبر 785 ص 321
۵۔مشکوٰۃ شریف جلد اوّل کِتَابُ فَضَائِلِ القُرآنِ پہلی فصل حدیث نمبر 2015 ص 458
۶۔تفسیر ابن کثیر جلد اوّل پارہ نمبر 1 تفسیر سورۃ الفاتحہ ص 11
۷۔تفسیر ابن کثیر جلد دوم پارہ نمبر 9 تفسیر سورۃ الانفال ص 275
۸۔نصرۃ الباری فی ترجمہ صحیح بخاری مولوی عبدالستار وہابی پارہ نمبر 5 ص 63
۹۔مدارج النبوۃ جلد اول ص 184 شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۱۰۔تفسیر ابن کثیر جلد سوم پارہ نمبر 14 تفسیر سورۃ الحجر ص 101

تبصرہ

اس حدیث میں بتایا جارہا ہے کہ صحابیِ رسول ﷺ حضرت ابوسعید معلّٰی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرمارہے ہیں کہ میں مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں میرے مصطفیٰ کریم ﷺ کی آواز مبارک آئی۔ آپ ﷺ میرا نام لے کر مجھے بلارہے ہیں۔ اس دوران فرمایا کہ میں حالت نماز میں تھا۔ جس کی وجہ سے جواب نہ دے سکا اور نہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوسکا۔ تھوڑی دیر بعد جب نماز سے فارغ

ہوا تو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ! جواب نہ دینے اور دیر سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا سبب یہ تھا کہ یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو فوراً میرے نبی پاک ﷺ نے اپنے ان اختیارات کا جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ غلام یہ بات تو ٹھیک ہے کہ تُو نماز پڑھ رہا تھا۔ لیکن کیا تجھے یہ یاد نہ رہا کہ میرے رب نے تم لوگوں کو یہ بھی حکم دے رکھا ہے کہ جب بھی میرا محبوب ﷺ تم کو اپنی بارگاہ میں بلائے تو فوراً تمام مصروفیات کو چھوڑ کر حاضر خدمت ہو جاؤ۔ مسلمان بھائیو! اگر ذرا سا بھی مولوی صاحب کے اندر ایمان ہو تو یہ دلیل ہی کافی ہے اختیارات پر کہ اے محبوب ﷺ آپ ﷺ جس وقت بھی ان لوگوں کو بلائیں گے میں نے ان پر فرض کر دیا ہے کہ سب سے پہلے میرے حبیب ﷺ کی بات سنو باقی باتیں بعد میں۔ تاکہ میں دنیاداروں کو بتادوں کہ میں نے جو اپنا نبی ﷺ تمہیں دیا ہے وہ بے اختیار نہیں بلکہ وہ میری خدائی کا مالک ومختار ہے۔ (آمین)

دلیل نمبر 71

مومنوں پر نماز مقررہ وقت پر فرض ہے

آیت مبارکہ: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

ترجمہ: یقیناً نماز تو مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

(پارہ 5 سورۃ النساء آیت نمبر 103)

اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو بتایا جا رہا ہے کہ تم پر ہر نماز کا ٹائم ٹیبل مقرر کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس ٹائم کی پاسداری کرتے ہوئے نمازوں کو ان کے وقت میں ادا کرتے رہنا۔ آئیں نبی پاک ﷺ کا اختیار دیکھیں۔

دلیل نمبر 72

نماز عشاء کا وقت مقرر کرنے میں اختیارات

حدیث: عَن ابنِ عَبَّاسٍ یَقُولُ أَعتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَیلَةً بِالعِشَاءِ حَتّٰی رَقَدَ النَّاسُ وَاستَیقَظُوا وَرَقَدُوا وَاستَیقَظُوا فَقَامَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلَاةَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّی أَنظُرُ اِلَیهِ الآنَ یَقطُرُ رَأسُهُ مَاءً وَاضِعًا یَدَهُ عَلَی رَأسِهٖ فَقَالَ لَولَا أَن أَشُقَّ عَلَی أُمَّتِی لَأَمَرتُهُم أَن یُصَلُّوهَا هٰكَذَا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی پاک ﷺ نے نماز عشاء میں آنے میں دیر کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور جاگے پھر سو گئے اور جاگے آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ الصلوٰۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پھر آنحضرت ﷺ تشریف لے کر آئے۔ گویا میں اس وقت آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ ﷺ ایک ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں یہی حکم دیتا کہ نماز عشاء اس وقت پڑھا کریں۔

حوالہ جات

۱۔ صحیح بخاری شریف جلد اوّل کتابُ مَوَاقِیتِ الصَّلٰوۃِ حدیث نمبر 541 ص 315
۲۔ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتابُ التَّمَنِّی حدیث نمبر 2108 ص 946
۳۔ صحیح مسلم شریف جلد اوّل کتابُ المَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ حدیث نمبر 1344 ص 496
۴۔ سُنَنِ ابی داؤد جلد اوّل بَابُ فِی وَقتِ العِشَآءِ الآخِرَۃِ حدیث نمبر 358 ص 178
۵۔ سُنَنِ نسائی جلد اوّل بَابُ آخِرِ وَقتِ العِشَاءِ حدیث نمبر 535 ص 220

۶۔ سُننِ ابن ماجہ جلد اوّل بَابُ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ العِشَاءِ حدیث نمبر 736 ص 214
۷۔ جَامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبْوَابُ الصَّلٰوۃِ بَابُ مَاجَاءَ فِی تَاخِیرِ العِشَاءِ الاخرۃ حدیث نمبر 157 ص 136
۸۔ مشکوٰۃ شریف جلد اوّل بَابُ تعجِیلِ الصَّلٰوۃِ تیسری فصل حدیث نمبر 567 ص 135

تبصرہ

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ شریعت کے احکام میں بھی مالک و مختار ہیں۔جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر تنگی اور مصیبت و پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ آدھی رات کے وقت نماز عشاء کو ادا کریں۔اب میرا سوال ان لوگوں سے ہے جو اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے قائل نہیں ہیں کہ کیا اگر میرا نبی ﷺ نماز عشاء کا وقت آدھی رات کے وقت فرض کر دیتا تو کیا شریعت میں یہ ٹائم مقرر ہو جاتا یا نہیں۔یا پھر مولوی صاحب ذرا دلیری کر کے یہ کہہ دیں کہ نہیں نبی پاک ﷺ کے وقت مقرر کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا جو کہ کوئی بھی ملاں کہنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی ہاں اور ناں میں قانون خداوندی ہے۔

دلیل نمبر 73

دو نمازوں کی شرط پر مسلمان ہونا

حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ جَعفرِ حَدَّثَنَا شعبَةَ عَن قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَن نَصرِ بنِ عَاصِمِ اللَّیثِیِّ عَن رَجُلٍ مِّنہُم اَنَّہُ اَتی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَأسلَمَ عَلیٰ اَن لَّا یُصَلِّی اِلَّا صَلَاتَینِ فَقبلَ مِنہُ ۔

ترجمہ: حضرت نصر بن عاصم رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس شرط پر

اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کریگا۔ نبی پاک ﷺ نے اس کی یہ شرط قبول فرمالی۔

مسند امام احمد بن حنبل۔ ترجمان السنۃ جلد دوم

دلیل نمبر 74

حدیث: عَن عَبدِاللّٰہِ بنِ فَضَالَۃَ عَن أَبِیہِ قَالَ عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ فِیمَا عَلَّمَنِی وَحَافِظ عَلَی الصَّلَوَاتِ الخَمسِ قَالَ قُلتُ اِنَّ ھَذِہِ سَاعَاتٌ لِی فِیھَا أَشغَالٌ لِی فَمُرنِی بِأَمرٍ جَامِعٍ اِذَاأَنَا فَعَلتُہُ أَجزَأَ أُعَنّی فَقَالَ حَافِظ عَلَی العَصرَینِ وَمَا کَانَت مِن لُغَتِنَا فَقُلتُ وَمَا العَصرَانِ فَقَالَ صَلَاۃٌ قَبلَ طُلُوعِ الشَّمسِ وَصَلَاۃٌ قَبلَ غُرُوبِھَا ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن فضالہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی اور اس میں مجھے یہ بھی تعلیم دی کہ پانچوں نمازوں کی پابندی کیا کر تو میں نے عرض کیا یہ ایسے اوقات ہیں جن میں میری بہت مصروفیت ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ مجھے ایسے امر کے بارے میں بتا دیجیے کہ جب میں وہ کروں تو وہ میرے لیے کافی ہو جائے۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا عصرین کی محافظت اور پابندی کیا کر یہ لفظ ہماری لغت میں نہ تھا چنانچہ میں نے عرض کیا عصرین کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے اور ایک نماز سورج غروب ہونے سے پہلے (یعنی فجر و عصر)

حوالہ

سُنن ابی داؤد جلد اوّل باب فی المُحَافَظَۃِ عَلَی وَقتِ الصَّلوٰاتِ حدیث نمبر 364 ص نمبر 180

تبصرہ

ان احادیث مبارکہ سے اختیارات رسول ﷺ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ جب فضالہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر خدمت ہوئے اور مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور ساتھ ہی احکام کے متعلق عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے حکم فرمایا جائے کہ مسلمان ہونے کے بعد میرے ذمہ کیا ہے۔ میں نے کیا عمل کرنے ہیں۔ اس کے جواب میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں ایک ماہ کے روزے ہیں اور پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ جس کے لئے اوقات فلاں فلاں ہیں۔ ان وقتوں میں نماز ادا کرنا ہے جو فرض ہے یہ سب کچھ سن کر فضالہ عرض کرنے لگے: ''یارسول اللہ! میں تو بہت مصروف ہوں۔ میں فلاں فلاں وقت میں نماز ادا نہیں کرسکتا۔ یعنی میری رعایت فرمائی جائے۔ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ چلو عصرین سے غفلت نہ کرنا۔ یعنی فجر اور عصر ضرور پڑھنا یعنی تین نمازوں کی رعایت دیتا ہوں دو پڑھ لینا۔ تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ مختار کل ہیں۔ جس کو چاہیں جس کام کی رعایت دے دیں۔ اگر حضور ﷺ کو یہ اختیار نہ ہوتا تو حضور ﷺ کبھی بھی تین نمازوں کی چھٹی نہ دیتے اور واضح لفظوں میں فرما دیتے کہ میں اختیار نہیں رکھتا کہ ترمیم کروں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کو اختیار حاصل ہے۔ میں تو صرف اس کے احکام پہنچانے والا ہوں مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے تین نمازوں کی چھٹی دے کر یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں ترمیم کرسکتا ہوں اور آپ ﷺ کا ایسا کرنا ثابت کرتا ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف سے اختیار حاصل ہے کہ آپ ﷺ جیسا چاہیں کر دیں۔ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ اگر مختار کل نہ مانا جائے تو پھر حضور ﷺ کے اس عمل یعنی نمازوں میں رعایت دینے پر فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ ﷺ کا یہ عمل کیا حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی مائی کا لعل آپ ﷺ کے عمل کو تنقید کا نشانہ نہیں بنا سکتا کیونکہ آپ ﷺ کا یہ قول حق ہے جو نہ مانے وہ مومن نہیں رہ سکتا۔ جب قول و فعل حق

ہے تو معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ جیسے چاہیں حکم فرمادیں اور جیسے چاہیں عمل کریں اور جو حکم آپ ﷺ فرمادیں اس پر عمل کرنا بھی عین اسلام ہے بلکہ جو فرمادیں اس پر عمل کرنا فرض ہے۔

دلیل نمبر 75

نبی پاک ﷺ کا اپنی نواسی کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر نماز پڑھنا

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی قَتَادَةَ الْأَنصَارِیِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَ هُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنتَ زَينَبَ بِنتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بنِ رَبِيعَةَ بنِ عَبدِ شَمسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَ ضَعَهَا وَ إِذَاقَامَ حَمَلَهَا ۔

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ امامہ اپنی نواسی کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی صاحبزادی اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی بیٹی تھیں جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ان کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو ان کو اٹھا لیتے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الصلاۃ (حدیث نمبر 490 ص نمبر 295)

تبصرہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میرے آقا ﷺ مالک و مختار ہیں اور نماز کی حالت میں یہ عمل یعنی اپنی نواسی کو اپنے کندھوں پر بیٹھا لینا یہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے۔ اب جو لوگ اختیارات کے انکاری ہیں کیا ان کو بھی شریعت میں اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو اس طرح اپنے کندھوں پر بٹھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں یقیناً مولوی صاحب یہ ہی جواب دیں گے کہ نہیں جی ہم اس طرح نہیں پڑھ سکتے تو مولوی صاحب

ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مالک و مختار ہیں جس طرح آپ ﷺ کا جی چاہے آپ ﷺ کر سکتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے)

دلیل نمبر 76

حدیث: عَن عُثمَانَ بنِ أَبِی العَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ أَنَّ وَفدَ ثَقِیفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ أَنزَلَھُم المَسجِدَ لِیَکُونَ أَرَقَّ لِقُلُوبِھِم فَاشتَرَطُوا عَلَیہِ أَن لَا یُحشَرُوا وَلَا یُعشَرُوا وَلَا یُجَبُّوا فَقَالَ رَسُولُ للّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَکُم أَن لَا تُحشَرُوا وَلَا تُعشَرُوا وَلَا خَیرَ فِی دِینٍ لَیسَ فِیہِ رُکُوعٌ.

☆ سُنن ابوداؤد جلد دُوم بَاب مَا جَاءَ فِی خَبَرِ الطَّائِفِ حدیث نمبر 2631 ص 427

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تا کہ ان کے دل نرم ہو جائیں۔ انہوں نے شرط رکھی کہ وہ جہاد نہیں کریں گے، زکوٰۃ نہیں دیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ جہاد کے لئے نہ بلائے جاؤ اور زکوٰۃ نہ لی جائے لیکن اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں رکوع نہ ہو۔

تبصرہ

یہ حدیث پاک بھی اختیارات مصطفیٰ ﷺ کی عظیم دلیل ہے کہ وفد حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ! ہم مسلمان تو ہوتے ہیں مگر ہماری چند شرائط ہیں اور وہ یہ کہ ایک تو یہ کہ ہم جہاد نہیں کریں گے، دوسرے ہم نماز نہیں پڑھیں گے اور تیسرے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اگر ہماری شرائط آپ ﷺ منظور فرماتے ہیں تو ہم مسلمان ہو جاتے ہیں۔ تو ان شرائط کے جواب میں حضور امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا'' مجھے تمہاری شرائط منظور

ہیں۔ ہم تمہیں جہاد کے لئے نہیں کہیں گے اور نہ ہی زکوٰۃ دینے کا مطالبہ کیا جائے گا مگر
نماز کے لئے اتنا ضرور کہوں گا کہ اس دین میں بھلائی نہیں جس میں اپنے رب کے حضور
سجدہ اور رکوع نہ ہو۔ یعنی مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ اگر تم لوگ نماز بھی نہ
پڑھو گے مگر تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم اللہ کے حضور جھکو۔ یعنی نماز پڑھنے میں تمہارا بھلا
ہے کیونکہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ وضو کرتا ہے تو گناہ سے پاک ہو
جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں، ناک، کان اور دیگر اعضاء سے جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں وہ وضو
کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بندے سے قدم قدم پر لغزشیں ہوتی رہتی ہیں۔
جو نماز پڑھنے سے معاف ہو جاتے ہیں اگر نماز نہ پڑھو گے تو وہ معاف نہیں ہوں گے۔
جو قیامت کے دن تمہارے لئے پریشانی کا سبب بنیں گے۔ لہٰذا اس پریشانی سے بچنے
کے لئے نماز پڑھو اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ بصورت دیگر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔
میں تو تمہیں رعایت دے دوں گا کہ قیامت کے دن جہاد، زکوٰۃ اور نماز کے متعلق پوچھ
گچھ نہ ہو۔ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روز روشن کی طرح عیاں
ہیں۔

مگر ہدایت ان کو ملے گی جن کے نصیب اچھے ہوں گے۔ ازلی بد بخت پر نہ قرآن
کا اثر ہوتا ہے، نہ حدیث کا۔ کیونکہ ایسے لوگ وہ ہیں جن کے متعلق قرآن پاک نے
اعلان کر دیا ہے۔ **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِم وَ عَلٰى سَمْعِهِم وَ عَلٰى اَبصَارِهِم
غِشَاوَةٌ وَّلَهُم عَذَابٌ عَظِيمٌ**۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور
ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو انتہائی
بد بخت ہیں۔ ایسے لوگ ہدایت کی طرف نہیں آ سکتے خواہ ان کو اللہ کا قرآن سنایا جائے یا
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا جائے۔ مگر جن لوگوں پر اللہ کریم رحمت فرما دے وہ ہر ضد کو
چھوڑ کر صداقت کی طرف آ جاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے
سامنے اپنی ضد کو چھوڑ کر ایمان لے آتے ہیں اور دین و دنیا سنوار لیتے ہیں۔

دلیل نمبر 77

عطائے حوض کوثر

آیت مبارکہ: اِنَّآ اَعطَینٰكَ الكَوثَرَ

ترجمہ: اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو حوض کوثر اور بہت کچھ عنایت فرما دیا ہے۔ (پارہ نمبر 30 سورۃ کوثر آیت نمبر 1)

دلیل نمبر 78

شانِ نزول

حافظ ابن کثیر بحوالہ مسند احمد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر کچھ غنودگی سی طاری ہوئی اور دفعتاً سر مبارک اٹھا کر مسکرانے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ مسکرائے کیوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "مجھ پر اس وقت ایک سورۃ نازل ہوئی ہے" پھر آپ ﷺ نے بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ پڑھ کر سورۃ کوثر پوری تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا "وہ ایک جنتی نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے جو میرے رب نے مجھے عطا کی ہے جس پر میری امت قیامت کے دن آئے گی، جس کے برتن آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

حوالہ جات

☆ صحیح مسلم شریف جلد اوّل کتابُ الصَّلٰوۃِ حدیث نمبر 798 ص 334

☆ سُنن ابی داؤد جلد اوّل بَابُ مَن لَم یَرَ الجَھرَ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ حدیث نمبر 666 ص 302

☆ سُننِ نسائی جلد اوّل بَابُ قِرَاءۃِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ حدیث نمبر 894 ص 342

☆ تفسیر ابن کثیر جلد پنجم پارہ نمبر 30 تفسیر سورۃ الکوثر ص 582

دلیل نمبر 79

کوثر کیا ہے؟

حدیث مبارکہ: عَن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّهُ قَالَ فِی الکوثرِ هُوَ الخَیرُ الَّذِی أَعطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ فَقَالَ ابُو بِشرٍ قُلتُ لِسَعِیدِ بنِ جُبَیرٍ فَاِنَّ النَّاسَ یَزعُمُونَ اَنَّهُ نَهرٌ فِی الجَنَّةِ فَقَالَ سَعِیدُ النَّهرُ الَّذِی فِی الجَنَّةِ مِن الخَیرِ أَعطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کوثر سے وہ بھلائی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی۔ ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ کوثر بہشت میں ایک نہر کا نام ہے۔ سعید نے کہا کہ نہر جو بہشت میں ہے اسی بھلائی میں داخل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عنایت فرمائی۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2069 ص 1082

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الرقاق باب فی الحوض حدیث نمبر 4941 ص 658

☆ صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 798 ص 334

☆ تفسیر ابن کثیر جلد پنجم پارہ نمبر 30 تفسیر سورۃ الکوثر ص 582

دلیل نمبر 80

حدیث مبارکہ: عَن ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ الکَوثَرُ نَهرٌ فِی الجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِن ذَهَبٍ وَمَجرَاهُ عَلَی الدُّرِّ وَالیَاقُوتِ تُربَتُهُ اَطیَبُ مِنَ المِسکِ وَمَآءُهُ اَحلٰی مِنَ العَسَلِ وَ اَبیَضُ مِنَ الثَّلجِ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس میں دونوں جانب سونے کے خیمے ہیں۔ اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا پانی شہد سے میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

حوالہ

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب التفسیر القرآن حدیث نمبر 1287 ص 573

دلیل نمبر 81

حدیث مبارکہ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ اِذْ عُرِضَ لِي نَهرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤلُؤِ قُلتُ لِمَلَكٍ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الكَوثَرُ الَّذِي اَعطَاكَهُ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلىٰ طِينَةٍ فَاستَخرَجَ مِسكًا ثُمَّ رُفِعَت لِي سِدرَةُ المُنتَهىٰ فَرَأيتُ عِندَهَا نُورًا عَظِيمًا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں جنت میں چل رہا تھا کہ میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی۔ جس کے دونوں کناروں پر موتی کے خیمے تھے۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی تو وہ مشک تھی پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ آگئی اور میں نے اس کے قریب ایک عظیم نور دیکھا۔

حوالہ

☆ جامع ترمذی جلد دوم ابواب التفسیر حدیث نمبر 1286 ص 573

دلیل نمبر 82

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخُدرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِي حَوضًا مَّا بَينَ الكَعبَةِ وَ بَيتِ المُقَدَّسِ أَبيَضُ مِثلَ اللَّبَنِ اٰنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ وَاِنِّي لَاَكثَرُ الاَنبِيآءِ تَبَعًا يَومَ القِيٰمَةِ ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے کعبہ سے بیت المقدس۔ دودھ کی طرح سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں اور میرے پیروکاروں کی تعداد قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوگی۔

حوالہ

☆ سُنَنِ ابن ماجہ جلد دُوم بابُ ذِکرِ الحوضِ حدیث نمبر 2105 ص 589

دلیل نمبر 83

حدیث مبارکہ: عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَ سَأَلتُهَا عَن قَولِهٖ تَعَالٰى اِنَّآ أَعطَينٰكَ الكَوثَر قَالَت نَهرٌ أُعطِيَهُ نَبِيُّكُم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيهِ دُرٌ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ "اِنَّآ اَعطَينٰكَ الكَوثَر" تو کوثر سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی ہیں۔ وہاں تاروں کی گنتی کے برابر پینے کے لئے برتن رکھے ہوئے ہیں۔

حوالہ

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کتابُ التفسیرِ سُورۃِ انا اعطینک الکوثر حدیث نمبر 2069 ص 1082

تبصرہ

ان تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حوض

کوثر اور تمام تر بھلائیاں عطا فرما کر مالک ومختار بنا دیا ہے۔ جب قرآن وحدیث سے آپ ﷺ کی ملکیت ثابت ہوتی ہے تو غیر مقلدوں کے پیرومرشد اسماعیل دہلوی کو اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یہ بات کس نے لکھنے پر مجبور کیا تھا کہ معاذ اللہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی لکھی ہوئی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے قلم سے برطانیہ حکومت کا مایہ بولتا تھا۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن وحدیث تو میرے نبی ﷺ کی ملکیت وبادشاہی کی گواہی دے رہا ہے اور مولوی صاحب انکار کر رہا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو نبی پاک ﷺ سے یا قرآن پاک سے پیار نہیں۔ بلکہ انگریز برطانیہ حکومت کے پیسوں سے پیار تھا۔ جن کے اشاروں پر ایسی بیہودہ بکواسات لکھیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شریر لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائے (آمین)

دلیل نمبر 84

اسلام میں گواہوں کی تعداد

آیت مبارکہ: وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ ۔(پارہ نمبر 3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 280)

ترجمہ: خرید وفروخت کرتے وقت اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ رکھ لو۔

تفسیر: اس آیت میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو آپس میں خرید وفروخت کے اصول اور قوانین بتا رہا ہے۔ کہ جب بھی تم آپس میں کسی چیز کی خرید وفروخت کرو، اس لین دین کے معاملے پر گواہ ضرور کر لیا کرو۔ اور گواہوں کی تعداد قرآن کے مطابق کم از کم دو مرد ہوں اور اگر موقع پر موجود دو مرد نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لیا جائے۔ کیونکہ ایک مرد کی گواہی مرد کے مقابلے میں ایک مرد جیسی ہی ہے لیکن ایک مرد کی گواہی

عورتوں کے معاملے میں دوعورتوں کے برابر ہے۔ جب یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ ایک مرد کی گواہی ایک کے ہی برابر ہے تو آئیں میرے کریم آقا ﷺ کا اختیار دیکھیں۔

دلیل نمبر 85

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دومردوں کے برابر

حدیث مبارکہ: عَن عُمَارَةَ بنِ خُزَيمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَ هُوَ مِن أصحَابِ النَّبِيِّ أَنَّ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِبتَاعَ فَرَسًا مِن أعرَابِيٍّ فَاستَتبَعَهُ لِيَقبِضَ ثَمنَ فَرَسِهِ فَأَسرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَ أَبطَأَالأَعرَابِيُّ وَ طَفِقَ الرِّجَالُ يَتَحَرَّضُونَ لِلأَعرَابِيِّ فَيَسُومُونَهُ بِالفَرَسِ وَ هُم لَا يَشعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّصَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِبتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعضُهُم فِي السَّومِ عَلَى مَا اِبتَاعَهُ بِهِ مِنهُ فَنَادَى الأَعرَابِيُّ فَقَالَ اِن كُنتَ مُبتَاعًا هٰذَا الفَرَسَ وَاِلَّا بِعتُهُ فَقَامَ النَبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ نِدَائَهُ فَقَالَ أَولَيسَ قَد ابتَعتُهُ مِنكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا بِعتُكَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَد ابتَعتُهُ مِنكَ فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَ بِالأَعرَابِيِّ وَ هُمَا يَتَرَاجَعَانِ وَ طَفِقَ الأَعرَابِيُّ يَقُولُ هَلُمَّ شَاهِدًا يَشهَدُأَنِي قَد بِعتُكَهُ قَالَ خُزَيمَةُ بنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَا أَشهَدُ أَنَّكَ قَد بِعتَهُ قَالَ فَأَقبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى خُزَيمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ فَقَالَ لِمَ تَشهَدُ قَالَ بِتَصدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ شَهَادَةَرَجُلَينِ ۔

ترجمہ: حضرت عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہما نے اپنے چچا سے روایت کی ہے جو نبی پاک ﷺ کے اصحاب میں سے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ پس نبی کریم ﷺ اس کو اپنے ساتھ لے کر چلے تا کہ گھوڑے کی قیمت اسے ادا کر دی جائے۔ نبی کریم ﷺ جلدی جلدی چل رہے تھے اور اعرابی آہستہ آہستہ پس اعرابی کو چند حضرات ملے جو اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ اس کا سودا کر چکے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے اس گھوڑے کی قیمت اس قیمت سے زیادہ لگائی جو نبی کریم ﷺ نے قیمت لگائی تھی۔ اعرابی نے آپ ﷺ کو آواز دے کر کہا کہ اگر آپ ﷺ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے وگرنہ میں اسے فروخت کر دیتا ہوں۔ پس اعرابی کی یہ آواز سن کر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا میں نے تم سے اس گھوڑے کو خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو آپ ﷺ کے ہاتھوں اسے فروخت کیا ہی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کیوں نہیں، میں نے تم سے خرید لیا ہے''۔ اعرابی نے کہنا شروع کر دیا کہ اچھا گواہ لے کر آؤ۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے نبی کریم ﷺ نے یہ گھوڑا تم سے خریدا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟ عرض گذار ہوئے ''یارسول اللہ ﷺ آپ کو سچا جانتے ہوئے''۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔

حوالہ جات

☆ سُنَنِ نسائی جلد سُوم حدیث نمبر 4567 ص 306

☆ سُنَنِ ابی داؤد جلد سُوم حدیث نمبر 3130 ص 30

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اوّل پارہ نمبر 3 تفسیر سورۃ البقرہ ص 357

☆ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم پارہ نمبر 21 تفسیر سورۃ الاحزاب ص 218

☆ مدارج النبوۃ جلد اول ص 185

☆ مصنف ابن ابی شیبہ

☆ تاریخ امام بخاری

☆ مسند ابی یعلی

☆ معجم کبیر امام طبرانی

دلیل نمبر 86

لیجئے صاحب جی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ایک حوالہ

حدیث مبارکہ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَسَخْتِ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدتُّ آيَةً مِن سُورَةِ الْأَحزَابِ كُنتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُبِهَا فَلَم أَجِدهَا إِلَّا مَعَ خُزَيمَةَ بنِ ثَابِتٍ الْأَنصَارِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَينِ وَ هُوَ قَولُهُ (مِنَ الْمُؤمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيهِ)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی کئی ورقوں پر قرآن پاک کو نقل کر کے جمع کیا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی ایک آیت مجھ کو کہیں سے بھی نہ ملی جو میں نبی کریم ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ آخر وہ آیت ایک ہی صحابی حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے مجھ کو ملی۔ یہ خزیمہ وہ ہیں جن کے اکیلے کی گواہی کو آنحضرت ﷺ نے دو مردوں کے برابر کیا ہے۔

حوالہ: صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 72 ص 72

تبصرہ:

او بخاری بخاری کا دعویٰ کرنے والو! اب تو یار مان جاؤ بخاری کو یا دعویٰ بخاری کرنا چھوڑ دو۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ

بنا عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

حضرت صاحب دل میں اگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتو ذرا اپنی آنکھوں سے جہالت اور تعصب کی عینک اتار دیں اور اپنی آنکھوں میں خاک مدینہ ڈال کر آنکھوں کے سامنے گنبد خضریٰ کا تصور تو جمائیے۔ یقیناً یہ حدیث پاک میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کی عظیم دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کا قانون تو اس طرح ہے کہ ایک مرد کی گواہی صرف ایک ہی گواہی تصور کی جائے گی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا "اے خزیمہ تیری ایک گواہی دو مردوں کے برابر ہے" یعنی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اگر کسی بھی معاملے میں گواہی دیں تو وہ ایک گواہی نہیں بلکہ دو گواہیاں تصور کی جائیں گی۔ یہی اختیارات ہیں جس کو چاہیں جو چاہیں فضیلت عطا فرما دیں اور قانون بنا دیں اور صحابہ کرام حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر تصور کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے ابھی مذکورہ حدیث بخاری شریف سے پڑھا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل ہے کہ جو چاہیں فرمائیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں وہی قانون ہے۔ کسی صحابی نے کوئی اعتراض تک نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا اختیار ہے کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو کے برابر فرما دیں۔ یہ اعتراض اس لئے نہیں کیا گیا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل مانتے تھے۔ یہی عقیدہ اہلسنّت کا ہے۔

دلیل نمبر 87

اسلام میں کتنی شادیاں جائز ہیں؟

آیت مبارکہ: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۔

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تم کو خوش لگیں۔ دو دو، تین تین، اور چار چار۔

حوالہ: پارہ نمبر 4 سورۃ النساء آیت نمبر 3

تفسیر: قرآن پاک کے ان الفاظ سے ظاہر ہوا کہ ہر شخص چار بیویاں رکھ سکتا ہے اور یہ فرمان خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ اب جو شخص اس قانون کی خلاف ورزی کرے مثلاً یوں کہے کہ اسلام میں پانچ عورتیں رکھی جاسکتی ہیں یا یہ کہے کہ آدمی دوسری شادی نہیں کرسکتا۔ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے اس کو دوسری شادی کرنا حرام ہے۔ تو ایسا شخص حکم خداوندی کا گستاخ ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہو جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں سرکارِ دو عالم ﷺ کے اختیارات جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔

دلیل نمبر 88

اے علی! تو میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرسکتا

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَنَا شُعِيبُ عَنِ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَ عِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ اِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُوْنَ اِنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَ هٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا اِبْنَةَ أَبِي جَهْلٍ قَالَ مِسْوَرٌ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَ اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْغَةٌ مِنِّي وَ اِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَّفْتِنُوْهَا وَ اِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ ۔

ترجمہ: حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر فرمایا ''اما بعد'' میں نے ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ میرے ساتھ سچی بات کی تھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ میری جان کا ٹکڑا ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگ اس کو کسی آزمائش کا شکار کریں۔ اللہ کی قسم اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں اکٹھی نہیں رہ

سکتیں ۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا وہ پیغام واپس لے لیا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 921 ص 458

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 257 ص 158

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل فاطمہ بنت النبی ﷺ حدیث نمبر 6186 ص 342

☆ سنن ابن ماجہ جلد اول باب الغیرۃ حدیث نمبر 6070 ص 556

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم باب ماجاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا حدیث نمبر 1801 ص 771

☆ سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث نمبر 1772 ص 30

☆ مدارج النبوۃ جلد اول ص 176

☆ مدارج النبوۃ جلد دوم ص 530

دلیل نمبر 89

حدیث مبارکہ: عَنِ المِسوَرِ بنِ مَخرَمَةَ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَ هُوَ عَلَى المِنبرِ اِنَّ بَنِي هِشَامِ بنِ المُغِيرَةِ اِستَاَ ذَنُوا فِي أَن يُنكِحُوا بُنتَهُمْ عَلَيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ فَلاَ آذَنُ ثُمَّ لاَ آذَنُ ثُمَّ لاَ آذَنُ اِلَّا أَن يُّرِيدَ ابنَ أَبِي طَالِبٍ أَن يُّطَلِقَ ابنَتِي وَ يَنكِحُ اِبنَتَهُم فَاِنَّمَا هِيَ بِضعَةٌ مِنِّي يُرِيبنِي مَاأَرَابَهَا وَ يُؤذِينِي مَا آذَاهَا ۔

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے منبر پر آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہشام بن مغیرہ اس کی اولاد نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں تو میں تو اجازت نہیں دیتا ہرگز نہیں دیتا کبھی بھی اجازت نہیں دوں گا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ابو طالب کا بیٹا میری بیٹی کو

طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے بات یہ ہے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اس کو برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے اور جس چیز سے اس کو تکلیف ہو مجھ کو بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب النکاح باب ذَبُّ الرَّجُلِ عَلٰی ابْنَتِہٖ فِی الْغَیْرَۃِ وَالْاِنْصَافِ (حدیث نمبر 214 ص نمبر 135)

صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ (حدیث نمبر 6183 ص نمبر 341)

دلیل نمبر 90

حدیث مبارکہ: عَنِ ابنِ أَبِی مُلَیکَةَ عَنِ المِسوَرِ بنِ مَخرَمَةَ قَالَ سَمِعتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اِنَّ بَنِی المُغِیرَةِ اِستَأذَنِی أَن یَنکِحَ عَلِیُّ اِبنَتَهُم فَلَا آذَنُ ۔

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کریں گے تو میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا

حوالہ: صحیح بُخاری شریف جلد سُوم کتابُ الطَّلَاقِ حدیث نمبر 257 ص 158

تبصرہ

پس یہی وہ اختیارات ہیں جو اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائے ہیں کہ اگر حضور ﷺ چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں ترمیم بھی کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ہر شخص چار بیویاں رکھ سکتا ہے مگر نبی کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع فرما رہے ہیں کہ "اے علی! تو میری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرسکتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ اب جو لوگ نبی کریم ﷺ کے اختیارات کے قائل نہیں ہیں، ان سے سوال

ہے کہ جناب فرمایئے نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دوسری شادی کرنا جائز تھی یا نہیں۔ یقیناً کہیں گے کہ نہیں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد جناب علی رضی اللہ عنہ دوسری شادی نہیں کر سکتے تھے۔ کیوں نہیں کر سکتے تھے؟ حالانکہ قرآن تو کہہ رہا ہے کہ تم بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتے ہو۔ یا معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا ہو: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب قرآن میں چار شادیاں کرنے کا حکم دے دیا ہے اور آپ ﷺ مجھے دوسری شادی سے منع فرما رہے ہیں۔ میں تو صرف قرآن پر عمل کروں گا کیونکہ قرآن مجید میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ یا پھر معاذ اللہ نبی کریم ﷺ اپنی لختِ جگر سے فرما سکتے تھے کہ بیٹا صبر سے کام لے، میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں تو مجبور ہوں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں کہ خدا کے بنائے ہوئے قانون میں ردوبدل کر سکوں۔ بیٹا میں کچھ بھی نہیں کر سکتا لہٰذا صبر بہتر ہے۔ لیکن مسلمان بھائیو! میرے نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرما کر کہ میری بیٹی کی موجودگی میں تیری شریک حیات کوئی عورت کائنات میں سے بن ہی نہیں سکتی۔ تو اس چیز نے ثابت کر دیا کہ میرے نبی کریم ﷺ مجبور لاچار نہیں ہیں۔ میرا نبی ﷺ بے اختیار نہیں بلکہ بااختیار ہے اور مختار کل ہے۔ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح واپس لے کر تمام زندگی جتنی دیر تک سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ظاہری طور پر زندہ رہی ہیں، ان کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ میرا نبی ﷺ مختار کل ہے۔ جو فرما دیں وہی قانون ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے اختیارات کا منکر ہے تو پھر اس کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ بس یونہی فرما رہے تھے۔ لہٰذا اگر فرمان رسول ﷺ کے خلاف بھی عمل کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (استغفر اللہ ہزار بار استغفر اللہ)

دلیل نمبر 91

جھوٹ بولنے والے لعنتی ہیں

آیت مبارکہ: لَّعنتَ اللّٰہِ عَلَی الکٰذِبینَ ۔

(ترجمہ) جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(پارہ نمبر 3 سورہ آل عمران آیت نمبر 61)

دلیل نمبر 92

حدیث مبارکہ سے اس کی ممانعت

عَن عَبدِاللّٰہِ ابنِ مَسعُودٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصَّدَقَ یَھدِی اِلَی البِرِّ وَ اِنَّ البِرَّ یَھدِی اِلَی الجَنَّۃِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَصدَقُ حَتّٰی یَکُونَ صِدِیقًا وَ اِنَّ الکَذِبَ لَیھدِی اِلَی الفُجُورِ وَ اِنَّ الفُجُورَ یَھدِی اِلَی النَّارِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لِیَکذِبَ حَتّٰی یُکتَبَ عِندَاللّٰہِ کَذَّابًا ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچائی آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی بہشت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے اخیر میں صدیق کا درجہ پالیتا ہے اور جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتے بولتے آخر کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الأدب باب قولِ اللّٰہِ تعالیٰ یا یھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین حدیث نمبر 1092 ص 466

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سوم کتابُ البِرّ وَالصِّلَۃِ وَالْاٰدَبِ حدیث نمبر 6513 ص 454

☆ الْاَدَبُ الْمُفرد امامِ بخاری باب لا یَصلُحُ الکِذبُ حدیث نمبر 386 ص 189

☆ جامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَۃِ بَابُ مَاجَاءَ فِی الصِّدقِ وَالْکِذبِ حدیث نمبر 2038 ص 939

دلیل نمبر 93

منافق کی تین نشانیاں

حدیث مبارکہ: عَنْ اَبِی هُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ أَخلَفَ وَاِذَا اؤتُمِنَ خَانَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ امانت رکھو تو خیانت کرے۔

حوالہ

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتابُ الْاَدَبِ حدیث نمبر 1030 ص 466

دلیل نمبر 94

جھوٹ بولنے والے سے فرشتے ایک میل دور ہو جاتے ہیں

حدیث مبارکہ: عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَکُ مِیلاً مِن نَتنِ مَاجَآءَ بِهٖ ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بو کی وجہ سے اس آدمی

سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

حوالہ: جامع ترمذی شریف جلد اوّل اِبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَاجَآءَ فِی الصِّدقِ وَالْکَذِبِ حدیث نمبر 2039 ص 939

دلیل نمبر 95

جھوٹ بولنے والے کی سزا

عَن ثُمرَ ةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ بنِ جُندَبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ رَأیتُ رَجُلَینِ أتیَانِی قَالَ الَّذِی رَأَیتَہُ یَشُقُّ شِدقُہُ فَکَذَّابٌ یَکذِبُ بِالکَذبَةِ تُحمَلُ عَنہُ حَتّٰی تَبلُغَ الآفَاقَ فَیُصنَعُ بِہٖ اِلَی یَومِ القِیَامَةِ ۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا، دو فرشتے میرے پاس آئے۔ ان فرشتوں نے کہا کہ جس شخص کو تم نے دیکھا تھا۔ جس کے جبڑے چیرے جاتے ہیں وہ دُنیا میں بہت جھوٹ بولنے والا تھا۔ جو ایک جھوٹ بولتا تھا جو سارے ملک میں پھیل جاتا تھا۔ قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔

حوالہ

☆ صحیح بُخاری شریف جلد سوم کتابُ الأدب حدیث نمبر 1031 ص 467

تبصرہ

قارئین گرامی! ہم نے قرآن پاک کی آیت مبارکہ اور مختلف حدیثوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ جھوٹے آدمی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ جھوٹ بولنے والا بدکار ہوتا ہے اور جہنم میں جائے گا۔ جھوٹ بولنے والا منافق ہوتا ہے اور جو کہ وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ جھوٹ بولنے والے سے فرشتے بھی نفرت کرتے ہیں اور جھوٹے آدمی سے اللہ تعالیٰ

کے فرشتے بھی دور رہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے فرشتے دور ہوئے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ جھوٹ کی قرآن و حدیث میں بہت زیادہ قباحت بیان ہوئی ہے۔ بلکہ معراج کی رات آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے منہ کے جبڑوں کو آرے سے چیر رہے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو کثرت سے جھوٹ بولتا تھا، تو ثابت ہوا کہ جھوٹ اچھی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس برے کام سے محفوظ فرمائے (آمین)

اب آئیں میرے نبی کریم ﷺ کے اختیارات کو ملاحظہ فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے

دلیل نمبر 96

تین جگہوں پر جھوٹ کی رخصت

حدیث مبارکہ: عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ الْکَذِبُ اِلَّافِی ثَلَاثٍ یُحَدِّثُ الرَّجُلُ اَمْرَاَتَہٗ لِیُرْضِیَھَا وَالْکَذِبُ فِی الْحَرْبِ وَالْکَذِبُ لِیُصْلِحَ بَیْنَ النَّاسِ ۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین باتوں کے علاوہ جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے کوئی بات کہے۔ لڑائی کے موقع پر جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے جھوٹ بولنا۔

حوالہ جات

☆ الأدب المفرد امام بخاری بَابُ یَنْمِی خَیْرًا بَیْنَ النَّاسِ حدیث نمبر 385 ص 188 ۔

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْاٰدَبِ بَابُ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ وَبَیَانِ الْمُبَاحِ مِنْہُ حدیث نمبر 6507 ص 452

☆ جامع ترمذی شریف جلد اوّل اَبْوَابُ البِرِ وَالصِّلَۃِ بَابُ مَا جَآءَ فِی اِصْلَاحِ ذَاتِ البَینِ حدیث نمبر 2003 ص 928

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دُوم فصل دوسری حدیث نمبر 4810 ص 460

نوٹ: مُسلم شریف اور ترمذی کی حدیث میں سند کے لحاظ سے فرق ہے مفہوم ایک ہی ہے۔

دلیل نمبر 97

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا عَبدُ العَزِیزِ بنُ عَبدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبرَاھِیمُ بنُ سَعدٍ عَن صَالِحٍ عَن ابنِ شِھَابٍ أَنَّ أُمَّہُ أُمَّ کُلثُومٍ بِنتِ عُقبَۃَ أَخبَرَتہُ أَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ لَیسَ الکَذَّابُ الَّذِی یُصلِحُ بَینَ النَّاسِ فَیَنمِیی خَیرًا أَو یَقُولُ خَیرًا۔

ترجمہ: حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں میل کرائے اور (ملاپ کی نیت سے) اچھی بات پہنچائے یا کہے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد اول کِتَابُ الصلح بَابُ لَیسَ الکَاذِبُ بَینَ النَّاسِ (حدیث نمبر 2514 ص نمبر 1141)

دلیل نمبر 98

حدیث مبارکہ: قَالَت وَلَم أَسمَعہُ یُرَخِّصُ فِی شَیءٍ مِمَّا یَقُولُ النَّاسُ مِنَ الکَذِبِ اِلَّا فِی ثَلَاثٍ اِلَّا صَلَاحِ بَینَ النَّاسِ وَحَدِیثِ الرَّجُلِ اِمرَآتَہُ وَحَدِیثِ المَرأَۃِ زَوجَھَا۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کبھی آپ ﷺ کو اس چیز کے بارے میں اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا جس کو لوگ جھوٹ کہتے ہیں

سوائے تین (مقامات) کے لوگوں کے درمیان صلح کروانا آدمی کی بات اس کی بیوی کو اور عورت کی بات اس کے خاوند کو۔

حوالہ: الأدبُ المُفر د الامام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث نمبر 385 صفحہ نمبر 188

مُسلم شریف میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بجائے ابن شہاب کا ذکر ہے دیکھیں صحیح مُسلم شریف جلد سوم کِتابُ البِرِ وَالصِّلتِ وَالأدبِ بَابُ تَحرِیمِ الکَذِبِ وَبَیَانُ المُبَاحِ مِنہُ حدیث نمبر 6507 ص نمبر 453

تبصرہ

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مالک ومختار بنایا ہے اور آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث کے مطابق تو جھوٹے آدمی کی جو سزا ہے وہ آپ نے پچھلے اوراق میں پڑھ لی ہے۔ لیکن قربان جائیں محبوب خدا ﷺ پر آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے تین جگہوں پر جھوٹ کی رخصت عطا فرما کر بتا دیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مختار کل ہوں۔ اگر پھر بھی کوئی شخص کہے کہ میں تو اختیارات رسول ﷺ کو نہیں مانتا تو اس مولوی صاحب کی خدمت میں صرف اتنی سی عرض ہے کہ کوئی شخص جنگ کے دوران کافر کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ بولے یا دو مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے تھوڑا سا جھوٹ کا آسرا لے لے یا خاوند اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بول دے تو قرآن وحدیث کی رُو کے مطابق کیا فتویٰ صادر ہوگا کہ وہ لعنتی ہے، بے ایمان ہے، جھوٹا ہے، جہنمی ہے یا فرشتے اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ یا جو بھی حرمت میں نے پہلے حدیثوں میں بیان کی ہے ان میں سے کون سی سزا اس شخص پر جاری ہوگی۔ اگر مولوی صاحب یہ کہہ دیں کہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کے اجازت دینے کے بعد بھی یہ آدمی لعنت کا مستحق ہے تو پھر مولوی صاحب خود ہی بے ایمان ہو جائیں گئے۔ کیونکہ رخصت میرے نبی ﷺ نے دی ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے حکم کو نہ مانے گستاخ ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی وہ منکر ہے۔ اگر مولوی صاحب یہ فتویٰ دیں کہ نہیں جی الحمد للہ، ماشاء اللہ ہم بھی یہ مانتے

ہیں کہ ان تین جگہوں پر جھوٹ بولنے والے پر کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے آدمی کو اجازت بخشی ہے تو مولوی صاحب کو ماننا پڑے گا کہ میرا نبی ﷺ مالک ومختار ہے۔ جو آپ ﷺ فرمادیں وہی اللہ تعالیٰ کا قانون بن جاتا ہے۔ آگے آپ کی مرضی ہے ہمارا کام تو صرف قرآن وحدیث کے مطابق آپ کو بتانا ہے نہ کہ منوانا ہے۔ کیونکہ ان تین مقامات پر جھوٹ کی رخصت قرآن نے نہیں دی بلکہ یہ رخصت میرے نبی کریم ﷺ نے دی ہے جس سے اختیارات ثابت ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر 99

حالت جنابت میں کوئی مسجد سے گذر نہیں سکتا

حدیث مبارکہ: عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي المَسجِدِ فَقَالَ وَجِّهُوا هٰذِهِ البُيُوتَ عَنِ المَسجِدِ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَصنَعِ القَوْمُ شَيئًا رَجَاءَ أَن تَنزِلَ فِيهِم رُخصَةٌ فَخَرَجَ إِلَيهِم بَعدُ فَقَالَ وَجِّهُو هٰذِهِ البُيُوتَ عَنِ المَسجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ المَسجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے کر آئے اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں کے دروازے مسجد پاک میں کھلتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دروازوں کے منہ مسجد سے پھیر دو۔ نبی پاک ﷺ تشریف لے گئے اور قوم نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ اس امید پر کہ ان کے لئے کوئی رخصت مل جائے۔ پھر آپ ﷺ ان کی طرف تشریف لے کر آئے اور فرمایا ان گھروں کے رُخ مسجد سے پھیر دو کیونکہ میں کسی حائضہ عورت اور جنبی مرد کے لئے مسجد حلال نہیں کروں گا۔

حوالہ: سنن ابی داؤد جلد اول حدیث نمبر 201 صفحہ 108

اس حدیث میں دو چیزوں سے نبی پاک ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔ ایک تو جن لوگوں کے گھروں کے دروازے مسجد کی جانب کھلتے ہیں وہ تمام کے تمام اپنے دروازے بند کر لیں۔ دوسرے نمبر پر کوئی بھی حائضہ عورت یا جنبی مرد مسجد میں نہ بیٹھ سکتا اور نہ وہ مسجد سے گذر سکتا ہے۔ آئیں میرے نبی کریم ﷺ کا اختیار دیکھیں۔

دلیل نمبر 100

تمام دروازے بند کر دو سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الاَبوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ مسجد میں تمام کھلنے والے دروازے بند کر دیئے جائیں۔

حوالہ جات:

☆ جامع ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1665 ص 726

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم مناقبِ علی ابن ابی طالب فصل تیسری حدیث نمبر 5843 ص 248

دلیل نمبر 101

جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے رخصت

حدیث مبارکہ: لَا یَبقَیَنَّ فِی المَسجِدِ خَوخَۃٌ اِلَّا خُوخَۃُ اَبِی بَکرٍ ۔

ترجمہ: مسجد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے علاوہ کوئی کھڑکی نہ رہے۔

نوٹ: اس سے مراد وہ کھڑکیاں ہیں جو لوگوں نے مسجد میں آنے جانے کے لیے بنائی ہوئی تھیں یہ مسجد میں کھلتی تھیں

حوالہ

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کتابُ المَناقِب حدیث نمبر 854 ص 424

☆ الجامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1594 صفحہ نمبر 696

دلیل نمبر 102

حدیث مبارکہ: لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ أَبِی بَکْرٍ۔

ترجمہ: دیکھو مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رہے بند کر دیا جائے مگر ابو بکر کا دروازہ۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوٰ بَابُ الْخَوْخَۃِ وَ الْمَمَرِّ فِی الْمَسْجِدِ (حدیث نمبر 450 ص نمبر 278)

دلیل نمبر 103

اے علی! میں اور تم حالت جنابت میں بھی مسجد میں رہ سکتے ہیں

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّجْنِبَ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِی وَ غَیْرُکَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنٰی ھٰذَا الْحَدِیثِ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یَسْتَطْرِقُہٗ جُنُبًا غَیْرِی وَ غَیْرُکَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ حالت

جنابت میں اس مسجد میں رہے۔ علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد مسجد سے گذرنا ہے جنابت کی حالت میں سوائے میرے اور تیرے۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی شریف جلد دُوم اَبوَابُ المَنَاقِب حدیث نمبر 1661 ص 725

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سُوم مَنَاقِبِ عَلِیّ بن اَبِی طَالِب حدیث نمبر 5837 ص 246

☆ تکریم المومنین ص 107 مصنف مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی

تبصرہ

تو ان تین احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں جس کے لئے جو چاہیں جائز قرار دے دیں، جس کے لئے جو چاہیں ناجائز قرار دے دیں۔ دیکھیں پہلی دو حدیثوں میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کے وہ دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے تھے بند کروا دیئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور جناب صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلے رکھنے سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ جس کے لئے جو چاہیں قانون نافذ فرما دیں۔ اسی طرح فرمایا کہ حالت جنابت میں کوئی بھی شخص مسجد سے نہ گذرے لیکن مولیٰ مرتضیٰ سے فرما دیا کہ میں اور تم دونوں جنبی حالت میں مسجد میں بیٹھ بھی سکتے ہیں اور گذر بھی سکتے ہیں۔ یہ اختیارات کی واضح دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔

دلیل نمبر 104

نبی پاک ﷺ کو حلال وحرام کا اختیار

آیت مبارکہ: يَامُرُهُم بِالمَعرُوفِ وَيَنهٰهُم عَنِ المُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيهِمُ الخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنهُم اِصرَهُم

وَالاَغلٰلَ الَّتِی کَانَت عَلَیهِم ۔

ترجمہ: وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جوان پر تھے اتارے گا۔

(پارہ نمبر 9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 157)

تبصرہ

ان الفاظ میں اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کی فضیلت بیان فرمارہا ہے اور توریت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ اے لوگو! جو میرا محبوب ﷺ آخری نبی آنے والا ہے اس کی فضیلت یہ ہے کہ وہ برائی سے منع کرے گا اور بھلائی کا حکم دے گا اور پھر میں نے یہ اختیار بھی دیا ہے کہ وہ ستھری چیزیں حلال کرے گا اور گندی چیزیں حرام کرے گا۔قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو حلال وحرام کا اختیار دے رکھا ہے۔ نبی پاک ﷺ جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جس کو چاہیں حرام فرمادیں۔مگر یہ اختیار اللہ رب العالمین نے عطا فرمائے ہیں۔جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ ایک صحابی کو جس نے روزہ کی حالت میں غلطی کی اور اپنی بیوی کے پاس چلا گیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھجوریں خود بھی کھالو اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلا دو۔تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔مگر یہ رعایت صرف تمہارے لئے ہے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے۔ پھر جناب علی رضی اللہ عنہ کو فرمانا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کر سکتے۔مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام فرمانا۔ پھر ایک کو رخصت بھی عطا فرمادی۔حضرت سراقہ کو بتا دیا کہ تم کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔مردوں کے لئے ریشم حرام فرمانا اور دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ریشم پہننے کی اجازت دینا۔گدھوں کا گوشت حرام فرمانا، متعہ حرام فرمانا وغیرہ وغیرہ۔تو یہ تمام واقعات وروایات ثابت کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو اختیار حاصل ہے کہ جس کے لئے چاہیں حلال کر دیں اور جس کے لئے چاہیں حرام کر

دیں۔ اللہ کریم بھی قرآن پاک میں یہ فرما رہا ہے کہ میں نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو حلال وحرام کا اختیار دے رکھا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مردار سور، ذبیحہ کا خون اور وہ چیز جس پر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر نہ پڑھا جائے کسی اور کا نام لیا جائے تو ان کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن ایسی چیزیں جن کا قرآن میں ذکر نہیں ہے تو ان چیزوں کو میرے نبی پاک ﷺ نے حرام فرما دیا ہے، یہ سب اختیارات مصطفیٰ ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دیئے ہیں۔

دلیل نمبر 105

آیت مبارکہ: قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ

(پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 29)

ترجمہ: لڑو ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور جو حرام نہیں مانتے اسے جسے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور نہ یہ دین حق کو قبول کرتے ہیں۔

تبصرہ:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں مانتے یعنی کے جو نبی ﷺ کے اختیارات کو تسلیم نہیں کرتے اب اللہ تعالیٰ بھی حرام فرماتا ہے اور نبی پاک ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اختیارات سے حرام فرماتے ہیں اگر اختیارات ہی پاس نہ ہوں تو پھر جن چیزوں کو میرے نبی ﷺ نے حلال یا حرام کیا ہے جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں اور انشاء اللہ آگے بھی پڑھیں گے تو ان چیزوں کے متعلق فیصلہ کرنا ہوگا اگر نبی پاک ﷺ کی حلال یا حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام یا حلال مانتے ہو تو پھر اختیارات ثابت اگر نفی کرتے ہو تو پھر قرآن وحدیث کے منکر اب فیصلہ آپ پر ہے اور یقیناً ایسے

لوگ جو اختیارات کی نفی کرتے ہیں پکے منافق ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا یہ دین حق کو قبول نہیں کرتے یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اختیارات کو نہیں مانتے۔آئیں دیکھیں میرے آقا ﷺ کی شان مبارکہ

دلیل نمبر 106

نبی کریم ﷺ کے اختیارات کو تسلیم نہ کرنے والوں کے متعلق پیشین گوئی

حدیث مبارکہ: عَنِ الْمِقدَامِ بنِ مَعدِ یکرِبَ الکِندِیِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوشِكُ الرَّجُلُ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیکَتِہٖ یُحَدِّثُ بِحَدِیثٍ مِن حَدِیثِی فَیَقُولُ بَینَنَا وَ بَینَکُم کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَا وَجَدنَا فِیہِ مِن حَلَالٍ استَحلَلنَاہُ وَمَا وَجَدنَا فِیہِ مِن حَرَامٍ حَرَّمنَاہُ اَلَا وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِثلَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ۔

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدیکرب الکندی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت جلد ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو گا اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ جواب میں کہے گا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اللہ کی کتاب ہے جو کچھ ہم اس میں حلال پائیں گے اسے حلال جانیں گے اور جو کچھ اس میں حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے خبردار آگاہ ہو جاؤ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے حرام فرما دیا ہے وہ بھی ویسا ہی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔

حوالہ: سُنن ابن ماجہ جلد اول بَابُ تَعظِیمِ حَدِیثِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَالتَّغلِیظِ عَلٰی مَن عَارَضَہٗ (حدیث نمبر 12 ص نمبر 34)

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ سے علم مصطفیٰ ﷺ اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ روز روشن کی طرح نظر آرہے ہیں نبی پاک ﷺ جانتے تھے تو تب ہی فرمایا کہ ایسا وقت آنے والا ہے جب ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو بظاہر قرآن کا نام لے کر میرے اختیارات کے منکر ہونگے جو میرے اختیارات کو تسلیم نہیں کریں گے یعنی جن چیزوں کو میں نے حرام کیا ہے وہ بھی اس طرح حرام ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہو اور پچھلی آیت میں بھی آپ نے پڑھا کہ قرآن بھی فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں جانتے بہر حال قارئین گرامی قرآن وحدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن وحدیث بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ میرے آقا کریم ﷺ کے اختیارات کو مان جاؤ جو مانے گا وہ مومن ہے اور جو انکار کرے گا وہ قرآن وحدیث کی رو سے کافروں اور منافقوں سے بھی بدتر ہے بس ہماری تو یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین (آئیں دیکھیں اختیارات مصطفیٰ ﷺ)

دلیل نمبر 107

حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کرنے کی اجازت دینا

حدیث مبارکہ: عَن أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَت لَمَّا نَزَلَت هٰذِهِ الآيَةُ يُبَايِعنَكَ عَلٰى اَن لَا يُشرِكنَ بِاللّٰهِ شَيئًا اِلٰى وَلَا يَعصِينَكَ فِي مَعرُوفٍ قَالَت كَانَ مِنهُ النِّيَاحَةُ قَالَت فَقُلتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِلَّا آلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُم كَانُوا اَسعَدُونِي فِي الجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِن اَن اُسعِدَهُم فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِلَّا آلَ فُلَانٍ ۔

ترجمہ: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

(ترجمہ) وہ خواتین تمہارے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار نہیں دیں گی اور وہ بھلائی کے کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان میں نوحے کا حکم بھی شامل تھا۔ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ صرف فلاں خاندان کے لوگوں کے لئے (میں نوحہ کروں گی)'' چونکہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ قریبی تعلق کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے میرے لئے بھی ضروری ہے کہ میں ان کے ساتھ اسی تعلق کا اظہار کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا صرف فلاں خاندان کے لئے (تم نوحہ کر سکتی ہو)

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کتابُ التفسیر حدیث نمبر 1997 ص 1032۔

بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور وہ چلی گئیں اور نوحہ کر کے پھر لوٹ آئیں۔ آپ ﷺ نے اس سے بیعت لی۔

☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کتابُ الجنائز حدیث نمبر 2060 ص 714۔

☆ جامع ترمذی شریف جلد دُوم ابوابُ التفسیرِ القرآن حدیث نمبر 1233 ص 542

ترمذی شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر میں نے کئی مرتبہ عرض کیا تو اجازت دے دی۔ تاکہ ان کے احسان کا بدلہ دے دوں۔ اس کے بعد میں نے کبھی بھی کسی پر بھی نوحہ نہیں کیا۔ دیکھیں مذکورہ حوالہ۔

☆ سُنن نسائی جلد سُوم بابُ بیعتِ النِّساءِ حدیث نمبر 4107 ص 166

نسائی شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ میں گئی اور ان کی مدد کی پھر واپس آئی اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ دیکھیں سنن نسائی مذکورہ حوالہ۔

☆ مدارج النبوت شریف جلد اول ص 185

تبصرہ:

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ جس چیز کو چاہیں جس کے لئے حلال فرمادیں اور جس چیز کو چاہیں کسی کے لئے حرام فرمادیں۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو بیعت کے لئے بلایا۔ اس پر بیعت کریں۔ قرآن پاک کے الفاظ مبارک جن کا ترجمہ یہ ہے:

''ترجمہ: اے نبی ﷺ جب آپ ﷺ کی خدمت میں مسلمان عورتیں حاضر ہوں تو ان سے اس وعدہ پر بیعت لیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی۔ جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اٹھائیں اور کسی بھی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی (یعنی نوحہ، ماتم وغیرہ نہیں کریں گی)۔ تو ان سے بیعت لو اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (القرآن)''۔

تو اس میں نوحہ وغیرہ کرنا بھی شامل تھا۔ تو ام عطیہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ! فلاں قبیلہ کی عورتوں نے ایک موقع پر میرے ہاں نوحہ کیا تھا۔ میں ان کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں۔ اگر بدلہ نہ چکاؤں گی تو وہ لوگ باتیں کریں گے۔ لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ اس قبیلہ والوں کا بدلہ چکالوں۔ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، تمہیں اجازت ہے کہ تو اس قبیلہ والوں کا بدلہ چکادے مگر دیگر عورتیں ایسا نہیں کرسکتیں۔ یعنی دیگر عورتوں کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی واقعہ پر نوحہ کریں۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دینا حضور پاک ﷺ کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کو اختیار نہ ہوتا تو فرماتے ''اے ام عطیہ! میں بے بس ہوں (معاذ اللہ) میں تمہیں کیسے اجازت دے سکتا ہوں۔ مجھے تو اختیار حاصل نہیں کہ میں کسی چیز کو کسی کے لئے جائز قرار دے سکوں اور کسی

کے لئے ناجائز کرسکوں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ مگر میرے نبی ﷺ نے ایسے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اے ام عطیہ! تیرے لئے اجازت ہے۔ تیرے سوا کسی عورت کے لئے بھی اجازت نہیں کہ نوحہ کریں۔ اگر نبی کریم ﷺ کو اختیار حاصل نہ ہوتا تو کبھی بھی ایسا نہ فرماتے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو اختیارات عطا فرمائے ہیں جس کو جو چاہیں عطا فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 108

بکری کے چھوٹے بچے کی قربانی کرنے میں اجازت دینا

حدیث مبارکہ: عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحّٰی خَالِی اَبُو بُرْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلكَ شَاةُ لَحمٍ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِندِی جَذَعَةً مِنَ الْمَعزِ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا وَلَا تَصلُحُ لِغَیرِكَ ثُمَّ قَالَ مَن ضَحّٰی قَبلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفسِهٖ وَ مَن ذَبَحَ بَعدَ الصَّلٰوةِ فَقَد تَمَّ نُسُکُهٗ وَ اَصَابَ سُنَّةَ الْمُسلِمِینَ۔

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کرلی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بکری کا گوشت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا ایک بچہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی قربانی کرلو لیکن یہ تمہارے علاوہ کسی اور کے لئے درست نہیں ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی اس نے اپنے لئے قربانی کی اور جس نے نماز کے بعد قربانی کی اس کی قربانی مکمل ہوئی اور اس

نے مسلمانوں کے طریقہ پر عمل کیا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد اوّل کتاب العیدین حدیث نمبر 907 ص 454
☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الأضاحی حدیث نمبر 508 ص 271
☆ صحیح مسلم شریف جلد دوم کتاب الأضاحی حدیث نمبر 4954 ص 808
☆ سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث نمبر 2418 ص 325
☆ سنن نسائی جلد سوم حدیث نمبر 4318 ص 232
☆ جامع ترمذی شریف جلد اوّل ابواب الأضاحی حدیث نمبر 1550 ص 771
☆ سنن ابن ماجہ جلد دوم حدیث نمبر 940 ص 271
☆ الموطا امام مالک کتاب الضحایا حدیث نمبر 4 ص 489
☆ تفسیر ابن کثیر جلد پنجم پارہ نمبر 30 تفسیر سورۃ الکوثر ص 584
☆ مدارج النبوۃ جلد اول ص 186

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ سے بھی اختیارات مصطفیٰ ﷺ ثابت ہو رہے ہیں۔ جب صحابی نے نماز عید پڑھنے سے پہلے بکرا ذبح کر لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے قربانی تصور نہیں کیا جائے گا۔ قربانی تب ہو گی اگر ہمارے فرمان کے مطابق عمل کیا جائے۔ تو صحابی عرض گذار ہوا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو سوائے ایک چھوٹے بکرے کے اور کوئی جانور نہیں ہے جس کی میں قربانی کر سکوں۔ تو نبی پاک ﷺ نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ تم اس کی قربانی کر لو تمہاری طرف سے اس کی قربانی قبول ہو گی یعنی تمہاری قربانی ہو جائے گی۔ اور فرمایا یہ صرف تمہارے لئے رعایت ہے، کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے۔ یہی وہ اختیارات ہیں جس پر اہلسنّت کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مختار کل بنا کر بھیجا ہے۔ اگر حضور ﷺ کو اختیار حاصل نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ کبھی بھی حکم جاری نہ فرماتے۔ بلکہ آپ ﷺ صحابی کو فرماتے کہ میں مجبور ہوں۔ میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا۔ مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں۔ میں

تو صرف مسئلہ بتانے والا ہوں۔ مگر میرے نبی کریم ﷺ نے حکم دے کر ثابت فرمادیا کہ مجھے اختیار ہے۔ لہٰذا تم بکری کے اس چھوٹے بچے کو جس کی ابھی عمر بھی پوری نہیں ہوئی تھی قربانی کرلے۔ مگر لوگو! یہ رعایت صرف اپنے اس غلام کو دے رہا ہوں۔ اس کے علاوہ کسی کو یہ رعایت نہیں۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ اگر یہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر افسوس قرآن و حدیث پر ایمان رکھنے والے دعویدار نبی کریم ﷺ سے عداوت میں قرآن و حدیث کو بھی چھوڑے جارہے ہیں۔ جو ان لوگوں کی تباہی کا سامان ہیں۔ اگر واقعتاً قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے تو میرے نبی کریم ﷺ کے کمالات و اختیارات کو ضرور مان جاتے جو ثابت ہیں۔

دلیل نمبر 109

میرا نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُو ابِكُنْيَتِي ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ بازار میں جارہے تھے کہ اتنے میں کسی شخص نے یوں پکارا ''ابو القاسم'' آپ ﷺ نے اس کی جانب دیکھا۔ (وہ کہنے لگا کہ میرا مطلب آپ ﷺ سے نہ تھا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

دلیل نمبر 110

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُسَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُو ابِكُنْيَتِي ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

دلیل نمبر 111

عَنْ اَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِی وَلَا تَکْتَنُوا بِکُنْیَتِی ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ جناب ابوالقاسم نے ارشاد فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھنا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد اوّل کتاب البُیُوع حدیث نمبر 1990 ص 901

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کتاب المَنَاقِب حدیث نمبر 746 ص 383

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سُوم کتاب الأدب حدیث نمبر 5469 ص 125

☆ الأدب المُفرِد امام بُخاری بَابُ أَسْمَاءِ الأَنبیاء حدیث نمبر 836 ص 375 الأدب المُفرِد میں حدیث کے الفاظ ہیں کہ میرا نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو کیونکہ میں ہی ابوالقاسم ہوں۔

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم حدیث نمبر 749 ص 304

دلیل نمبر 112

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بنِ عَبدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا لَا نَکْنِکَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَستَامِرَهُ قَالَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اَنَّهُ وُلِدَ لِی غُلَامٌ فَسَمَّیتُهُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ قَومِی اَبَوا اَن یَکْنُونِی حَتّٰی تَستَاذِنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوا بِاسْمِی وَلَا تَکَنَّوا بِکُنْیَتِی فَاِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقسِمُ بَینَکُم ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک

شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس شخص نے اس بچے کا نام محمد رکھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم تمہیں اس وقت تک نبی کریم ﷺ جیسا نام نہیں رکھنے دیں گے جب تک تم نبی کریم ﷺ سے اس کی اجازت حاصل نہ کرلو۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اس لڑکے کا نام اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے نام جیسا رکھنا چاہا ہے اور میری قوم مجھے اس وقت تک نام نہیں رکھنے دے گی جب تک مجھے نبی کریم ﷺ اس کی اجازت نہ دے دیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے نام جیسا نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔ کیونکہ مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ الجِہَادِ وَالسِیر حدیث نمبر 354 ص 196
☆ صحیح مُسلم شریف جلد سُوم کِتَابُ الأدب حدیث نمبر 5472 ص 126
☆ الأدبُ المُفرد امام بخاری حدیث نمبر 842 ص 377

دلیل نمبر 113

حدیث مبارکہ: عَن جَابِرٍ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ القَاسِمَ فَقُلنَا لَا نُكنِيكَ أَبَا القَاسِمِ وَلاَ كَرَامَةَ فَأَخبَرَ النَّبِيَّ فَقَالَ سَمِّ ابنَكَ عَبدَ الرَّحمٰنِ ۔

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم لوگوں میں ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام قاسم رکھا ہم لوگ اس سے کہنے لگے ہم تجھ کو ابوالقاسم نہیں پکاریں گے اس نے جا کر آنحضرت ﷺ کو خبر کی آپ ﷺ نے فرمایا اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1117 ص نمبر 501
صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 5478 ص نمبر 127

دلیل نمبر 114

حدیث مبارکہ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگوں میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام قاسم رکھا انصاری کہنے لگے ہم تو تجھ کو ابو القاسم نہیں پکاریں گے اور نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی کریں گے یہ سن کر وہ انصاری نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام قاسم رکھا تو انصاری کہتے ہیں کہ ہم تو تیری کنیت ابو القاسم نہیں پکاریں گے اور نہ ہی تیری آنکھیں ٹھنڈی کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا انصار نے اچھا کیا ہے میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو کیونکہ میں قاسم ہوں۔

حوالہ

☆ بخاری شریف جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 354 صفحہ نمبر 196

تبصرہ

معزز قارئین گرامی! ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اختیار دیئے ہیں کہ جس چیز سے تم لوگوں کو میرا نبی ﷺ منع فرما دے تو فوراً رُک جاؤ۔ حالانکہ بظاہر تو اس بات میں کوئی خامی محسوس نہیں ہوتی کہ اگر کوئی اپنی اولاد میں سے کسی کا قاسم نام رکھے تا کہ لڑکے کے والد کو لوگ ابو القاسم کے نام سے پکاریں۔ لیکن میرے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ایسا نام رکھنے سے منع فرما کر ثابت کر دیا ہے کہ مجھے یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ جس کے لئے جو چاہوں حلال کر دوں اور جس کے لئے جو چاہوں حرام کر دوں۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ جو بات ہمارا نبی ﷺ فرما دے وہی اللہ تعالیٰ کا قانون بن جاتا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو مختارِ کل نہ مانتے ہوتے تو یہ عرض کر سکتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ قرآن پاک میں تو اس کی کوئی حرمت نازل نہیں ہوئی لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم کو مان کر ثابت کر دیا ہے کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ آئیں! میرے نبی کریم ﷺ کا اختیار دیکھیں۔

دلیل نمبر 115

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نام اور کنیت رکھنے کی اجازت دینا

عَن عَلِیّ ابنِ اَبِی طَالِبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّہُ قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیتَ اِنَّ وُلِدَ لِی بَعدَکَ اُسَمِّیہِ مُحَمَّدًا وَاُکَنِّیہِ بِکُنیَتِکَ قَالَ نَعَم قَالَ فَکَانَت رُخصَۃً لِی ۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ کے بعد میرے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہوا تو کیا میں اس کا نام اور کنیت آپ ﷺ کے نام اور کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ نبی

پاک ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں صرف میرے لئے اجازت تھی۔

حوالہ جات

☆ الادب المفرد امام بخاری حدیث نمبر 843 ص 378

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم حدیث نمبر 751 ص 304

☆ سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث نمبر 4316 ص 520

☆ مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث نمبر 4563 ص 410

تبصرہ

یہ حدیث مبارکہ کتنی وضاحت کر رہی ہے کہ میرا نبی ﷺ مالک و مختار ہے۔ کیونکہ پہلی حدیثوں میں آپ ﷺ نے لوگوں کو منع کیا کہ میری کنیت پر کنیت نہ رکھی جائے۔ لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اجازت دی کہ اگر تیرے گھر بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر رکھنا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میرے نبی کریم ﷺ کو اختیارات حاصل ہیں کہ جس کے لئے جو چاہیں حکم دے کر حلال فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حرام قرار دے دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی یہ الفاظ اس بات کی ترجمانی کرتے ہیں کہ یہ صرف میرے لئے ہی اجازت تھی۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ میرے نبی ﷺ مختار کل ہیں۔

دلیل نمبر 116

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ملکوں کی بادشاہیاں عطا فرماتا ہے

آیت مبارکہ: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (پارہ نمبر 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 26)

ترجمہ: اے محبوب ﷺ آپ اعلان فرمادیں ''اے معبود! تمام جہان کے مالک تو جس کو چاہے ملکوں کی بادشاہی عطا فرمائے اور جس سے تو چاہے سلطنت چھین لے اور جس کو تو چاہتا ہے عزت سے نواز دیتا ہے اور جس کو تو چاہتا ہے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔ بیشک تمام تر بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔

تبصرہ:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے اپنی مخلوق کو اپنا پیغام پہنچا رہا ہے کہ اے پیارے حبیب ﷺ آپ ﷺ فرمائیں کہ اے میرے رب بیشک تمام تر تعریفیں تیری ذات کے لئے ہیں۔ بس ایک تیری ہی ذات اس قابل ہے کہ فقط اس کی بندگی کی جائے۔ تمام تر خوبیوں کا سرچشمہ تو ہی ہے۔ تو بڑا مہربان اور قدردان ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کو تو پسند کر لیتا ہے، جس کو تو چاہتا ہے ملکوں کی سلطنت اور بادشاہی عطا کر دیتا ہے اور جس سے تو ناراض ہو جائے اس سے تمام تر کمالات، بادشاہی، سلطنت اور اختیارات چھین لیتا ہے اور جب تو کسی سے خوش ہو جاتا ہے تو پھر اس کے سر پر عزت کا تاج سجا دیتا ہے۔ اس کو تمام تر خوبیاں، عزتیں، عظمتیں، شانیں، کمالات، فضائل و خصائص، مختصر یہ کہ دُنیا کی تمام تر نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ عزت بھی تو ہی دیتا ہے اور جب کسی سے ناراض ہو جائے تو اس کو ذلیل بھی صرف تو ہی کر سکتا ہے۔ کیونکہ تمام تر بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔

قارئین گرامی خصوصی توجہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کے قرآن سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے ہی فضل و کرم سے ملک کی بادشاہی اور سلطنت عطا فرماتا ہے اور دے کر چھین لینا بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح عزت بھی وہی دیتا ہے اور ذلیل وخوار بھی وہی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو ملک کی سلطنت عطا فرماتا ہے تو پھر اس کو اختیارات بھی عطا کرتا ہے۔ میرا

سوال یہ ہے کہ جو پاکستانی مولوی یا غیر پاکستانی مولوی نبی کریم ﷺ کے کمالات یا اختیارات کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کو کوئی اختیار حاصل نہیں تھا تو میں دعویٰ کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھنے والے مولویوں سے یہ بات کرتا ہوں کہ وہ مجھے قرآن پاک کی ایک آیت ایسی دکھا دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کوئی بھی کمال عطا نہیں کرتا، وہ کائنات میں سے کسی کو بھی معاذ اللہ کچھ عطا نہیں کرتا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی ماں نے کوئی ایسا لعل پیدا نہیں کیا جو قرآن وحدیث سے یہ ثابت کرے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کچھ عطا نہیں کرتا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ تو اپنے بندوں پر جب مہربان ہو جاتا ہے تو ملکوں کی بادشاہیاں اور سلطنتیں عطا فرماتا ہے اور اختیارات بھی عطا کرتا ہے۔ دُنیا و آخرت کا وہ کون سا کمال یا خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو عطا نہ کیا ہو۔ یا یہ کوئی ثابت کرے کہ فلاں خوبی یا کمال عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے واپس لے لیا ہے۔ اور میرے نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کس کی زیادہ عزت وعظمت ہے۔ بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ کائنات میں جس کو جو ملا، امیروں کو امیری، فقیروں کو فقیری بادشاہوں کو بادشاہی، ولیوں کو ولایت، غوثوں کو غوثیت، ابدالوں کو ابدالیت، قطبوں کو قطبیت، سکندروں کو سکندری، حسینوں کو حسن و جمال، کائنات میں جس کو جو خوبی ملی ہے، میرے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا صدقہ کر کے عطا کیا۔ اس لئے آپ ﷺ خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں۔ جس کو جو چاہیں عطا فرما دیں۔

دلیل نمبر 117

ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے؟

عَنْ رَبِیْعَةُ بنِ کَعْبِ الاَسلِمِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنْتُ اَبِیتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوئِهٖ وَ حَاجَتِهٖ فَقَالَ لِی سَلْ فَقُلْتُ اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَیْرَ

ذٰلِكَ قُلتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّي عَلٰى نَفسِكَ بِكَثرَةِ السُّجُودِ ـ

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے قضائے حاجت کے بعد وضو کے لئے پانی پیش کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ مانگ لو، میں نے عرض کیا جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت اور غلامی مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے عرض کیا میرے لئے یہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اس معاملے میں بکثرت سجدوں سے میری مدد کرو۔

حوالہ جات

☆ صحیح مُسلم شریف جلد اوّل کتَابُ الصَّلوٰۃِ حدیث نمبر 997 صفحہ نمبر 396

☆ سُنن ابی داوٗد جلد اوّل بَابُ وَقتِ قِیَامُ النَّبِیّ ﷺ مِن اللیلِ حدیث نمبر 1125 ص 479

☆ سُنن نسائی جلد اوّل بَابُ فَضلِ السُّجُودِ حدیث نمبر 1125 ص 413

☆ مشکوٰۃ شریف جلد اوّل بَابُ السُّجُودِ فصل پہلی حدیث نمبر 836 ص 191

☆ مدارج النبوت جلد دوم ص 706

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 5 تفسیر سورۃ النساء ص 579

☆ طبرانی کبیر جلد پنجم ص 58-57

☆ مسند احمد جلد چہارم ص 1184

تبصرہ

اس حدیث مبارکہ میں بھی کتنی وضاحت سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ تبھی تو اپنے غلام کو حکم فرما رہے ہیں کہ جو جی چاہے مانگو۔ چاہے دُنیا کا سوال کرو یا آخرت کا۔ گویا دُنیا و آخرت کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرما دی ہے اور صحابی رسول ﷺ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ میرا نبی ﷺ ہر ایک چیز عطا کر سکتا ہے چاہے اس جہان کی مانگیں یا اس جہان کی۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے کوئی دُنیا کی

چیز نہیں مانگی بلکہ جنت مانگی اور جنت بھی وہ جہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ کا ساتھ بھی ملے اور غلامی بھی نصیب ہو۔ میرے نبی کریم ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، میں کیسے دے سکتا ہوں؟ بلکہ فرمایا کہ جنت تو تم کو دے دی ہے، اگر اس کے علاوہ بھی کچھ اور طلب رکھتے ہو تو مانگ لو۔ کیونکہ آج میرا دریائے رحمت جوش میں ہے تو صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ مجھے تو بس یہی کافی ہے'' کیونکہ

تجھ کو تجھی سے مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی منگتا نہیں آقا ﷺ تجھ جیسا کوئی داتا نہیں

دلیل نمبر 118

حضرت مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

وَ يُؤخَذُ مِن إِطلَاقِهِ عَلَيهِ السَّلَامُ الأَمرُ بِالسُّوَالِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ مَكَّنَهُ مِن إِعطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِن خَزَائِنِ الحَقِّ وَ ذَكَرَ ابنِ سَبع فِي خَصَائِصِهِ وَغَيرُهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ أَقطَعَهُ الأَرضَ الجَنَّةَ يُعطِي مِنهَا مَاشَآءَ لِمَن شَآءَ ۔

ترجمہ: یعنی نبی کریم ﷺ کے مطلقاً حکم دینے سے کہ مانگ لو، اس میں کوئی قید نہیں لگائی۔ اس سے واضح ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو چاہیں عطا فرما دیں اور امام ابن سبع اور دیگر علمائے کرام نے ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جاگیر بنا دی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اس میں سے جسے چاہیں جتنی چاہیں عنایت فرما دیں۔

حوالہ

☆مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم ص 323 باب السجود وفضلہ

دلیل نمبر 119

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار خیال

اسی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

فقال لی سل پس گفت آں حضرت مرا بمطلب ہر چہ می خواہی۔ ذخیرہ دُنیا و آخرت و از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد ہر کہ خواہد باذن پروردگار خود بدھد۔ بیت

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

اگر خیریت دُنیا و عقبٰی آرزو داری

بدرگاہش بیا و ہر چہ مے خواہی تمنا کن

ترجمہ: حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مانگ لے۔ مطلب یہ تھا کہ دُنیا و آخرت کی جو بھلائی چاہتا ہے مانگ لے۔ آپ ﷺ کے مطلقاً مانگ لینے کا حکم دینے اور کسی چیز کو مخصوص نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ جو آپ ﷺ چاہیں، جس کے لئے چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرما سکتے ہیں۔

شعر کا ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ دُنیا و آخرت آپ ﷺ کے جود و سخا کا کچھ حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا جزو ہے۔

شعر کا ترجمہ: اے مسلمان اگر تو دُنیا و آخرت کی خیریت کی طلب رکھتا ہے تو

حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔

حوالہ

☆ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 396 دوسرا نسخہ ص 425

دلیل نمبر 120

غیر مقلد نواب صدیق حسن وہابی کا نکتہ نظر

غیر مقلدوں، وہابیوں کے پیر و مرشد نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی صاحب اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً فرمانا کہ مانگ اور کسی چیز کی قید نہ لگانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ ﷺ جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرما سکتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

مسک الختام شرح بلوغ المرام جلد اول ص 521

دلیل نمبر 121

اللہ بھی دیتا ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی دیتا ہے

آیت: وَلَو اَنَّھُم رَضُوا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ وَقَالُوا حَسبُنَا اللّٰہُ سَیُؤتِینَا اللّٰہُ مِن فَضلِہٖ وَرَسُولُہٗٓ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُونَ ۔

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور بے شک دیتا ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول ﷺ اور ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔ (پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 59)

تفسیر:

اس آیت میں کتنی وضاحت سے اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ میں بھی دیتا ہوں اور میرا محبوب ﷺ بھی عطاء کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اور بھی دے گا اور اس کا رسول ﷺ بھی دے گا۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتی طاقت سے عطاء فرماتا ہے اور میرا نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے خزانوں سے اس کی مخلوق کو عطاء فرماتے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی بدبخت یہ کہے کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کسی کو کیا دے سکتے ہیں تو ایسا شخص قرآن وحدیث کا منکر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

دلیل نمبر 122

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ بھی دولت مند کرتے ہیں

آیت مبارکہ: وَ مَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنۡ اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ

ترجمہ: یہ صرف اسی بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول ﷺ نے دولت مند کر دیا ہے۔

حوالہ: پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 74

دلیل نمبر 123

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو آنکھ عطاء کر دی

حدیث: حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں تیر اندازی کر رہے تھے۔ اچانک دیکھا کہ پیچھے نبی رحمت ﷺ جلوہ گر ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت

قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنا پہلو بدل لیا اور کوشش کر رہے تھے کہ کوئی تیر پیچھے آقا ﷺ کی جانب نہ جانے پائے۔ آخر کار ایک ناگہانی تیر آیا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں لگا۔ آنکھ نکل گئی، ڈیلا لٹک گیا۔ جب جنگ ختم ہوئی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آنکھ تو نکل چکی ہے اور یہ پٹھے کے ساتھ لٹک رہی ہے۔ اس سے تکلیف ہوتی ہوگی۔ لہٰذا اے قتادہ لاؤ اس پٹھے کو تلوار سے کاٹ دیں تاکہ درد کم ہو۔ یہ سن کر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نہیں میں نہیں کٹواؤں گا اور آنکھ پکڑے ہوئے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر صبر کرو گے تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں تیرے لئے دُعا کروں۔ یہ سن کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جنت بہت بڑی عطا ہے اور بڑی نعمت ہے مگر مجھے گھر میں بیوی سے بہت محبت ہے۔ تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ کو اس حال میں پسند نہیں کرے گی لہٰذا آپ ﷺ اس کو لوٹا بھی دیجئے اور جنت کے لئے دُعا بھی فرمادیں۔ یہ سن کر سرورِ کونین ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کا ڈیلا اس کی جگہ میں رکھ کر دربارِ خداوندی میں عرض کی۔ اے اللہ قتادہ رضی اللہ عنہ کو حسن و جمال عطا فرما کیونکہ یہ اپنا چہرہ تیرے نبی ﷺ کے چہرے پر قربان کرتا رہا ہے۔ جب ہاتھ مبارک اُٹھا تو وہ آنکھ جس کو آقا ﷺ نے ہاتھ مبارک لگایا تھا كَانَتْ اَحْسَنُ عَيْنَيْهِ وَاَحْدُهُمَا نَظَرًا وہ دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت ہوگئی اور اس آنکھ کی نظر بھی تیز ہوگئی۔ اور فرماتے ہیں کہ وَ كَانَتْ لَا تَرمِدَ اِذَا رَمِدَتِ الّاٰفتریٰد دوسری آنکھ کبھی دکھتی اور اسے عارضہ بھی ہو جاتا تھا مگر یہ آنکھ کبھی دُکھی تک نہیں۔

حوالہ جات

☆ مجمع الزوائد جلد ششم ص 116۔

☆ سیرت حلبیہ جلد دوم ص 44۔

☆ المواہب اللدنیہ علامہ زرقانی جلد اول ص 186

☆ دلائل النبوۃ جلد دوم ص 484

☆ الخصائص الکبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص 337

☆ مدارج النبوۃ جلد اول ص 259

☆ البدایہ والنہایہ جلد اول ص 269

☆ شفاء شریف قاضی عیاض مالکی جلد اول ص 212

☆ الرحیق المختوم ص 371 مولوی صفی الرحمٰن مبارکپوری وہابی۔

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ میں غزوہ احد کے ایک واقعہ کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ باہر نکل گئی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس پریشانی اور مصیبت کے وقت سیدھے میرے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! مجھ پر نظر کرم فرمائیں۔ میری آنکھ درست فرما دیں۔ اب میرے نبی کریم ﷺ نے معاذ اللہ یہ تو نہیں فرمایا کہ اے قتادہ رضی اللہ عنہ میری بارگاہ میں اپنی مصیبت و پریشانی بیان کر کے کیوں شرک کر کے علمائے وہابیہ، دیوبندیہ کو ناراض کرتے ہو۔ میں نے کون سا آنکھوں والا ہسپتال کھول رکھا ہے کہ تم کو آنکھیں دوں۔ اگر آنکھیں چاہئیں تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔ مگر میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے وہ اختیارات و کمالات جو میرے رب نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائے ہیں کہ اے پیارے محبوب ﷺ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ (پارہ نمبر 30)

محبوب ﷺ! جو آپ ﷺ کے در پر آ کر دست سوال دراز کرے اس کو خالی ہاتھ لوٹانا نہیں بلکہ ان کے خالی دامنوں کو اپنی رحمتوں سے بھر دو۔ غلام بات کرو، جنت کی

طلب ہے یا آنکھ عطا کر دوں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! آنکھ کا سوال میرا ہے، جنت اپنی طرف سے عنایت فرما دیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ میرا نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر چیز دیتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ خدا کے خزانوں کے مالک و مختار ہیں۔ بقول کسی شاعر کے

والله وہ سن لیں گے اور فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

دلیل نمبر 124

نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے آنکھیں مل گئیں

حدیث مبارکہ: عَنْ عُثْمَانَ بنِ حُنَیفٍ اَنَّ رَجُلاً ضَرِیرَ الْبَصرِ اَتَی النَّبِیَّ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ اَن یُّعَافِیَنِی قَالَ اِن شِئتَ دَعَوتُ وَاِن شِئتَ صَبَرتَ فَھُوَ خَیرٌ لَّکَ قَالَ فَادعُہُ قَالَ فَاَمَرَہُ اَن یَتَوَضَّأَ فَیُحسِنَ وُضُوءَہُ وَیَدعُو بِھٰذَا الدُّعاءِ اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحمَۃِ اِنِّی تَوَجَّھتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ لِتُقضٰی لِی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعہُ فِیَّ۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے لیے عافیت کی دعا کریں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تیرے لیئے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تم چاہو تو اسی (نابینا پن) پر صبر کرو اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اس نے عرض کیا آپ ﷺ میرے لیے دعا ہی کیجیے چنانچہ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرنے کے بعد اس طرح دعا کرو اَللّٰھُمَّ--- الخیر (یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال

کرتا ہوں یا محمد ﷺ یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے وسیلہ کے ساتھ اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے لیے توجہ کرتا ہوں تا کہ وہ اسے پوری کر دے اے اللہ میرے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما)

حوالہ

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم اَبْوَابُ الدَّعَوَات حدیث نمبر 1504 ص نمبر 662

☆ سنن ابن ماجہ جلد اول بَابُ مَاجَآءَ فِی صَلٰوۃِ الحاجۃ حدیث نمبر 1443 ص نمبر 396

دلیل نمبر 125

حضرت سیدنا امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سراج الامہ۔ کاشف الغمہ۔ امام الائمہ سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ 150 قصیدۃ النعمان میں اپنے عقیدے کا اظہار فرماتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الوَرٰی

جُدْلِی بِجُودِكَ وَاَرْضِنِي بِرِضَاكَ

ترجمہ: اے ﷺ ساری مخلوق سے بڑھ کر کرم فرمانے والے اور اے ﷺ تمام جہانوں کی نعمتوں کے مخزن، اپنے جود و کرم سے مجھے بھی عنایت کیجئے اور میری تمنا بھی پوری فرمائیں۔

اے مخزن جود و سخا میں بھی ہوں طالب جود کا

ہر لحظہ خواہاں لطف کا ہر وقت راضی برضا

مزید عرض گذار ہیں

اَنَا طَامِعٌ بِالجُودِ مِنْكَ وَلَمْ یَکُنْ

لِاَبِی حَنِیفَةَ فِی الاَنَامِ سِوَاکَا

ترجمہ: میں آپ ﷺ کے جود و سخا کا امیدوار ہوں، آپ ﷺ کے سوا جہاں میں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی نہیں۔

اے بحر زخار عطا طامع ہوں تیرے وجود کا
اس بو حنیفہ کا بھلا اب کون ہے تیرے سوا

(رحمۃ الرحمٰن اردو شرح قصیدۃ النعمان ص 105-104)

دلیل نمبر 126

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (متوفی 911ھ) نے اپنی کتاب جو سیرت النبی ﷺ پر بڑی مشہور ہے، میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ بَابُ اِخْتِصَاصِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهُ یَخُصُّ مِنْ شَآءَ بِمَا شَآءَ مِنَ الْاَحْکَامِ

آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ جس کے لئے جو شرعی حکم چاہیں خاص فرمادیں۔ لکھتے ہیں:

ترجمہ: یعنی ارض دُنیا اور ارض جنت کے مالک حضور ﷺ مکہ فتح ہونے سے پہلے جس کو چاہتے تھے زمین الاٹ کر دیتے تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنا دیا ہے۔ اس ارض دُنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اور بیشک حضور ﷺ نے بیت المقدس فتح ہونے سے پہلے حضرت تمیم داری اور ان کی اولاد کے نام جاگیر کر دی۔ وہ بستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت و قبضہ میں چلی آتی ہے۔ بعض حاکموں نے اس بستی کی ملکیت میں ان کی اولاد پہ تشویش کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے اس حاکم پر کفر کا فتویٰ دیا اور فرمایا حضور ﷺ جنت کی زمین جس کے نام چاہیں جاگیر کر دیں تو دُنیا کی زمین بطریق اولیٰ جس کے نام چاہیں الاٹ کر

دیں۔

حوالہ جات

☆ الخصائص الکبریٰ جلد دوم ص 421

☆ مواہب الدنیا علامہ زرقانی جلد پنجم ص 242

☆ کشف الغمہ جلد دوم ص 50

☆ اشامۃ العنبر یہ نواب صدیق حسن

مزید لکھتے ہیں:

وَمِن خَصائصِہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّہُ اَعطیٰ مِن کَنزَ العَرشِ وَلَم یُعطِی مِنہُ اَحدٍ سَیأتِی

آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ چیز بھی ہے کہ آپ ﷺ کو عرش کے خزانے دیئے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ یہ کسی کو نہیں دیئے گئے۔

☆ الخصائص الکبریٰ جلد دوم ص 319

دلیل 127

قبلہ کی تبدیلی میں آپ ﷺ کی رضامندی

آیت مبارکہ: قَد نَریٰ تَقَلُّبَ وَجھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَ لِّیَنَّکَ قِبلَۃً تَرضٰھَا ۔

ترجمہ: اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا رُخ اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جہاں آپ ﷺ کی رضامندی ہے۔ (پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ (آیت نمبر 144)

دلیل نمبر 128

حدیث مبارکہ: عَن اَبِی اِسحَاقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَنِ البَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ بِنُ عَاذِبُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ

وَسَلَّمَ اَلمَدِينَةَ المَقدِسِ صَلّٰی نَحوَ بَيتِ المُقَدَّسَةِ سِتَّةَ عَشَرَأو سَبعَةَ عَشَرَ شَهرًا وَ كَانَ يُحِبُّ أَن يُوَجِهَ اِلَى الكَعْبَةِ فَأَنزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَد نَرٰى تَقَلُّبَ وَجهِكَ فِى السَّمَآءِ ۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ جب مدینہ پاک تشریف لائے تو سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مگر آپ ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم مل جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت اتاری۔ ہم آپ ﷺ کا بار بار آسمان کی طرف منہ پھیرنا دیکھ رہے رہیں۔ جو قبلہ آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں ہم وہی آپ ﷺ کو عنایت فرمائیں گے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم ,کتاب الاخبارِ الآحادِ حدیث نمبر 2121 ص 951

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم ابوابِ تفسیرِ القرآنِ حدیث نمبر 975 ص 361

☆ سُنَنِ ابی داؤد جلد اوّل باب ,کیف الاذانُ حدیث نمبر 427 ص 210

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 2 تفسیر سورۃ البقرہ ص 201

☆ مدارج النبوت جلد دوم ص 107

تبصرہ:

قرآن پاک کی آیت مبارکہ اور احادیث رسول ﷺ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب ﷺ کی خوشنودی چاہتا ہے۔ جب میرے نبی ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف چہرہ فرما کر نمازیں پڑھیں تو یہودیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طعنے دینے شروع کر دیئے کہ تمہارا نبی ﷺ کتاب و شریعت حکم واحکام ہر چیز جب نئی لے کر آیا ہے تو پھر تم لوگ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں کیوں پڑھتے ہو؟ مزا تو تب تھا کہ جب ہر چیز تمہاری جدا ہے تو پھر قبلہ بھی تمہارا جدا ہونا چاہیے تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

یہ بات میرے نبی ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کی تو یہودیوں کی یہ باتیں سن کر آپ ﷺ کی طبیعت مبارک پر ناگوار گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آیت نازل کر دی کہ اے محبوب ﷺ ہم آپ ﷺ کا محبت بھرے انداز میں آسمان کی طرف بار بار چہرہ مبارک اُٹھانا دیکھ رہے ہیں۔ اب اے حبیب ﷺ جدھر آپ ﷺ کا جی چاہے، جہاں آپ ﷺ خوش ہوں۔ اپنے رُخ مبارک کو پھیر لیں۔ رُخ پھیرنا آپ ﷺ کا کام ہے اور قبلہ بنانا ہمارا کام ہے۔ کیونکہ میں تو اپنے محبوب ﷺ کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔

دلیل نمبر 129

آپ ﷺ حاکم اور مختارِ کُل ہیں

آیت مبارکہ: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔

ترجمہ: اے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں اور تمام معاملات میں تم کو اپنا حاکم نہ مانیں اور پھر جو فیصلہ آپ ﷺ ان میں فرما دیں اس سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ آپ ﷺ کے حکم کو قبول کر لیں۔ (پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر 65)

تبصرہ:

اس آیت کریمہ میں جتنے بھی نکات تھے وہ تمام ہم نے اپنی کتاب ''دُعائے مغفرت برائے میت'' میں درج کر دیئے ہیں۔ جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے تو اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حاکم فرما رہا ہے اب میرا نبی ﷺ حاکم کہاں تک ہے؟

قُل یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیکُم جَمِیعًا

اے محبوب ﷺ فرما دیجئے اے لوگو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

یعنی جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک میرا نبی ﷺ حاکم ہے۔ سادہ الفاظ میں اس طرح کہہ لیں کہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک میرے نبی کریم ﷺ کی بادشاہی ہے۔ جب کسی کو حاکم بنا کر بادشاہی دی جاتی ہے تو اس کو اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ملک میں تصرف کر سکے تا کہ قانون پر عمل کروا سکے۔ مظلوم کی فریاد سن کر اس کی مدد کر سکے۔ ظالم کو ظلم کرنے سے باز رکھ سکے۔ اچھائی پر عمل کرنے والے کو انعام اور برائی پر عمل کرنے والے کو سزا دے سکے۔ کیونکہ جب تک کسی حاکم کو اختیارات حاصل نہ ہوں گے وہ کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ اس لئے حکومت کی ناکامی اور کامیابی اختیارات پر مبنی ہے۔ اس لئے اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہر چیز نبی پاک ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتی تھی۔ چونکہ تمام مخلوق میرے نبی کریم ﷺ کی رعایا ہے اور میرا نبی ﷺ تمام کا بادشاہ ہے۔ چاند، سورج، ستارے، نباتات، جمادات، جن و انسان، کائنات کا ذرہ ذرہ حضور ﷺ کی حکومت میں داخل ہے اور سب میرے نبی ﷺ کے تابع ہیں اور آپ ﷺ سب کے بادشاہ اور حاکم ہیں۔ جس طرح سے چاہیں حکم صادر فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات کا استعمال بھی فرماتے رہے ہیں۔

دلیل نمبر 130

نبی پاک ﷺ کے مختارِ کُل ہونے کا عملی مظاہرہ

حدیث مبارکہ: عَن اَنَسِ بنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ اَھلَ مَکَّۃَ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَن یُرِیَھُم آیَۃً فَاَرَاھُم

الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتّٰی رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مکہ کے کافروں نے آنحضرت ﷺ سے کوئی نشانی مانگی، آپ ﷺ نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں دیکھا۔ (ایک پہاڑ کے اس طرف، ایک اس طرف)

دلیل نمبر 131

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَ نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنٰى قَالَ اَشْهَدُوْا ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت چاند پھٹا، اس وقت ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام منیٰ میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ رہنا۔

دلیل نمبر 132

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْقَمَرَ اِنْشَقَّ عَلٰى زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چاند آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں پھٹا۔

دلیل نمبر 133

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا۔

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوم کِتَابُ المَنَاقِبُ بَابُ اِنشِقَاقِ القَمَرِ حدیث نمبر 1054-1050 ص 510-511

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سوم کِتَابُ صِفَۃِ القِیَامَۃِ وَالجَنَّۃِ وَالنَّارِ حدیث نمبر 6942 ص 602

☆ جامع ترمذی شریف جلد دُوم اَبوَابُ تفسیر القرآنِ حدیث نمبر 1211 ص 530 تفسیر سورۃ القمر

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم بَابُ عَلامَاتِ النُّبُوَّتِ فصل پہلی حدیث نمبر 5603 ص 152

☆ تفسیر ابن کثیر جلد پنجم پارہ نمبر 27 تفسیر سورۃ القمر ص 211

☆ تفسیر ابن کثیر جلد دُوم پارہ نمبر 11 سورۃ یونس ص 426

ابن کثیر کے الفاظ ہیں کہ میرے نبی ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کو انگلی مبارک کے اشارے سے دوٹکڑے کر دیا۔ دیکھیں ابن کثیر مذکورہ حوالہ۔

دلیل نمبر 134

عَن أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّ اَهلَ مَكَّةَ سَاَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَن یُّرِیَهُم آیَةً فَاَرَاهُم اُنشِقَاقَ القَمَرِ مَرَّتَینِ ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے فرمائش کی کہ آپ ﷺ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دو مرتبہ چاند کا دوٹکڑے ہونا دکھایا۔

حوالہ جات

☆ صحیح مُسلم شریف جلد سوم حدیث نمبر 6947 بَابُ انشِقَاقِ القَمَرِ ص 603

☆ جامع ترمذی شریف جلد دُوم اَبوَابُ تفسیر القرآنِ حدیث نمبر 1212 ص 530

تبصرہ

یہی وہ اختیارات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائے ہیں۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ حاکم ہیں۔ چاند، سورج سب آپ ﷺ کی رعایا ہیں۔ آپ ﷺ جو حکم کریں گے ان کو اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اب ان اختیارات کا اقرار کرنا تو

مومن پر لازم ہے۔ کیسے عجیب مسلمان ہیں وہ لوگ جو اختیارات کا اقرار کرنا کفر و شرک جانتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے کمالات اور اختیارات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو دیئے ہیں، ان کا تذکرہ کریں، لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو تقویت ملتی ہے اور کفر کی تذلیل ہوتی ہے اور ان کا باطل ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اسلام اور حضور ﷺ کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے اور مسلمانوں کے ایمان مضبوط ہوتے ہیں۔ مگر افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو حضور پاک ﷺ کے اختیارات و کمالات کا انکار کرتے ہیں۔ شاید ان لوگوں کو یہ علم نہیں کہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے انکار سے کفر کی حمایت اور اسلام اور مسلمانوں کا کتنا نقصان ہوتا ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو ایسے لوگ منافق ہیں۔ یا پھر وہ اتنا جاہل ہیں کہ وہ جانتے ہی کچھ نہیں۔ بہر حال کوئی بھی صورت ہو قابل مذمت ہے۔ مومن کہلا کر ایسا کرنا صحیح نہیں اور نہ ہی کوئی مسلمان ایسا کر سکتا ہے۔ ایک سچا اور پکا مسلمان اس بات پر یقین رکھے گا کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو اختیارات دیئے ہیں اور یہ عقیدہ نہ تو قرآن کے خلاف ہے اور نہ ہی حدیث کے خلاف ہے۔ لیجئے ایک اور حوالہ

دلیل نمبر 135

میرے دو وزیر آسمان میں ہیں اور دو زمین میں ہیں

عَنْ اَبِی سَعِیدِنِ الْخُدرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیرَانِ مِنْ اَھلِ السَّمَآءِ وَوَزِیرَانِ مِنْ اَھلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیرَایَ مِنْ اَھلِ السَّمَآءِ فَجِبرَئِیلُ وَ مِیکَائِیلُ وَاَمَّا وَزِیرَایَ مِنْ اَھلِ الْاَرضِ فَاَبُو بَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہو تے ہیں میرے آسمان میں وزیر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے وزیر ہیں۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1613 صفحہ 703

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ حدیث نمبر 5805 دوسری فصل ص 236

☆ تکریم المومنین صفحہ نمبر 24 مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی

تبصرہ

اس حدیث میں حکومت مصطفیٰ ﷺ سلطنت مصطفیٰ ﷺ اور اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ روز روشن کی طرح نظر آرہے ہیں۔ میرا نبی ﷺ کتنی وضاحت سے اپنے غلاموں کو بتلا رہا ہے۔ کہ میرے دو وزیر آسمان میں ہیں اور دو ہی زمین میں اب جہاں تک بادشاہ کی بادشاہت ہوتی ہے حاکم کی حکومت بھی وہاں تک ہوتی ہے اور وزیر بھی وہاں تک کے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ زمین والوں پر بھی میرے آقا ﷺ کی حکومت ہے، اور آسمانوں میں بھی میرے نبی ﷺ کی بادشاہی ہے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاں تک بادشاہی دی جاتی ہے۔ اختیارات بھی اسی قدر دیئے جاتے ہیں۔ اسی لئے تو بادشاہ کی جب انگلی کا اشارہ آسمانوں کی طرف ہو جائے تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ بادل سایہ کریں، بادلوں سے بارش برسے۔ چاند آپ ﷺ کی انگلی کے اشاروں پر رقص کرے۔ کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا۔

ان کے اشاروں پر تو آئے وجد میں چاند

کہتا پھرے ذلیل کہ ہے میری طرح نبی ﷺ

دلیل نمبر 136

ڈوبا سورج واپس پلٹ آیا

حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ پر اس حالت میں وحی نازل ہوئی جب کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! کیا تم نے نماز عصر ادا کر لی تھی؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے تو ابھی نماز عصر ادا کرنی تھی۔ اس وقت میرے نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی اور عرض کیا: یا اللہ! یہ تیرا بندہ علی تیری اور تیرے محبوب ﷺ کی اطاعت میں تھا تو آپ اس کے لئے سورج کو لوٹا دیں۔ اس کے بعد سورج لوٹ آیا۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے بعد میں نے بعد از غروب طلوع ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور اس کی شعاعیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔

حوالہ جات

☆ مدارج النبوت جلد اول ص 240 شیخ عبدالحق محدث دہلوی

☆ مدارج النبوت جلد دوم ص 507

☆ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص 68 نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی

☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص 79 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دلیل نمبر 137

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معجم کبیر میں بسند حسن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَ الشَّمسَ فَتَاَخَّرَت سَاعَۃً مِّنَ النَّھَارِ

ترجمہ: سید دو عالم ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

دلیل نمبر 138

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ڈوبا سورج واپس آ گیا

حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ فرمانے میں قضا ہو گئی۔ یہاں تک کے سورج پردے میں جا کر چھپ گیا۔ ارشاد فرمایا رُدُّهَا عَلَيَّ پلٹا لاؤ میری طرف امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب ان فرشتوں سے جو آفتاب پر معین ہیں۔ یعنی نبی اللہ سلیمان علیہ السلام نے ان فرشتوں کو حکم دیا کے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لے آؤ وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور آپ علیہ السلام نے نماز عصر ادا فرمائی

بحوالہ الامن والعلی ص 169 پیر امام احمد رضا صاحب بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

دلیل نمبر 139

حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے سورج رُک گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ اس چالیس سالہ مدت گزر جانے کے بعد جو بھی بنی اسرائیل باقی تھے ان کو حضرت یوشع بن نون لے کر نکلے اور دوسرے پہاڑ سے باقی بنی اسرائیل ان کے ساتھ ہو لیے۔ آپ علیہ السلام نے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد فتح کا وقت قریب آ پہنچا دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے اتنے میں سورج ڈوبنے لگا اور ڈوبنے کے بعد ہفتے کی تعظیم میں لڑائی ہو نہیں سکتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا اے

سورج تو بھی اللہ تعالیٰ کا غلام ہے اور میں بھی اس کا محکوم ہوں۔ اے اللہ اسے ذرا دیر کے لیے روک دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج رک گیا اور آپ نے دل جمعی کے ساتھ بیت المقدس کو فتح کر لیا۔

حوالہ

☆ صحیح بُخاری جلد دُوم کِتابُ الجِهادِ وَالسِّیَر حدیث نمبر 363 ص 198

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 6 تفسیر سورۃ المائدہ ص 720

دلیل نمبر 140

مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی وہابی لکھتے ہیں:

غیر مقلدوں وہابیوں کے پیرو مرشد نواب صدیق بھوپالی اپنی مشہور کتاب ''الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ معراج سے واپس آئے تو مکے کے کافروں نے آپ ﷺ سے دلائل مانگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا ایک قافلہ تھا جس پر میرا گذر ہوا تھا وہ فلاں روز تک مکہ میں پہنچ جائے گا جب وہ دن آ گیا اور ابھی قافلہ نہیں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا جس طرح بعد غروب کے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر آپ ﷺ کی دعا سے سورج واپس آ گیا تھا تا کہ علی رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کریں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص نمبر 68-67)

تبصرہ:

تو ان تمام احادیث و واقعات سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختار کل ہیں اور حاکم ہیں تمام کائنات محکوم ہے۔ جب حاکم کی انگلی کا اشارہ ہوا تو ڈوبا ہوا سورج اللہ تعالیٰ کے حکم سے واپس لوٹ کر آ گیا۔ یہ اختیارات نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟ اگر جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس آ جائے اور معترضین جو نبی پاک ﷺ کے اختیارات کا انکار کرتے ہیں یہ تو مان جائیں کہ جناب یہ بالکل حقیقت ہے کہ ڈوبا ہوا سورج اِن انبیاء کرام کی دعا سے واپس

لوٹ آیا تھا یہ تو مانیں لیکن جب میرے محبوب ﷺ کی باری آئے ہم کہیں میرے نبی ﷺ نے بھی ڈوبے سورج کو واپس موڑا ہے تو پھر یہ لوگ شرک شرک کا نعرہ لگاتے ہوئے انکار کردیں اور معاذ اللہ کہیں کہ نبی کریم ﷺ کر کچھ نہیں سکتے نبی ﷺ کو اختیارات نہیں ہیں۔ تو یہ اسلام سے دشمنی اور منافقت کی واضح نشانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس قدر حقیقت کو چھپانے کے بعد بھی اگر ہم ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق برقرار رکھیں تو کل بروز قیامت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کونسا منہ لے کر جائیں گے۔ اگر میرے آقا ﷺ نے فقط اتنا ہی پوچھ لیا کہ یہ لوگ تو وہ تھے جو میرے علم، کمالات، اختیارات، خصائص اور معجزات کا انکار کرتے تھے۔ یہی لوگ تھے جن بے ایمانوں نے میرے والدین کو معاذ اللہ مشرک اور کافر کہا۔ کیا تم میری محبت کا دعویٰ کرنے والوان کا ساتھ دیتے رہے ہو۔ آج میری بارگاہ میں کیا امید لے کر آئے ہو اس وقت کیا جواب دو گے؟ اس لیے سنیو! اپنے آپ میں مذہبی غیرت پیدا کرو۔ ارے اگر کوئی تمہارے باپ کا دشمن ہو تو اس کے ساتھ سلام لینا بھی گوارہ نہیں کرتے ہو اور جو میرے نبی ﷺ کا گستاخ ہو یا آلِ رسول ﷺ کا اصحاب رسول ﷺ، ازواج رسول ﷺ کا منکر ہو اس کے ساتھ یہ محبت اور وفاداری کیسی ہے۔ اس لیے اپنے آپ میں فکر رضا پیدا کرو میرے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی ان لوگوں کے ساتھ جہاد میں گذار دی اعلیٰ حضرت کی ان لوگوں کے ساتھ کوئی خاندانی جنگ یا زمین جاگیر کے لیے نہیں تھی۔ آپ کا تحریری، قولی، فعلی جہاد صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لیے تھا۔

تبھی تو آپ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

تمھیں مانا تمھیں جانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

میرے پیرو مرشد، میری آنکھوں کا نور، میرے دل کا سرور، ان نجدیوں، کانگریسیوں، گستاخان رسول ﷺ مولویوں کو للکار کر فرماتے ہیں۔

چلو تم پر میرے آقا ﷺ کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آخر میں آپ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عشق مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے (آمین)

دلیل نمبر 141

جو نبی ﷺ کو مختار کل نہ مانے اُس کی سزا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں

دو شخص اپنا جھگڑا لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فیصلہ فرما دیا لیکن جس کے خلاف فیصلہ تھا اُس نے کہا حضور آپ ﷺ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اُن کے پاس چلے جاؤ۔ جب یہاں آئے تو جس کے موافق فیصلہ تھا اس نے سارا واقعہ کہہ کر سنایا کہ ہمارا فیصلہ پہلے نبی پاک ﷺ کر چکے ہیں اور فیصلہ میرے حق میں دیا ہے لیکن یہ شخص اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دوبارہ فیصلہ چاہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دوسرے شخص سے پوچھا کیا یہ بات سچ ہے اُس نے اقرار کیا کہ ہاں یہ واقعہ سچ ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تم دونوں یہاں ٹھہرو میں ابھی واپس آتا ہوں۔ اور تمہارا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تلوار تانے واپس آئے اور جس نے یہ کہا تھا کہ ہمیں عمر کے پاس بھیج دیں اُس کی گردن اڑا دی دوسرا شخص یہ دیکھتے ہی دوڑا بھاگا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ساتھی فریق تو مار ڈالا گیا اور اگر میں بھی اپنی جان بچا کر نا بھاگتا تو میری بھی خیر نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا نہیں جانتا تھا کہ ایک شخص

کا خون بہا دے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ "تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہے جو تم کو اپنا حاکم نہ مانے اور تیرے فیصلے کو نہ مانے" اس کے بعد اس منافق کا خون برباد گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بری کر دیا۔

تفسیر ابن کثیر جلد دوم سورۃ النساء پارہ نمبر 5 ص 577 مترجم محمد صاحب جونا گڑھی وھابی

تبصرہ:

کیوں جناب حضرت جی آ گئی سمجھ اس تمام مسئلے کی بلکہ ایک واقعہ میں تو یہ ذکر ہے کہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان یہ جھگڑا ہوا تھا تو میرے آقا ﷺ نے فیصلہ اُس یہودی کے حق میں کر دیا تو جو منافق تھا اُس نے میرے نبی ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا سادہ الفاظ میں یوں کہہ لیجیے کہ منافق نے آپ ﷺ کو مالک و مختار نہ مانا منافق آپ ﷺ کے اختیارات کا منکر تھا۔ جیسا کہ آج بھی پاکستان میں ایسے لوگ ملیں گے جو بظاہر تو قرآن و حدیث کا شور مچائیں گے۔ لیکن حقیقت میں اس منافق کی طرح اختیارات و کمالات کے منکر ہوں گے اچھے طریقے سے دیکھ لو اختیارات کو نہ ماننا منافقوں کا کام ہے۔ بہر حال فیصلہ سننے کے بعد اس نے کہا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے میں تو اس کا فیصلہ بارگاہ فاروقی میں پیش کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے بڑے شوق سے جا سکتے ہو۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس یہودی نے تمام کاروائی سے آگاہ کیا کہ جناب ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے کر دیا ہے اور فیصلہ بھی آپ سرکار ﷺ نے میرے حق میں کیا ہے یہ شخص جھوٹا ثابت ہوا ہے اب یہ مجھ کو آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے آیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابھی تمہارا فیصلہ کیے دیتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار لے کر اس منافق کی گردن اُڑا دی اور فرمایا جو میرے نبی ﷺ کے فیصلہ کو نہ مانے اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرتی ہے۔ واہ واہ فاروق اعظم تیری دلیری پہ قربان جاؤں تیرے عقیدے کو سلام پیش کرتا ہوں۔ منافق کی گردن اُڑا کر آپ رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کی آنے والی نسلوں کو سبق دے دیا ہے لوگو جو نبی پاک ﷺ کو مختار کل نہ مانتا

ہو تو وہ منافق ہے، بے ایمان ہے۔ ایسے شخص کو قتل کرنا فاروق اعظم کی سنت ہے۔ ہماری محبت تو اس شخص سے ہے جو میرے نبی ﷺ کو مختار کل مانے اور آپ ﷺ کے فیصلے کے سامنے سرخم تسلیم کر لے وگرنہ دیکھ لے حشر ایسے منافقوں کا جو میرے نبی ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتے اللہ تعالیٰ نے بھی فوراً قرآن کی آیت مبارکہ نازل کر کے فرما دیا محبوب ﷺ تیرا عاشق، تیرا غلام، تیرا وفادار، تیرے ٹکڑوں پر پلنے والا فاروق سچا ہے۔ میرا بھی (عرش والے رب کا) یہ فیصلہ ہے جو آپ ﷺ کو مالک و مختار نہیں مانتا وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔ مومن تو وہ ہے جس کا عقیدہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جیسا ہو گا اور صحابہ کا عقیدہ تھا کہ ہمارا نبی ﷺ مالک و مختار ہے۔ آپ ﷺ کو میرے اللہ نے اختیارات دیئے ہوئے ہیں۔ اختیارات رسول ﷺ کی نفی کرنا منافقوں کا کام ہے اور عظمت رسول ﷺ، کمالات رسول ﷺ، اختیارات رسول ﷺ کو ماننا عاشقوں کا کام ہے۔ جیسا کہ ہم آپ لوگوں کے سامنے تمام دلائل پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

دلیل نمبر 142

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ نہ ماننے والوں کی نشانیاں

حدیث مبارکہ: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بْنِ اَبِی نُعَیمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُولُ بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ اِلَی رَسُولِ اللّٰہِ مِنَ الیَمنِ بِذُھُیبَۃٍ فِی اَدِیمٍ مَقْرُوظٍ لَم تُحَصَّل مِن تُرَابِھَا قَالَ فَقَسَمَھَا بَینَ أربَعَۃِ نَفَرٍ بَینَ عُینَۃَ بْنِ بَدرٍ وَ أَقْرَعَ بنِ حَابِسٍ وَ زَیدِ الخَیلِ وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلقَمَۃُ وَاِمَّا عَامِرُ بْنُ طَفَیلٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِن أَصحَابِہٖ کُنَّا نَحنُ أَحَقَّ بِھٰذَامِن ھٰوءُ لَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذَالِکَ النَّبِیَّ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تَأْمَنُوْنِی وَ أنَا اَمِینُ مَن فِی السَّمَاءِ یَأتِینِی خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَ مَسَاءً قَالَ فَقَامَہُ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَینَینِ مُشرِفُ الوَجْنَیتَنِ نَاشِزُ الجَبحَۃِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مَحلُوقُ الرَّأسِ مُشَمَّرُ الازَارِ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰہَ قَالَ وَیلَكَ أَوَلَسْتُ أَحقَ اَھلِ الْاَرضِ أَن یَتَّقِیَ اللّٰہَ قَالَ ثُمَّ وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بن وَلِیدٍ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا أَضرِبُ عُنُقَہُ؟ قَالَ لَا لَعَلَّہُ أَنْ یَّکُونَ یُصَلِّی وَ قَالَ خَالِد وَ کَم مِن مُصَلِّی یَقُولُ بِلِسَانِہٖ مَا لَیسَ فِی قَلبِہٖ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی لَم أُؤمَرأَن أَنقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَھُم قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَیہِ وَ ھُوَ فَقَالَ اِنَّہُ یَخرُجُ مِن ضِئضِیءِ ھٰذَا قَومٌ یَتلُونَ کِتَابَ اللّٰہِ رَطبًا لَا یُجَاوِزُ حَنَا جِرَھُم یَمرُقُونَ مِنَ الدِّینِ کَمَا یَمرُقُ السَّھمُ مِن الرَّمیَّۃِ وَ أَضُنُّہُ قَالَ لَئِن أَدرَکتُھُم لَاقتُلَنَّھُم قَتلَ ثَمُودَ ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چمڑے میں بھر کر کچھ سونا بھیجا۔ جس سے ابھی مٹی صاف نہیں کی گئی تھی۔ نبی پاک ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں یعنی عینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم فرمادیا۔ اس پر آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا کہ ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حقدار تھے۔ جب نبی پاک ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھ کو امانتدار تسلیم نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمان والے کے نزدیک تو میں امین ہوں، اس کی خبریں تو صبح وشام میرے پاس آتی رہتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک

آدمی کھڑا ہو گیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ اونچی پیشانی گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا اور اونچا تہبند باندھے ہوئے تھا۔ وہ کہنے لگا کہ ''اے محمد ﷺ خدا سے ڈرو''۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تیری خرابی ہو، کیا میں خدا سے ڈرنے کا تمام اہل زمین سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا ایسا نہ کرو، شاید یہ نمازی ہو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! ایسے نمازی بھی تو ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ ان کی زبان پر ہو وہ دل میں نہیں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں کیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا۔ اس وقت فرمایا، اس کی پشت سے ایسی قوم پیدا ہو گی جو اللہ کی کتاب کو بڑے مزے سے پڑھے گی لیکن قرآن کریم ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1476 ص 718

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب التوحید حدیث نمبر 2287 ص 1029

☆ صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب الزکوۃ حدیث نمبر 2348 ص 806

☆ سنن ابی داؤد جلد سوم باب فی قتال الخوارج حدیث نمبر 4136 ص 452

☆ سنن نسائی جلد دوم باب المولفۃ قلوبھم حدیث نمبر 2530 ص 260

☆ سنن نسائی جلد سوم باب من شہر سیفہ ثم وضعہ فی الناس حدیث نمبر 4031 ص 139

☆سنن ابن ماجہ جلد اول باب فی ذکر الخوارج حدیث نمبر 178 ص 79

☆الادب المفرد امام بخاری باب قول الرجل للرجل ویلک حدیث نمبر 774 ص 351

☆مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب فی المعجزات پہلی فصل حدیث نمبر 5641 ص 177

☆تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 3 تفسیر سورۃ آل عمران ص 367

☆تفسیر ابن کثیر جلد دوم پارہ نمبر 10 تفسیر سورۃ التوبہ ص 357

تبصرہ:

یہ حدیث پاک بھی دیگر احادیث کی طرح نبی پاک ﷺ کے اختیارات پر عظیم دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کچھ سونا ارسال کیا۔ جس کو حضور ﷺ نے چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا۔ جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس سونے کے حقدار ہم بھی تو ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض بھی کیا۔ جس کے جواب میں امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امین بھی ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر بھی ہے۔ یعنی میں جو بھی کروں، بہتر ہی کروں گا اور میں جو بھی کروں گا، حق وہی ہوگا۔ یعنی میں جو بھی کروں گا، مجھے اختیار حاصل ہے کہ جس کو چاہوں حصہ عطا کروں اور جس کو نہ چاہوں نہ عطا کروں اور میں امین ہوں جواب پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے۔ کیونکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ نبی پاک ﷺ جیسے چاہیں تقسیم کریں۔ آپ ﷺ کو اختیار حاصل ہے۔ آپ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ جس ایک شخص نے عرض کیا تھا وہ اعتراض نہیں تھا۔ بلکہ صرف توجہ مبذول کروانا تھا، نہ کہ تنقیداً عرض کیا گیا تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا۔ ایک دوسرا شخص بولا جس کو نبی کریم ﷺ کی تقسیم پر اعتراض تھا۔ سادہ الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ وہ شخص کھڑا ہو کر بولا جو آپ ﷺ کے اختیارات وکمالات کا منکر تھا جو آپ ﷺ کو مختارِ کل نہیں مانتا تھا۔ اگر اس بد بخت کو ذرا سی بھی عقل ہوتی تو وہ کبھی بھی آپ ﷺ پر اعتراض کر کے آپ ﷺ کے کمالات و اختیارات کی نفی نہ کرتا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی رضا میں ہی رب کی رضا

ہے۔آپ ﷺ کی عطاہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔بہر حال سب سے پہلے اس نجدی شیطان کا جو آپ ﷺ کے اختیارات کا قائل نہیں تھا۔اس بے ایمان کا حلیہ سن لیں۔راوی کہتا ہے کہ اس شخص کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔پیشانی اونچی تھی اور داڑھی گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا اور اس نے تہہ بند اونچا باندھا ہوا تھا۔اس گستاخ رسول ﷺ منکر اختیارات رسول اللہ ﷺ کا یہ اصلی چہرہ تھا اور یہ اس کی نشانیاں تھیں۔یہاں پر میں ایک چھوٹی سی بات عرض کرتا چلوں کہ اس بے ایمان گستاخ نبی ﷺ کا حلیہ آپ اپنی آنکھوں میں جما کر آنکھیں بند کر کے بھی دیکھیں گے تو آپ کو بہت سے ایسے چہرے جو میرے نبی کریم ﷺ کے اختیارات کے منکر ہیں، آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائیں گے۔ان کی تمام نشانیاں اپنے گرو جی جیسی ہیں۔وہ بھی اختیارات مصطفیٰ ﷺ، کمالات مصطفیٰ ﷺ اور فضیلت نبی ﷺ کا منکر تھا۔یہ بھی اس کے ساتھ والے ہیں۔بہر حال وہ شخص کھڑا ہوا اور اعتراض کرتے ہوئے بولا ''اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور عدل کرو۔یعنی ہمارا بھی حق ہے۔آپ ﷺ نے سارا سونا ان چاروں کو دے دیا ہے۔یہ عدل کے خلاف ہے۔لہٰذا ہمارا حق ہمیں دو۔سارا سونا ان چاروں کو دینے کا آپ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔'' یعنی آپ ﷺ کو اختیار نہیں ہے۔یہ کہہ کر وہ نبی کریم ﷺ سے ناراض ہو کر چلا گیا۔جب وہ نبی کریم ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرتا ہوا چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ میں اسے قتل کروں گا اور تلوار میان سے باہر نکال لی۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے خالد اس کو قتل نہ کرنا شاید یہ نمازی ہو۔اس کا مطلب یہ تھا کہ اے خالد اگر یہ نماز پڑھتا ہو گا تو لوگ اسے نمازی سمجھتے ہوں گے۔اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو منافقوں کو پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل جائے گا کہ محمد ﷺ تو اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کروا دیتے ہیں۔لوگوں میں ایسے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔جس سے اسلام کو نقصان پہنچے گا لہٰذا اس کو جانے دو۔چنانچہ جب وہ حضور پاک ﷺ پر اعتراض کرنے

والا شخص جا رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے خالد! اس شخص کی پشت سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو بڑے مزے سے پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ یعنی جس طرح تیر شکار میں داخل ہو کر اس کی جان لے لیتا ہے، پھر نکل جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی دین میں داخل ہو کر دین کا لبادہ اوڑھ کر دین کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ جس طرح تیر شکار کا دشمن ہوتا ہے، یہ لوگ دین کے دشمن ہوں گے۔ دین اسلام میں گروہ بندی پیدا کریں گے۔ اسلام کو نقصان پہنچائیں گے۔ اب ذرا سنجیدگی سے سوچیے! جس شخص کے متعلق حضور پاک ﷺ اتنی بڑی خبر دے رہے ہیں اس کے عقائد کیا تھے؟ تو اس کے عقائد واضح ہو چکے ہیں کہ وہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ کو نہیں مانتا تھا۔ اگر وہ شخص نبی پاک ﷺ کے اختیارات کو مانتا ہوتا تو کبھی بھی اعتراض نہ کرتا۔ اس کا اعتراض کرنا نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے کا منکر ہونے کی دلیل ہے۔ اگر صحیح العقیدہ مسلمان ہوتا تو اس عقیدے کے مطابق کہ نبی کریم ﷺ جس کو چاہیں، جتنا چاہیں، جو چاہیں عطا کر سکتے ہیں اور آپ ﷺ کو اختیار حاصل ہے۔ کیونکہ اعتراض تو وہی کرے گا جو نبی کریم ﷺ کے اختیارات کا منکر ہوگا۔ جو شخص نبی کریم ﷺ کو مختار کل مانتا ہے وہ اعتراض کر ہی نہیں سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا شخص گوارہ نہیں ہے جو نبی کریم ﷺ کو مختار کل نہ مانے۔ اگر گوارہ ہوتا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے قتل کا ارادہ نہ فرماتے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام ہے اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ کا اقرار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دلیل نمبر 143

فرمان خداوندی کہ حضور ﷺ جنت تقسیم کرنے والے ہیں

چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

آیت مبارکہ: وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔(پارہ نمبر 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 25)

ترجمہ: اے پیارے حبیب ﷺ خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

ایک نکتہ

فرمایا! اے پیارے محبوب ﷺ جنت کی بشارت تو تو ہی دے گا مگر ان لوگوں کو جنت عطا کرنا جو ایمان والے ہوں۔ یعنی ایمان رکھتے ہوئے عمل صالح کریں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد یا دیگر عمل صالح ایمان کی دلیل ہیں یا نہیں؟ صرف یہ اعمال ایمان کی دلیل نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تمام عمل تو منافق بھی کر سکتے ہیں اور کرتے رہے ہیں مگر وہ مومن نہیں تھے۔ کیونکہ داڑھی دین میں ہے، داڑھی میں دین نہیں۔ اگر داڑھی میں دین ہوتا تو کوئی بھی سکھ، یہودی، عیسائی یا جتنے بھی غیر مذہب داڑھی والے ہیں جہنم میں نہ جاتے۔ اب دین ایمان کیا چیز ہے؟ اگر میں یہ کہوں کہ ایمان فلاں چیز کا نام ہے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی معترض اعتراض کر لے یا ہو سکتا ہے کہ کوئی اور ایمان کی وضاحت کرے کہ جی فلاں چیز ایمان ہے۔ تو شاید ہم کو اعتراض ہو جائے۔ کیوں نہ تصدیق اللہ تعالیٰ کے قرآن سے اور میرے نبی کریم ﷺ کے فرمان سے کرا لی جائے تا کہ کسی کو بھی اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔ قرآن و حدیث سے فیصلہ لے کر پھر بھی اگر کوئی شخص انکار کرے گا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے، کافر ہے، بے دین ہے۔

دلیل نمبر 144

قرآن پاک کی وضاحت ایمان کیا ہے؟

فَلا وَ رَبِّكَ لَا يُؤمِنُونَ حَتّیٰ يُحَكِّمُوكَ

(پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر 65)

اے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تک ایمان والے ہو ہی نہیں سکتے جب تک تم کو اپنا حاکم تسلیم نہ کر لیں۔

دلیل نمبر 145

حدیث مبارکہ سے ایمان کی تفسیر

عَن أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤمِنُ اَحَدُكُم حَتیٰ أَكُونَ أَحَبَّ اِلَيهِ مِن وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجمَعِينَ ۔

حوالہ

☆ صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 14 ص 102

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کو میری محبت اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور اس ساری کائنات سے زیادہ نہ ہو۔ سبحان اللہ

تبصرہ:

قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ میرے نبی کریم ﷺ کو حاکم مانو۔ آپ ﷺ کے کمالات، اختیارات کو جو اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں وہ مانو۔ یعنی کہ آپ ﷺ کو مختار کل مانو اور حدیث مبارکہ میں بھی فرمادیا کہ ساری کائنات سے بڑھ کر مجھ سے پیار کرو۔ یعنی کہ مجھے جو اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم پر برتری عطا فرمائی ہے، جو میرے رب نے مجھ کو اختیارات و کمالات عطا فرمائے ہیں ان پر ایمان رکھو اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو۔ کیونکہ جس کے دل میں آپ ﷺ کی سچی محبت ہوگی، وہ تو آپ ﷺ کے کمالات و اختیارات کا اقرار کرے گا۔ وہ تو آپ ﷺ کو مالک و مختار تسلیم کرے گا۔ وہ تو لوگوں میں اس بات کو ڈنکے کی چوٹ پر غیروں کو للکار کر کہے گا:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

اب جو شخص آپ ﷺ کے کمالات کی، اختیارات کی نفی کرے، آپ ﷺ کے ان اختیارات کو جو اللہ کریم نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں، اگر انکار کر جائے تو معلوم ہوا کہ اس کے دل میں نورِ ایمان نہیں ہے اور نہ ہی دل میں محبت رسول ﷺ ہے۔ اگر محبت رسول ﷺ ہوتی تو انکار نہیں بلکہ یہ بھی سنیوں کے ساتھ مل کر اقرار کرتا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اختیارات مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرنے والے منافق ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں بغض رسول ﷺ ہوتا ہے۔ ایمان والا تو وہ ہے جو آپ ﷺ کی محبت کا دم بھرتے ہوئے آپ ﷺ کے اختیارات کو تسلیم کرتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے

محبوباں اُتے نکتہ چینی جیہڑا کرن توں باز نئیں آوندا
اصل منافق جان اس نوں تے ایویں جھوٹے پیار جتاندا
ایہہ دسیا سانوں کسے عشق دے مفتی جیہڑا مڑ مڑ ایہہ فرماندا
اعظم جتھے دل لگ جاوے او تھے عیب نظر نئیں آوندا

تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل ایمان میرے آقا ﷺ کی محبت کا نام ہے۔ جس دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت ہوگی وہ ایمان والا ہوگا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا

ہے کہ محبت کیا چیز ہے؟ تو سنیں محبت ایک دل کی کیفیت کا نام ہے۔اب اگر یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ نبی پاک ﷺ دل کی کیفیت کا بھی علم رکھتے ہیں۔تو پھر کہنا ہو گا کہ منافق بھی دھوکے سے حضور ﷺ سے جنت لے جاسکتا ہے اور اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضور ﷺ ہر شخص کے دل کی کیفیت سے بھی واقف ہیں تو منافق کو جنت جانے سے روکا جاسکتا ہے تو اس سے نبی کریم ﷺ کا علم غیب بھی ثابت ہوتا ہے۔اس لیئے اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کو اختیار دیا ہے کہ اے محبوب ﷺ بشارت دینے سے پہلے دیکھ لینا کہ اس دل میں ایمان ہے۔اگر اللہ کریم نے نبی پاک ﷺ کو علم نہ دیا ہوتو پھر بشارت دینے کا اختیار بھی نہ دیتا کیونکہ پھر تو منافق بھی جنت میں جاسکتا تھا۔قرآن پاک کے ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ جنت کی خوشخبری حضور ﷺ دیتے ہیں۔یعنی اے پیارے محبوب ﷺ جنت تو تو ہی تقسیم کرے گا مگر جنت کی بشارت ان لوگوں کو دینا جو ایماندار ہیں۔پہلی شرط یہ کہ وہ ایمان والا ہو دوسری شرط یہ کہ عملِ صالحہ کرتا ہو پھر ان کو جنت کی بشارت دو جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔تو ان الفاظ سے ثابت ہوا جنت تقسیم کرنے پر ہمارے آقا و مولا ﷺ کی ڈیوٹی ہے اور نبی کریم ﷺ کو اختیار حاصل ہے جس مومن کو چاہیں جنت عطاء فرما دیں اور یہ اختیارات اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو عطاء فرمائیں ہیں اور نبی کریم ﷺ ان اختیارات کو اپنی زندگی مبارکہ میں استعمال بھی فرماتے رہیں ہے لیجئے دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر 146

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جنت کی سرداری عطاء فرمانا

حدیث: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهلِ الجَنَّةِ

اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ سیدہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے

حوالہ جات

☆ صحیح بُخاری شریف جلد دُوئم کِتَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّ ﷺ حدیث نمبر 395 صفحہ نمبر 454۔

☆ الرحیق المختوم مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری وہابی صفحہ نمبر 629۔

☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی صفحہ نمبر 229۔

☆ الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی صفحہ نمبر 90۔

☆ بہشتی زیور دیو بند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر 456۔

☆ مدارج النبوت جلد دوئم صفحہ نمبر 499 شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔

تبصرہ:

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے مختار کل ہونے کی عظیم دلیل ہے۔ خالق کائنات نے قرآن پاک میں کہیں بھی یہ اعلان نہیں فرمایا کہ سیدہ سلام اللہ علیہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں یہ اعلان نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور یہ اعلان وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اختیار حاصل ہو جیسے کوئی بادشاہ جس کو چاہے جس علاقے کا افسر بنا دے کیونکہ وہ ملک کا مالک ہے جس کو چاہے علاقے کا گورنر بنا دے اس کو اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح میرا نبی ﷺ خدا کی خدائی کا بادشاہ ہے اللہ کریم نے نبی ﷺ کو حاکم بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کو اختیار حاصل ہیں کہ جس کو چاہیں جس علاقے کا چاہیں سردار یا حاکم مقرر فرما دیں۔ اگر نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار حاصل نہ ہوتا تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کہ متعلق یہ اعلان کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں کبھی بھی نہ فرماتے۔

دلیل نمبر 147

نبی پاک ﷺ کا حسنین کریمین کو جنت کی سرداری عطاء فرمانا

حدیث: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنۡهُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنابِ حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام دونوں شہزادے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی جلد دوئم ابواب المناقب حدیث نمبر 1703 صفحہ نمبر 740۔

☆ سنن ابن ماجہ جلد اول باب فضل علی ابن ابی طالب حدیث نمبر 123 صفحہ نمبر 66۔

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوئم باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ فصل دوسری حدیث نمبر 5901 صفحہ نمبر 260۔

☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر 229۔

☆ الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صفحہ نمبر 90۔

تبصرہ:

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے دونوں شہزادوں حسنین کریمین کی سرداری کا اعلان فرمایا ہے۔ اگر میرے نبی کریم ﷺ کو اختیار حاصل نہیں ہے تو جوانانِ جنت کی سرداری کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ مولا حسن رضی اللہ عنہ اور مولا حسین رضی اللہ عنہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں یا نہیں؟ مگر شہزادے یقیناً سردار ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے حضور ﷺ سرورِ کائنات کو اختیارات عطاء فرمائے ہیں کہ آپ ﷺ جس کو چاہیں دنیا کی یا جنت کی سرداری عطاء فرمادیں۔

دلیل نمبر 148

حضرت جناب سیدنا عبد المطلب کی اولاد جنت کی سردار ہے

حدیث مبارکہ: عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُوۡلُ نحنُ وُلدِ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ سَادَةُ اَهۡلِ

الجَنَّةِ اَنَا وَ حَمزَةُ وَ عَلِیٌّ وَ جَعفَرُ وَ الحَسَنُ وَ الحُسَینُ وَ المَھدِیُّ ۔

ترجمہ: حضرت انس کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم عبد المطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں یعنی میں ﷺ، حمزہ، علی، حسن، حسین اور مہدی (رضی اللہ عنہم)۔

حوالہ: سنن ابن ماجہ جلد دوم باب خُروجِ المھدِیِ حدیث نمبر 1888 ص نمبر 528

دلیل نمبر 149

جس نے زمین پر چلتا ہوا جنتی آدمی دیکھنا ہو

حدیث: عَن أَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ أَنَّ أَعرَابِیًا أَتَی النَّبِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ دُلَّنِی عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلتُهُ دَخَلَ الجَنَّةَ قَالَ تَعبُدُاللّٰه لَا تُشرِكُ بِهٖ شَیئًا وَ تُقِیمُ الصَّلٰوةَ المَکتُوبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّکَاةَ المَفرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفسِی بِیَدِهٖ لَا أَزِید عَلٰی هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَن سَرَّهُ اَن یَنظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِن أَهلِ الجَنَّةِ فَلیَنظُرْ اِلٰی هٰذَا ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مجھ کو ایسا کام بتلایئے جب میں اس کو کروں تو جنت میں جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہ اور کسی کو اس کا شریک مت بنانا اور فرض نماز درستی کے ساتھ ادا کرتا رہ اور فرض زکوۃ دیتا رہ اور رمضان کے روزے رکھتا رہ وہ اعرابی کہنے لگا قسم اس کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میں اس سے بڑھاؤں گا نہیں

جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الزکوۃ حدیث نمبر 1315 صفحہ نمبر 623۔
☆ صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 15 صفحہ نمبر 59۔
☆ مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب الایمان فصل پہلی حدیث نمبر 12 صفحہ نمبر 17۔
☆ اکابر دیوبند اور عشق رسول ﷺ مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی صفحہ نمبر 140۔

تبصرہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اختیار دے رکھا تھا کہ جس کو چاہیں جنت کا سرٹیفکیٹ عطا فرما دیں۔ جب اعرابی نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ جو حکم آپ ﷺ نے مجھے تلقین فرمایا ہے، میں اس میں کمی بیشی نہیں کروں گا تو میرے نبی کریم ﷺ کے دریائے رحمت کو اس اعرابی کے اس انداز پر جوش آ گیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرما دیا کہ اگر اس زمین پر چلتا پھرتا جنتی دیکھنا ہو تو اس کی طرف دیکھ لو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میرے نبی کریم ﷺ کو اس کے خاتمے کا بھی علم تھا کہ یہ شخص ایمان کی حالت میں مرے گا اور جنتی ہے حالانکہ ابھی تو وہ وعدہ کر کے جا رہا ہے، نہ ابھی اس نے کوئی نماز پڑھی، نہ زکوٰۃ دی، نہ رمضان شریف کے روزے رکھے۔ ابھی تک کوئی بھی نیکی کا کام کیا ہی نہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر اس نے ابھی تک کوئی کام بھی نہیں کیا تھا۔ اگر اس کو موت آ بھی جاتی تو بھی وہ جنتی تھا۔ کیونکہ زبان مصطفیٰ ﷺ سے نکل گیا تھا کہ یہ جنتی ہے۔ کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جو اب بھی اختیارات رسول ﷺ کو نہ مانے۔

دلیل نمبر 150

میرے نبی ﷺ نے جنت کی حامی دے دی

عَن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ النُعمَانُ بنُ قُوقَلُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ أَرَءَیتَ اِذَا صَلَّیتَ المَکتُوبَةَ وَ حَرَّمتُ الحَرَامَ وَ أَحلَلتُ الحَلَالَ اَدخُلُ الجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ نَعَم۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت نعمان بن قوقل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں اور حرام کاموں سے بچتا رہوں، حلال امور اختیار کرتا رہوں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں!۔

حوالہ: صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 16 ص نمبر 69

تبصرہ:

اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا رہوں اور جو اسلام میں حلال چیزیں ہیں، ان کو اختیار کرتا رہوں اور جن چیزوں سے شریعت منع کرتی ہے تو ان سے باز رہوں کیا میں اتنا سا عمل کرنے کے بعد جنت میں جا سکتا ہوں؟ تو میرے نبی کریم ﷺ نے ضمانت دے دی کہ ہاں تو جنت میں جا سکتا ہے۔ میرے نبی کریم ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ اسلام کے باقی کے ارکان روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کی پابندی کون کرے گا؟ وہ بھی تو مسلمانوں پر ضروری ہیں اور پھر مجھے کیا پتا کہ میرے وصال کے بعد کس حالت میں رہتے ہو۔ مجھے

کیا علم کہ تمہارا خاتمہ اچھائی پر ہوگا یا برائی پر۔ مگر قربان جاؤں میں اپنے کریم آقا ﷺ پر کہ غلام کو تھوڑے سے عمل کے بدلے جنت کی ضمانت عطا کر رہے ہیں۔ یہ اختیارات نہیں ہیں تو اور کیا ہے؟

دلیل نمبر 151

اصحاب ثلاثہ کو جنت کی بشارت

ایک لمبی حدیث میں ذکر ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس باغ کے اندرونی دروازے میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ فرمایا ''ابو بکر ہوں''۔ عرض کیا ذرا ٹھہر جائیں میں نبی پاک ﷺ سے اجازت لے لوں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر عرض کیا: یارسول اللہ! دروازے پر دستک ہوئی ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لانا چاہتے ہیں۔ میرے آقا ﷺ نے اجازت بھی دی اور فرمایا ''میرے صدیق کو اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ یہ خوشخبری بھی دے دو کہ تو جنتی ہے''۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے کر آئے اور میرے نبی کریم ﷺ نے سب کو باغ میں بیٹھ کر جنت کی بشارت دے دی۔ دیکھئے حوالہ کے لئے:

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 870 ص 432

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1148 ص 512

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم حدیث نمبر 6090 ص 309

☆ الادب المفرد امام بخاری حدیث نمبر 965 ص 426

☆ جامع ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1644 ص 718

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب المناقب اصحاب ثلاثہ حدیث نمبر 5823 ص 243

تبصرہ:

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میرا نبی ﷺ مختار کل ہے۔ جنت کا بھی اختیار اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دے دیا ہے۔ جس کو چاہے اس دُنیا میں ہی جنت کی بشارت سُنا دیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات کو استعمال بھی فرمایا۔ تبھی تو اصحاب ثلاثہ کو باغ میں بیٹھ کر ہی جنت کی خوشخبریاں دے رہے ہیں۔

دلیل نمبر 152

عشرہ مبشرہ کو جنت کی بشارت

عَن عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَوفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَبُو بَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ عُمرٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ عُثمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ طَلحَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ زُبَیرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عَوفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ سَعدُ بنِ اَبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ وَ سَعِیدُ ابنُ زَیدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ و أَبُو عُبَیدَۃَ بنُ جَرَّاحٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الجَنَّۃِ ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت میں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنت میں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمان بن عوف جنت میں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنت میں اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت میں جائیں گے۔

حوالہ جات

☆ سنن ابوداؤد جلد سوم حدیث نمبر 4031 ص 404 باب فی الخلفا

☆ جامع ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1680/81 ص 732

☆ سنن ابن ماجہ جلد اول باب فضائل العشرۃ حدیث نمبر 138 ص 69

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب مناقب العشرۃ دوسری فصل حدیث نمبر 5857 ص 251

تبصرہ:

اس حدیث رسول ﷺ میں بھی اختیارات رسول ﷺ نمایاں نظر آرہے ہیں۔ ان اختیارات مصطفیٰ ﷺ کا انکار تو ایسے ہی ہے جیسے چمکتے ہوئے آفتاب کا کوئی اندھا انکار کردے۔ حالانکہ سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہو۔ سورج کا نظر نہ آنا اس کی آنکھ یعنی نظر کا قصور ہے۔ منکر کی نظر میں وہ نور ہی نہیں جس سے آفتاب کی چمک دیکھ سکے۔ اس طرح یہ حدیث بھی آقا کریم ﷺ کے اختیارات کی عظیم دلیل ہے۔ لیکن مانے گا وہ جس کے دل میں نورِ ایمان ہوگا۔ اگر دل ایمان سے خالی ہو تو وہ انکار ہی کرے گا۔ کیونکہ عظمت رسول ﷺ کا اقرار بغیر ایمان کے نہیں ہوسکتا۔ اگر نبی پاک ﷺ کو اختیار نہ ہوتا تو ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت نہ دیتے۔ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کی خوشخبری دینا۔ اختیارات رسول ﷺ کی عظیم دلیل ہے۔ اگر یہ اختیار حاصل نہ ہوتا تو حضور ﷺ فرماتے کہ ابھی وصال ہوگا، پھر قبر کے معاملات ہیں، پھر قیامت قائم ہوگی، پھر حساب و کتاب ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو تمہیں جنت دے اور چاہے تو کچھ اور فرمادے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت دے کر ان کے قطعی جنتی ہونے کا اعلان کر کے ثابت کردیا ہے کہ اللہ کریم نے مجھے اختیارات دے رکھے ہیں کہ میں جس کو چاہوں جنتی قرار دے دوں۔ جو حضرات نبی کریم ﷺ کے اختیارات کے منکر ہیں۔ اگر ان حضرات کی خدمت میں عرض کردیا جائے کہ جناب آپ لوگ ان

دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کا جواب یہ ہو کہ کیوں نہیں، ہم جنتی مانتے ہیں اور یقیناً یہی جواب دیں گے۔ تو پھر ایسے لوگوں پر حیرانگی کیوں نہ آئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو جنتی مانتے ہو لیکن نبی کریم ﷺ کو مختار کل نہیں مانتے۔ جناب عالی! اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی مانتے ہو تو پھر اختیارات رسول ﷺ کو بھی ماننا پڑے گا۔

کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی ماننے سے پہلے نبی پاک ﷺ کے مختار کل ہونے پر یقین کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے جنتی ہونے کا اعلان نبی پاک ﷺ فرمارہے ہیں۔ اگر حضور پاک ﷺ کو اختیار حاصل ہوگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر حضور پاک ﷺ کو اختیار ہی حاصل نہیں تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے پر ایمان رکھنا عجیب سی بات ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یقینی جنتی ہیں۔ جو شخص ان اصحاب رسول ﷺ کو جنتی نہ مانے وہ کافر منافق ہے اور جو صحابہ کرام کو جنتی مان کر اختیارات مصطفیٰ ﷺ نہ مانے وہ بھی منافق ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی تب ہی مانا جائے گا جب پہلے یہ عقیدہ ہو کہ ہمارے آقا ﷺ مختار کل ہیں۔ جس کو چاہیں جنتی قرار دے دیں۔ کیونکہ جو نبی پاک ﷺ کو مختار کل نہیں مانتا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو نہیں مانتا یعنی جنتی نہیں مانتا۔ جو نبی کریم ﷺ کو مختار کل مانتا ہے وہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقیناً جنتی مانتا ہے۔ جیسا کہ اہل سنت و جماعت ہیں۔

غیر اہلسنّت اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی مانتے ہیں تو پھر سب سے پہلے ان کو اختیارات مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانا ہوگا بصورت دیگر مسلمانوں سے فراڈ ہے جو ان کی تباہی کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دلیل نمبر 153

اے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تو جنتی ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفتقَدَ ثَابتَ بنُ قَيسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا اَعلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِساً فِي بَيتِهِ مُنكِساً رَأسَهُ فَقَالَ مَاشَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرفَعُ صَوتَهُ فَوقَ صَوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَد حَبطَ عَملُهُ وَ هُوَ مِن أَهلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخبرَهُ اَنَّهُ قَالَ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ مُوسىٰ فَرَجَعَ اِلَيهِ المَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اِذهَب اِلَيهِ فَقُل لَهُ اِنَّكَ لَستَ مِن أَهلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِن أَهلِ الجَنَّةِ ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (کئی روز تک اپنی صحبت میں) ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بن شماس کو نہیں دیکھا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ!، میں اس کا حال دریافت کر کے آپ ﷺ سے عرض کروں گا (کہ غیر حاضری کی کیا وجہ ہے)۔ پھر وہ شخص حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، دوسری طرف جا کر دیکھا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنا سر جھکا کر پریشان بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ حال کیا ہے، برا حال ہے۔ میں تو ہمیشہ اپنی آواز کو آنحضرت ﷺ کی آواز سے بلند رکھتا تھا تو میری سب نیکیاں ختم ہو گئیں، مجھے ڈر ہے کہ دوزخی نہ بن جاؤں۔ یہ سن کر وہ شخص واپس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیان کر دیا۔ موسیٰ بن انس نے کہا پھر ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک بہت بڑی خوشخبری دے کر بھیجا کہ ثابت رضی اللہ عنہ سے جا کر کہہ دو کہ تو دوزخی نہیں ہے بلکہ تو تو جنتی ہے، بہشت والوں میں سے ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 817 ص 408
☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1951 ص 1007
☆ صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 222 ص 135

دلیل نمبر 154

قَالَ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَکُنَّا نَرَاہُ یَمشِی بَینَ اَظھُرِنَا رَجُلُ مِنّ اَھلِ الجَنَّۃِ ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہمارے درمیان جنتی آدمی موجود ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 225 ص 135
☆ تفسیر ابن جریر تفسیر سورۃ الحجرات آیت نمبر 2 ص 240
☆ مدارج النبوت جلد اول ص 171
☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب جامع المناقب پہلی فصل حدیث نمبر 5949 ص 273
☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 4 تفسیر سورۃ آل عمران ص 476
☆ مدارج النبوت جلد دوم ص 615

تبصرہ:

قارئین گرامی سبحان اللہ کیا شان ہے میرے آقا کریم ﷺ کے اختیارات کی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو میرے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ یہ نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد کر دیئے جائیں اور تم کو خبر تک نہ ہو“۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو چونکہ اونچا سنائی دیتا تھا، اس لئے بعض اوقات ان کی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو

آپ پریشانی کے عالم میں کئی روز تک نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے اور گھر میں ہی مقیم ہو کر بیٹھ گئے۔ جب کافی دنوں تک آپ نگاہِ محبوب ﷺ سے اوجھل رہے تو میرے آقا ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا بات ہے میں اپنے غلام ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ کے قدموں پر فدا ہوں، میں ابھی جا کر پتا کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے غیر حاضری کا ماجرا پوچھا تو آپ نے اپنا واقعہ سنا دیا۔ آپ نے اپنا خوف ظاہر کیا کہ کہیں میری نیکیاں برباد نہ ہوگئی ہوں اور میں دوزخ میں نہ چلا جاؤں۔ سبحان اللہ کیسا عقیدہ تھا اصحاب رسول ﷺ کا کہ ذرا سی لاپرواہی سے بھی خوف رکھتے تھے۔ آج کچھ ایسے لوگ جو پاکستانی یا غیر پاکستانی ہیں جو کتنی جسارت سے نبی کریم ﷺ کے اختیارات، کمالات، عزت وعظمت کا انکار کرتے ہیں اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم غلامِ رسول ﷺ ہیں۔ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتے ہیں۔ ہم قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ اگر قرآن وحدیث کو مانتے ہوتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتے ہوتے تو اختیارات رسول ﷺ کا انکار کبھی نہ کرتے۔ یہ انکار ایسے لوگوں کی اندر کی خباثت کا پتہ دیتا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ نہیں بلکہ عداوت رسول ﷺ ہے۔ ایسے عقیدے کو ہمارا اسلام ہے۔

بہر حال مسلمان بھائیو! جب تمام واقعہ میرے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ کی رحمت کا سمندر جوش میں آگیا اور فرمایا کہ جاؤ میرے غلام سے کہہ دو کہ تیرے لجپال نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تو دوزخ میں نہیں جائے گا بلکہ تو تو زمین پر چلتا پھرتا جنتی آدمی ہے۔ اے غلام تو کیسے دوزخ میں جائے گا؟ میرے اختیارات و کمالات کو ماننے والوں کے لئے تو جنت ہے اور میرے اختیارات وکمالات کو نہ ماننے والوں کے لئے جہنم ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ تو جنتی ہے، یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ مختارِ کل ہیں۔ جس کو چاہیں، جب چاہیں، جہاں چاہیں جنت عطا فرمادیں۔

دلیل نمبر 155

زمین پر چلتا پھرتا جنتی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

عَن سَعْدِ بنِ أَبِی وَقَاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَن أَبِیهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ لأَحَدٍ یَمشِی عَلَی الأَرضِ اِنَّهُ مِن أَهلِ الجَنَّةِ اِلَّا لِعَبدِ اللّٰهِ بِن سَلَامٍ ۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے کسی شخص کے متعلق جو زمین پر چلتا پھرتا ہو یہ نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے لیکن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے لئے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا جنتی ہے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب باب مناقب عبد اللہ بن سلام حدیث نمبر 1000 ص 487
☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1901 ص 847
☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم باب من فضائل عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حدیث نمبر 6256 ص 370
☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب جامع مناقب پہلی فصل حدیث نمبر 5947 ص 272
☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 3 تفسیر سورۃ البقرہ ص 332

دلیل نمبر 156

عَن مُحَمَّدِبنِ سَرِینَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَیسُ بنُ عُبَادٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنتُ فِی حَلقَةٍ فِیهَا سَعدُ بنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابنُ عُمرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّ عَبدُاللّٰهِ بنُ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُو ا هٰذَا رَجُلُ مِن أَهلِ الجَنَّةِ ۔

ترجمہ: محمد بن سرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ نے

کہا میں لوگوں کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سامنے سے نکلے لوگوں نے کہا یہ شخص بہشت والوں میں سے ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب التعبیر باب الخضر فی المنام حدیث نمبر 1901 صفحہ نمبر 848

تبصرہ:

نہ جی بھر کے دیکھا نہ کچھ بات کی
بڑی آرزو تھی ہمیں ملاقات کی

یہ شعر میں نے اس لئے لکھا ہے کہ بعض لوگ صرف اور صرف بھولی بھالی بیچاری سادی سی عوام کو دین کی پٹڑی سے اُتارنے کے لیئے اور اپنا علمی سکہ پبلک میں چلانے کے لئے صرف یہ خالی دعوی کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ کا قرآن مانتے ہیں اور امام بخاری کی بخاری مانتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم اور دیگر محدثین نے وہ تمام احادیثیں نقل کر کے جن میں اختیارات مصطفیٰ ﷺ روز روشن کی طرح نظر آرہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ غریب منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اگر جناب کے دل میں نورِ ایمان ہو تو یہ حدیث بھی اس بات کی ترجمانی کرتی ہے کہ میرا نبی ﷺ مختار کل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ جنت کے بھی مالک ومختار ہیں۔ جس کو چاہیں، جب چاہیں جنت عطا فرما دیں۔ (سبحان اللہ)

دلیل نمبر 157

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جنت کی سرداری دیدی

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ

عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ هٰذَانِ سَیِّدَا کُهُولِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ مِنَ الۡاَوَّلِینَ وَالۡآخِرِینَ اِلَّا النَّبِیِّینَ وَالۡمُرۡسَلِینَ یَا عَلِیُّ لَا تُخۡبِرۡ هُمَا ۔

ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں جنت میں ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہیں خواہ وہ پچھلے لوگ ہوں یا آنے والے (یعنی تمام لوگوں کے) البتہ انبیاء اور مرسلین کے علاوہ۔ اے علی! ان دونوں کو اس بات کی خبر نہ دینا۔

دلیل نمبر 158

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُو لُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِاَبِی بَکۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ هٰذَ انِ سَیِّدَا کُهُولِ أَهۡلِ الۡجَنَّةِ مِنَ الۡاَوَّلِینَ وَالۡآخِرِینَ اِلَّا النَّبِیِّینَ وَالۡمُرۡسَلِینَ لَا تُخۡبِرۡهُمَا یَا عَلِیُّ ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ جنت کے تمام ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہیں۔ اے علی! تم انہیں اس بات کی خبر نہ کرنا۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1599-1598 ص 698
☆ سنن ابن ماجہ جلد اول باب فضائل اصحاب رسول ﷺ حدیث نمبر 100 ص 61
☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب جامع مناقب حدیث نمبر 5800 ص 236
☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص 229 مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی۔

دلیل نمبر 159

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنت واجب کرلی

عَنْ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِيْعِ فَاَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ قَالَ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوْوَجَبَ طَلْحَةُ ۔

ترجمہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک پر دو زرہیں تھیں۔ آپ ﷺ ایک پتھر پر چڑھنے لگے تو چڑھ نا سکے چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور ان پر پاؤں رکھ کر چڑھ گئے پھر میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے جنت واجب ہوگئی ہے۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی جلد دوئم ابواب المناقب مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ حدیث نمبر 1671 صفحہ نمبر 729۔

☆ جامع ترمذی جلد اول ابواب الجہاد حدیث نمبر 1746 صفحہ نمبر 843

☆ مشکوۃ شریف جلد سوئم باب المناقب العشرہ دوسری فصل حدیث نمبر: 5859 صفحہ نمبر 251۔

☆ سیرت ابن ہشام جلد دوئم صفحہ نمبر 86

☆ مدارج النبوت جلد دوئم صفحہ 613

☆ الرحیق المختوم صفحہ نمبر 375 مولوی صفی الرحمن مبارک پوری وہابی

☆ امداد السلوک صفحہ نمبر 111

تبصرہ:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

معزز قارئین گرامی اس حدیث میں کتنی وضاحت سے ثابت ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ جنت کے مالک مختار ہیں۔ غزوہ احد کے دن آپ ﷺ نے ایک پہاڑ پر چڑھنا چاہا مگر چڑھ نہ سکے۔ تو اس میں بھی یہ حکمت تھی کہ آج لوگوں کے سامنے اپنے غلام کو جنت عطا فرمانی ہے کہ جب خدمت کیلئے آپ کا غلام صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اپنے قدم مبارک حضرت طلحہ کی پشت پر رکھے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آپ ﷺ اس غلام کی اس خدمت پر خوش ہو گئے جب بادشاہ اپنے غلام سے خوش ہوتا ہے تو پھر اس کو انعام اکرام سے نواز دیتا ہے میرے نبی ﷺ تو خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں۔ جب سرورِ دوعالم ﷺ اپنے غلام سے خوش ہوئے تو پھر فرمایا تو نے یہ خدمت کر کے مجھے راضی کر دیا ہے اب اس خوشی میں جا تیرا نبی ﷺ تجھے یہ انعام دیتا ہے کہ تو جنتی ہے اور تجھ پر جنت واجب ہوگئی ہے۔ اب ہے کوئی ملاں جو حضرت طلحہ کو جنتی نا مانے اگر حضرت طلحہ کو جنتی مانتے ہو تو پہلے اختیارات رسول ﷺ کا اقرار کر لو کیونکہ جنت کی خوشخبری میرے نبی کریم ﷺ نے عطاء کی ہے۔ اس میں تمہاری دین اور دنیا کی کامیابی ہے آگے آپ کی مرضی ہے۔

دلیل نمبر 160

جنت میں آپ ﷺ کے پڑوسی کون ہیں؟

عَنْ عَلِيِّ ابنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعتُ اُزنِی مِن فِی رَسُو لِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يَقُولُ طَلحَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ الزُّبَیرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَارِیَ فِی الجَنَّةِ ۔

ترجمہ: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے نبی کریم ﷺ کے منہ سے یہ الفاظ سنے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں جنت میں آپ ﷺ کے پڑوسی ہونگے۔

حوالہ☆ جامع ترمذی جلد دوئم ابواب المناقب حدیث نمبر 1673 صفحہ نمبر 729

تبصرہ:

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ جس کو جو چاہیں جب چاہیں ہر عزت وعظمت سے نواز سکتے ہیں۔ اس حدیث نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ جہاں ان دونوں صحابہ کو جنت کا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں وہاں یہ بھی فرمادیا ہے کہ جنتی تو تم بالکل ہو لیکن جنت میں تم میرے پڑوسی بھی ہو۔ یعنی جنت بھی دے دی اپنا پڑوس بھی عطا کر دیا تاکہ لوگوں کو بتادو کہ۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے   جنت رسول اللہ ﷺ کی

دلیل نمبر 161

اے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیگا

وَعَن اُنَيسَةَ بِنتِ زَيدِ بنِ اَرقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَن اَبِيهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى زَيدٍ يَعُودُهُ مِن مَّرَضٍ كَانَ بِهِ قَالَ لَيسَ عَلَيكَ مِن مَرَضِكَ بَاسٌ وَ لٰكِن كَيفَ لَكَ اِذَا عُمِّرتُ بَعدِى فَعَمِيتُ قَالَ اَحتَسِبُ وَ اَصبِرُ قَالَ اِذَا تَدخُلُ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسَابٍ قَالَت فَعَمِيَ بَعدَ مَامَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيهِ بَصرَهٗ ثُمَّ مَاتَ ۔

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ اپنے باپ زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زید

بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس انکی عیادت کرنے کیلئے تشریف لے کر آئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری یہ بیماری خطرناک نہیں ہے لیکن تیری اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب تو میرے بعد لمبی عمر دیا گیا اور تو اندھا ہو جائے گا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول! میں تو اپنے رب کی رضا طلب کروں گا اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوگا راوی نے کہا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اندھے ہوگئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ پر ان کی بینائی واپس لوٹا دی اس کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

حوالہ☆ مشکوۃ شریف جلد سوئم باب فی المعجزات تیسری فصل حدیث نمبر 5685 صفحہ نمبر 198

تبصرہ:

اگر اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے اور دل میں نورِ ایمان ہو تو یہ حدیث علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بہت بڑی دلیل ہے جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جو کہ بیمار تھے ان کی عیادت کرنے کیلئے تشریف لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بیماری کی وجہ سے تو پریشان مت ہو۔ تو صحت مند ہو جائے گا۔ تجھ کو شفا مل جائے گی تو ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے اپنے غلام کو اس کی تقدیر کے فیصلے سنا رہے ہیں۔ کہ تم کو اس بیماری سے کچھ بھی نہیں ہونے والا بلکہ تو صحت اور شفاء پائے گا لیکن اے غلام وہ وقت تم پر کیسا ہوگا جب میرا وصال ہو جائے گا اور تمہیں لمبی عمر دی جائے گی اور تو اندھا ہو جائے گا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کو یہ خبر بھی دے رہے ہیں کہ ابھی تیری عمر بہت لمبی ہے۔ پہلے میرا وصال ہو جائے گا اس کے بعد تو لمبی عمر دیا جائے گا پھر تو اندھا بھی ہوگا صحابی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ مجھے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک نہ ہو جائے اور میں لمبی عمر پا کر اندھا ہو

جاؤں گا یہ علم مصطفیٰ ﷺ نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر فرمایا اس وقت کیا کرے گا غلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش رہوں گا۔ غلام کا یہ جواب سن کر مالک مختار نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور اسی خوشی میں آپ ﷺ غلام کو اس انعام سے نواز رہے ہیں کہ اے غلام جا اب تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا۔ یہی وہ اختیارات ہیں جن پر اہلسنّت کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ میرا نبی ﷺ جس کو چاہے جنت عطاء فرمادے ارے عقل کے اندھو یہاں تو وہ جنت دی جارہی ہے جو بغیر حساب و کتاب کے دے دی کہ تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا۔ پھر آگے سنیں راوی کہتا ہے کہ۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اندھے ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی واپس لوٹا دی اس کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ یہی وہ اختیارات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطاء فرمائے ہیں بس ان اختیارات کو ماننے کیلئے عقیدہ صحابہ کرام جیسا ہونا چاہئے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حق پر ہیں اب ایسے احباب کو چاہیے کہ ذرا اپنے عقیدے کو بھی دیکھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کو بھی دیکھیں تو ثابت ہو جائے گا اہلسنّت حق پر ہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔

دلیل نمبر 162

حضرت مرثد غنوی رضی اللہ عنہ تم پر کوئی حرج نہیں اگر عمل نہ بھی کرو

(حدیث مبارکہ کافی لمبی ہے صرف ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہوں)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ غزوہ حنین کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے اور خاصہ طویل سفر کیا یہاں تک کہ سہ پہر کا وقت ہوگیا اور میں نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا اتنے میں ایک گھڑسوار آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ

میں آپ لوگوں کے سامنے سے چل کر گیا یہاں تک میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا اور میں نے اچانک بنی ہوازن کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سب اپنی عورتوں اونٹوں اور بکریوں سمیت حنین کے پاس جمع ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا انشاء اللہ وہ کل مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج کی رات ہماری حفاظت کی ذمہ داری کون ادا کرے گا تو حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ فریضہ میں سر انجام دوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو سوار ہو کر تیاری کر لے پس وہ گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھاٹی کی طرف چلا جا یہاں تک تو اس کی بلند چوٹی پر پہنچ جائے اور آج کی رات تیری جانب سے ہمارے ساتھ دھوکا نہ ہونے پائے (یعنی تم سو جاؤ اور دشمن موقع پا کر ہم پر حملہ آور نا ہو جائیں) پس جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جائے نماز کی طرف تشریف لے کر آئے اور دو رکعت نماز ادا کی پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اپنے شہسوار کو دیکھا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے اس کو نہیں دیکھا پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کی طرف بھی متوجہ رہے یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کر لی اور سلام پھیرا اور فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ تمہارا شہسوار آ گیا ہے۔ پس ہم درختوں کے درمیان میں سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے اتنے میں وہ آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سلام عرض کیا اور عرض کیا میں چلتا گیا اور یہاں تک میں اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جیسا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا۔ پس جب میں نے صبح کی اور میں ان دونوں گھاٹیوں پر چڑھا اور میں نے اِدھر

اُدھر خوب دیکھا لیکن میں نے کسی کو نا پایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم رات کے وقت نیچے اترے؟ عرض کیا سوائے نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے نہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تو نے (جنت کو اپنے لئے) واجب کرلیا ہے پس تجھ پر کوئی حرج نہیں کہ تو اس کے بعد کوئی عمل کرے۔

حوالہ جات

☆سُنن ابی داؤد جلد دوئم باب فی فضل الحرسِ فی سبیل اللہ تعالیٰ حدیث نمبر 2140 صفحہ نمبر 195

☆مشکوۃ شریف جلد سوئم باب المعجزات تیسری فصل حدیث نمبر 5668 صفحہ نمبر 194

☆تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 4 تفسیر سورۃ آلِ عمران صفحہ نمبر 487

تبصرہ:

اس حدیث میں بتایا جارہا ہے کہ جب حضرت ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے رات بیدار ہو کر دینِ اسلام کی خاطر نبی پاک ﷺ کی خوشی کی خاطر پہرا دیا تو آپ ﷺ خوش ہو گئے اور اس خوشی میں آپ ﷺ نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے فرمایا میں تیری خدمت کی وجہ سے راضی ہو گیا ہوں جاؤ انعام میں تجھے جنت بھی دیتا ہوں اور یہ رخصت بھی عطاء کرتا ہوں کہ آج کے بعد کوئی بھی عمل نہ کرے پھر بھی تجھ پر کوئی حرج نہیں ہے یہ اختیارات نہیں ہیں تو اور کیا ہے؟ اتنی گارنٹی غلام کو دے دی اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

دلیل نمبر 163

اے عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو کچھ بھی کرے تیرا مواخذہ نہیں ہوگا

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بن خَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَيَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ

عُثْمَانُ بْنُ عُفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بَا حَلَا سِهَا وَاَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَتَا بَعِيرٍ بَا حَلَاسِهَا وَ اَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثِ مِائَةِ بَعِيرٍ بَا حَلَا سِهَا وَ اَقْتَابِهَافِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنبَرِ وَهُوَ يَقُولُ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کوغزوہ تبوک کیلئے تیاری کے متعلق ترغیب دیتے ہوئے دیکھا چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! سو اونٹ پلان اور کجاوے سمیت میرے ذمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ کے لئے وقف ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفان پھر دوبارہ کھڑے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! دوسو اونٹ پلان اور کجاوے سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفان تیسری مرتبہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے تین سو اونٹ پلان اور کجاوے سمیت اپنے ذمہ لے لئے ہیں راوی کہتے ہیں میں نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے یہ فرماتے ہوئے نیچے تشریف لے کر آئے کہ آج کے بعد عثمان غنی ﷺ کچھ بھی کرے اسکا مواخذہ نہیں ہو گا آج کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کسی بھی عمل پر پکڑ نہیں ہوگی۔

دلیل نمبر 164

عَنْ عَبْدِالرَّحمٰنِ بنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَلفِ دِینَارٍ قَالَ الحَسَنُ بنُ وَاقِعٍ فِی مَوضِعٍ اٰخَرَ مِن کِتَابِی فِی کُمِّهٖ حِینَ جَهَّزَ جَیشَ العُسْرَةِ فَنَشَرَهَا فِی حِجرِهٖ قَالَ عَبدُالرَّحمٰنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَاَیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَلِّبُهَا فِی حِجرِهٖ وَیَقُولُ مَا ضَرَّ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا عَمِلَ بَعدَ الیَومِ مَرَّتَینِ ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حاضر خدمت ہوئے۔غزوہ تبوک کے موقع پر اور آپ ﷺ کی گود میں ڈال دیئے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو اپنی گود میں ہی اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا دو مرتبہ یہی فرمایا۔

حوالہ جات

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوئم ابواب المناقب حدیث نمبر 35-1234 صفحہ نمبر 713

☆ مشکوۃ شریف جلد سوئم باب مناقب عثمان فصل دوسری حدیث نمبر 5811 صفحہ نمبر 238۔

☆ تفسیر ابن کثیر جلد دوئم پارہ نمبر 11 تفسیر سورۃ التوبہ صفحہ نمبر 408۔

☆ مدارج النبوت صفحہ نمبر 407 شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

☆ الرحیق المختوم صفحہ نمبر 583 مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری (وہابی)۔

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ میں غزوہ تبوک کا ایک واقعہ بیان کیا جارہا ہے کہ میرے آقا کریم ﷺ نے اپنے غلاموں سے فرمایا کہ دین اسلام کو پرچم اسلام کو بلند کرنے کیلئے

کافروں، بے ایمانوں، منافقوں کو دبانے کیلئے تمہارے مال وزر کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اپنی حیثیت کے مطابق خدمت کرو۔ پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان سن کر صحابہ کرام نے اپنے اپنے مال سے دین اسلام کی مدد کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی ذوالنورین آپ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سو اونٹ بمعہ ساز وسامان کے حاضر خدمت ہیں مختصر یہ کہ آپنے تین مرتبہ اعلان کیا اور حضرت عثمان غنی ہر مرتبہ سو سو اونٹ بڑھاتے رہے یہاں تک کہ عرض کیا: یارسول اللہ! تین سو اونٹ بمعہ ساز وسامان آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس جانثاری سے اور آپ کی سخاوت سے خوش ہو کر محبوب خدا ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے فرمایا جاؤ عثمان کیا یاد کرو گے آج کے بعد تم کچھ نا بھی کرو تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یعنی کہ آپ ﷺ نے فری ہینڈ اجازت دے دی کہ جو تیرا جی چاہے کرو کوئی بھی عمل کرو تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اتنی بڑی گارنٹی کون دے سکتا ہے وہی جس کو اختیارات ہوتے ہیں۔ یہ اختیارات نہیں ہیں تو اور کیا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطاء فرمائے۔

دلیل نمبر 165

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے میرے نبی کریم ﷺ سے جنت خرید لی

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّةَ فَحَفَرَهَا عُثمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ مَن جَهَّزَ جَيشَ العُسرَةِ فَلَهُ الجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بیر رومہ (رومہ کا کنواں) خرید کر دے اس کے لیے جنت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تنگی کی حالت میں فوج کو ساز وسامان دے اس

کے لیے جنت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا بھی سامان کر دیا۔

حوالہ: الصحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی صفحہ نمبر 442

دلیل نمبر 166

حدیث مبارکہ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَ سَهْمَهُ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی جو بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے تو اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا تھا تم کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کو ملے گا جو بدر میں شریک ہوا اور اتنا ہی حصہ بھی ملے گا۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 369 ص نمبر 203

تبصرہ:

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مالک و مختار ہیں حالانکہ حضرت عثمان غنی بدر کی جنگ میں شریک نہ ہو سکے وجہ کیا تھی آپ ﷺ کی صاحبزادی جو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم صرف میری بیٹی کی نگہداشت کرو اور ان کی صحت کا خیال کرو باقی رہا مال غنیمت اور جنگ میں جو ثواب باقی صحابہ کو ملنا تھا تو وہ تم کو بھی ملے گا یعنی کہ غیر حاضری کے باوجود مال غنیمت بھی اور ثواب بھی اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مالک و مختار ہیں جو چاہیں حکم نافذ فرما دیں۔ (اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے آمین)

دلیل نمبر 167

زمین پر جنتی عورت

حَدَّثَنِی عَطَاءُ بنُ أَبی رَبَاحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ لِی ابنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ أَلا أُرِیكَ إِمرَأَةً مِن أَهلِ الجَنَّةِ؟ قُلتُ بَلیٰ قَالَ هٰذِهِ المَرأَةُ السوداءِ أَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَقَالَت اِنِّی أُصرَعُ وَانِّی أَتَكَشَّفُ فَادعُ اللّٰهَ لِی قَالَ اِن شِئتِ صَبَرتِ وَلَكِ الجَنَّةُ وَاِن شِئتِ دَعَوتُ اللّٰهَ أَن یُعَافِیكَ فَقَالَت أَصبِرُ فَقَالَت إِنِّی أَتَكَشَّفُ فَادعُ اللّٰهَ لی أَن لَا أَتَكَشَّفَ فَدعَالَهَا ۔

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تم کو جنتی عورت دکھلاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھلائیے انہوں نے کہا دیکھو یہ سانولی عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی تھی کہنے لگی: یارسول اللہ! مجھے مرگی کا عارضہ ہے۔ میرا ستر کھل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے میرا عارضہ جاتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اچھا کر دے گا وہ کہنے لگی میں صبر کروں گی مگر میرا ستر کھل جاتا ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے میرا ستر نہ کھلے آنحضرت ﷺ نے دعا کر دی۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب المرضی حدیث نمبر 611 صفحہ نمبر 307۔

☆ صحیح مسلم شریف جلد اول کتاب البر والصلۃ والادب حدیث نمبر 6446 صفحہ نمبر 436

☆ الادب المفرد امام بخاری باب یکتب للمریض ما کان یعمل وھو صحیح حدیث نمبر 505 صفحہ نمبر 335

☆ مسند احمد جلد اول صفحہ نمبر 347

☆ مشکوۃ شریف جلد اول کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض وثواب لمریض حدیث نمبر 1491 تیسری فصل صفحہ نمبر 335۔

تبصرہ

اس حدیث میں بھی اختیارات رسول اللہ ﷺ ثابت ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے شاگرد حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کو فرمارہے ہیں کہ کیا تو جنتی عورت کو دیکھنا چاہتا ہے۔ عرض کرنے پر وہ تمام واقع جو ابھی آپ نے حدیث مبارکہ میں پڑھا ہے۔ بیان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دیا کہ میرا نبی ﷺ مختار کل ہے۔ جس کے لیئے جب چاہے جنت کی خوشخبری دے دے جس کو یہ خوشخبری دے دی جاتی ہے وہ یقیناً جنتی ہو جاتا ہے۔ جنتی تو تب ہے اگر اختیارات ہوں تو اگر اختیارات نہیں تو پھر جنت کا تصور کیسا ذرا سوچیئے؟

دلیل نمبر 168

سورۃ اخلاص پڑھنے والے کو فرمایا کہ تجھ پر جنت واجب ہوگئی

عَن أَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ أَقبلتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلاً یَقرَأُ قُل هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَم یَلِد وَ لَم یُو لَد وَلَم یَکُن لَهُ کُفُوًا أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ جَبَت قُلتُ مَا وَ جَبَت قَالَ الجَنَّةُ ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ آیا آپ ﷺ نے کسی شخص کو سورۃ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا، کیا واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت۔

حوالہ

☆ سنن نسائی جلد اول حدیث نمبر 983 ص نمبر 369

☆ جامع ترمذی جلد دوم ابواب فضائل القران باب ما جاء فی سورۃ اخلاص حدیث نمبر 808 ص 330

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ میں بھی روزِ روشن کی طرح اختیارات نظر آ رہے ہیں۔ جبکہ ایک شخص قرآن مجید میں سے سورۃ اخلاص کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس شخص کا یہ اندازِ تلاوت آپ ﷺ کو پسند آ گیا۔ آپ ﷺ اس کی قرأت سن کر خوش ہو گئے تو اسی وقت آپ ﷺ نے فرما دیا کہ اس قرآن کی تلاوت کرنے والے پر واجب ہو گئی ہے۔ حضرت جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے: یارسول اللہ! کیا واجب ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص پر جنت واجب ہو گئی ہے۔ حالانکہ ہم لوگ دن رات تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ وہ تمام کام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن ہم کو اتنی نیکیاں کرنے کے بعد بھی اپنے انجام کی خبر نہیں ہے کہ کل قیامت کے روز ہمارے ساتھ کیا بیتے گی۔ لیکن قربان جائیں آپ ﷺ کے فرمان پر کہ آپ ﷺ نے اس قرآن کی تلاوت کرنے والے کو جنت کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ کہ تجھ پر جنت واجب ہو گئی ہے۔ اگر اختیارات نہ ہوں تو اس حکم کے متعلق کیا فتویٰ دیا جائے گا جو آپ ﷺ نے فرما دیا کہ تجھ پر جنت واجب ہے۔ اس حکم مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مالک جنت بھی ہیں۔ جس کو چاہیں جس کام پر چاہیں، جب چاہیں، جس مقام پر چاہیں جنت عطا فرما سکتے ہیں۔

دلیل نمبر 169

تین عملوں پر جنت کی ضمانت

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت کی اطراف میں اس شخص کے لئے گھر کا ضامن ہوں (یعنی ضمانت دیتا ہوں) جس نے جھگڑا و فساد چھوڑ دیا اگرچہ وہ حق پر ہو اور جنت کے وسط یعنی درمیان میں اس شخص کے لئے جنت میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جس نے جھوٹ بولنا ترک کر دیا اگرچہ وہ مذاق میں ہو اور جنت اعلیٰ میں اس شخص کے لئے گھر کا ضمانتی ہوں جس نے اپنے اخلاق کو حسین اور خوبصورت بنالیا۔

حوالہ

☆ سنن ابی داؤد جلد سوم باب فی حسن الخلق حدیث نمبر 4167 ص 467

تبصرہ:

اس حدیث میں آپ ﷺ جنت کی گارنٹی یعنی ضمانت دے رہے ہیں۔ یعنی جو شخص فضول لڑائی جھگڑا، ناحق قتل و غارت سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے گا۔ میں اسکو جنت میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ دوسرے نمبر پر جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے یہاں تک کہ مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے تو وہ بھی جنت میں گھر کا حقدار ہے۔ پھر تیسرے

نمبر پر اس شخص کے لئے بھی جنت کے اعلیٰ درجے میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو اپنے اخلاق کو اچھا کر لے۔ ہر شخص کے ساتھ ادب و احترام کے ساتھ بات کرے۔ کسی بھی شخص کی دل آزاری نہ کرے، بڑوں کا ادب و احترام کرے، چھوٹوں پر شفقت کرے اس کے لئے بھی میں جنت کا ضامن ہوں۔ دیکھیں میرے آقا ﷺ صرف تین نیک اعمال پر جنت کی ضمانت دے رہے ہیں۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد یہ تمام بڑے کاموں کا ذکر تک نہ فرمایا بلکہ تین عملوں پر جنت کی ضمانت دے دی۔ یہ اختیارات نہیں ہیں تو اور کیا ہے۔ اگر عقل سلیم ہوتی تو جھگڑے والی بات ہی نہیں ہے۔

دلیل نمبر 170

دو عملوں پر جنت کی ضمانت

عَن سَهلِ بنِ سَعدٍ السَّاعِدِی رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَن تَوَکَّلَ لِی مَا بَینَ رِجلَیهِ وَمَا بَینَ لَحیَیهِ تَوَکَّلتُ لَهُ بِالجَنَّةِ۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ کو اپنی شرمگاہ اور زبان کی ضمانت دے دے میں اس شخص کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

حوالہ

☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب المحاربین باب فضل من ترک الفواحش حدیث نمبر 1715 ص 749

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب الذھد باب ماجاء فی حفظ اللسان حدیث نمبر 296 ص 130

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ سے بھی اختیارات رسول ﷺ ثابت ہو رہے ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے اپنی زبان کی اور اپنی شرمگاہ کی ضمانت دے دے

وہ مجھ سے جنت کی ضمانت لے لے۔ اگر آپ ﷺ مالک ومختار نہیں ہیں تو پھر جنت کی ضمانت کیسے؟ جنت کی گارنٹی اس وقت تسلیم کی جائے گی جبکہ آپ ﷺ کے اختیارات کو تسلیم کیا جائے۔ اگر اختیارات کا انکار کیا گیا تو پھر جنت کی نفی ہوگی۔ اگر آپ ﷺ کو اختیارات نہ ہوتے تو یہ بھی فرما سکتے تھے کہ تمہارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔ وہ جس طرح چاہے تم لوگوں سے معاملہ فرمائے، مجھے تو کوئی بھی اختیار حاصل نہیں ہے۔ لیکن بات ایسی نہیں ہے جس طرح پاکستان کے بعض لوگ بھولی بھالی عوام کو گمراہ کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ بلکہ میرے نبی ﷺ نے لوگوں کو جنت کی ضمانتیں دے کر ثابت کر دیا ہے کہ میں جنت کا بھی مالک ومختار ہوں، جس کو چاہوں جنت کی ضمانت دے دوں۔

دلیل نمبر 171

ایک عمل پر جنت کی ضمانت

عَنْ ثُوبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَنْ يَتَقَبَّلَ لِي بِوَاحِدَةٍ أَتَقَبَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ قُلْتُ أَنَا قَالَ لَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَكَانَ ثُوبَانُ يَقَعُ سُوطُهُ وَهُوَ رَاكِبٌ فَلَا يَقُولُ لِأَحَدِنَا حَتّٰى يَنْزِلَ فَيَأْخُذَهُ۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری ایک بات قبول کرے گا میں اس شخص کے لئے جنت کا ذمہ دار ہوں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں قبول کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے بھیک نہ مانگو۔ اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ اگر گھوڑے پر سوار ہوتے اور کوڑا اگر جاتا تو کسی سے نا مانگتے بلکہ گھوڑے سے اتر کر خود اٹھا لیتے۔

حوالہ

☆سنن ابن ماجہ جلد اول باب کراھیۃ المسئلۃ حدیث نمبر 1904 ص 516

☆سنن ابی داؤد جلد اول حدیث نمبر 1400 ص 602

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ میں بتایا جا رہا ہے کہ میرے آقا ﷺ نے دعویٰ سے فرمادیا ''مجھ سے کون ایک بات کے بدلے جنت کی ضمانت لیتا ہے۔ جو شخص میری صرف ایک بات کو قبول کرلے میں اس شخص کے لئے جنت کا ذمہ دار ہوں''۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں قبول کرتا ہوں۔ مگر وہ کون سی بات ہے جس کے بدلے میں آپ ﷺ جنت کی ضمانت عطا فرماتے ہیں۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے بھیک مت مانگنا۔ یہ اچھا کام نہیں ہے۔ معاشرے میں اس شخص کی قدر نہیں رہتی جو بلا وجہ لوگوں سے بھیک مانگتا ہے۔ ہاں اگر شرعی طور پر انسان معذور ہو تو پھر اس کا حق بنتا ہے کہ وہ لوگوں سے اپنی امداد کے لئے سوال کرسکتا ہے تو اس شرط پر کہ کسی سے بھیک نہیں مانگوں گا، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی جنت کی ذمہ داری پر میں یہ بات قبول کرتا ہوں کہ میں کسی سے بھی سوال نہیں کروں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس وعدہ کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا یہ عالم تھا کہ اگر ان کا کوڑا بھی زمین پر گر جاتا تو اس کو اٹھانے کے لئے لوگوں سے نہیں کہتے تھے بلکہ خود اٹھالیا کرتے تھے۔ اب ہے کوئی مولوی جس نے مائی کا دودھ پیا ہو جو یہ کہے کہ میں ان اختیارات کو نہیں مانتا۔ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کے ضمانت دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ لیکن کوئی مولوی انشاء اللہ ایسی جرأت نہیں کرسکتا جبکہ آپ ﷺ کی ذمہ داری اٹھالینے سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جنت کے حقدار بن گئے۔ تو پھر ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مالک و مختار ہیں۔ جس کو چاہیں جنت عطا کردیں۔ حالانکہ دوسرے عملوں کی ضمانت نہیں مانگی کہ ساتھ حج، روزہ، زکوٰۃ، جہاد کا بھی اہتمام کرنا۔

سبحان اللہ کیسی شان کے مالک ہیں سرورِ دو عالم ﷺ۔ ان تمام اختیارات کو تسلیم کرنے کے لئے دل میں محبت رسول ﷺ کا ہونا ضروری ہے۔

دلیل نمبر 172

آقا ﷺ جنت عطا فرماتے ہیں کچھ نرالے انداز میں

حدیث مبارکہ: عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُفْرِدَ يَومَ اُحُدٍ فِى سَبعَةٍ مِّنَ الاَنصَارِ وَ رَجُلَينِ مِن قُرَيشٍ فَلَمَّا رَهِقُوهُ قَالَ مَن يَّرُدُّهُم عَنَّا وَ لَهُ الجَنَّةُ اَوهُوَ رَفِيقِى فِى الجَنَّةِ فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ رَهِقُوهُ اَيضًا فَقَالَ مَن يَّرُدُّهُم عَنَّا وَ لَهُ الجَنَّةُ اَو هُوَ رَفِيقِى فِى الجَنَّةِ فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الاَ نصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَلَم يَزَل كَذٰلِكَ حَتّٰى قُتِلَ السَّبعَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصحَابِهٖ مَا اَنصَفنَا اَصحَابنَا ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ اکیلے رہ گئے آپ ﷺ کے ہمراہ صرف سات انصاری اور دو قریشی رہ گئے جب دشمن نے آپ ﷺ کو گھیرے میں لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں ہم سے کون دور کریگا؟ اسے جنت ملے گی اور وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا ایک انصاری صاحب آگے بڑھے اُنہوں نے لڑائی شروع کی اور شہید ہو گے دشمن نے پھر آپ ﷺ کو گھیر لیا آپ ﷺ نے فرمایا انہیں ہم سے کون دور کرے گا اُسے جنت ملے گی اور وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا ایک اور انصاری آگے بڑھا اس نے لڑائی شروع کی اور شہید ہو گیا یہاں تک کہ وہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے بقیہ دو

ساتھیوں سے فرمایا ہمارے ساتھیوں نے ہمارے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا؟

حوالہ: صحیح مسلم شریف جلد دوم کتابُ الجھادِ والسیر باب غزوۃ اُحد حدیث نمبر 4526 ص نمبر 674

دلیل نمبر 173

تم پر جنتی شخص آنے والے ہیں

حدیث: عَن عَبدِاللّٰہِ ابنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَطَّلِعُ عَلَیکُم رَجُلٌ مِن اَھلِ الجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ اَبُو بَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ثُمَّ قَالَ یَطَّلِعُ عَلَیکُم رَجُلٌ مِن اَھلِ الجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر ایک شخص داخل ہوگا وہ جنتی ہے چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے کر آئے پھر فرمایا کہ تم پر ایک اور جنتی شخص آنے والا ہے اس مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے کر آئے۔

حوالہ

1۔ جامع ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1628 ص نمبر 709

تبصرہ:

یہ حدیث مبارکہ جہاں پر اختیارات رسول ﷺ کیلئے بہت بڑی دلیل ہے۔ وہاں پر یہ حدیث علم مصطفیٰ ﷺ کو بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے اور اختیارت سے بتا دیا کہ تم پر جنتی شخص آنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ علم مبارک تھا کہ میرا رفیق غار آنے والا ہے۔ جہاں آپ ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر دے دی ساتھ ہی اپنے اختیارات کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ﷺ عطاء کئے ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص

کے آنے کی میں تمہیں خبر دے رہا ہوں وہ جنتی ہے یہاں پر بات ختم نہ ہوئی بلکہ آپ ﷺ کی رحمت کا سمندر جوش مار رہا تھا۔ فرمایا تم پر ایک اور شخص آنے والا ہے وہ بھی جنتی ہے یعنی کہ اس کو بھی میں نے جنت دے دی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم انتظار کر رہے تھے کہ دیکھو اب کون سا خوش نصیب آنے والا ہے جس کو میرا نبی ﷺ جنت کی خوشخبری دے رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد جو ہم نے دیکھا تو وہ مرادِ رسول ﷺ جناب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لے کر آ گئے۔ تو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو علم بھی دے دیا ہے اور اختیارات بھی دے دیئے ہیں۔ کہ آپ ﷺ زمین پر بیٹھ کر لوگوں کو غیب کی خبریں بھی بتا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جنت بھی عطاء فرما رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرب نصیب فرمائے اور انکے عقیدے جیسا عقیدہ عطاء فرمائے (امین ثم امین)

دلیل نمبر 174

بخار کی وجہ سے صبر کرنے پر جنت کا انعام

حدیث: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ الْحُمّٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ ابْعَثْنِیْ اِلٰی آثَرِ أَهْلِكَ عِنْدَكَ فَبَعَثَهَا اِلَی الْاَنْصَارِ فَبَقِیَتْ عَلَیْهِمْ سِتَّةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیْهِنَّ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ فَأَتَاهُمْ فِیْ دِیَارِهِمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلَیْهِ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ دَارًا دَارًا وَ بَیْتًا بَیْتًا یَدْعُوْ لَهُمْ بِالْعَافِیَهِ فَلَمَّا رَجَعَ تَبِعَتْهُ اِمْرَأَةٌ مِنْهُمْ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَمِنَ الْاَنْصَارِ وَاِنَّ أَبِیْ لَمِنَ الْاَنْصَارِ فَادْعُ اللّٰهَ لِیْ كَـ[illegible] ت الْاَنْصَارِ قَالَ [illegible] شِئْتِ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ

يُعَافِيَكِ اِن شِئتِ صَبَرتِ وَلَكِ الجَنَّةُ قَالَت بَل أَصبِرُ وَلاَ أَجعَلُ الجَنَّةَ خَطَرًا ۔

ترجمہ: حضرت عطابن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخار حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول ﷺ مجھے ایسے گھروں کی طرف بھیجیں جو آپ ﷺ کے ہاں بہترین اور محبوب ہوں آپ ﷺ نے اسے انصار کی طرف بھیج دیا وہ ان کے پاس چھ دن اور چھ راتیں رہا۔حتی کہ یہ معاملہ ان پر سخت ہوگیا۔آپ ﷺ ان کے پاس ان کے لوگوں میں تشریف لے کر آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے اس کی شکایت کی آپ ﷺ واپس تشریف لے کر جب آئے تو ان کی ایک عورت آپ ﷺ کے پیچھے ہوئی اور عرض کیا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا ہے۔ بلاشبہ میں انصار میں سے ہوں اور میرے والد صاحب بھی انصار میں سے ہیں۔لہذا آپ ﷺ میرے لئے بھی دعا فرمائیں جس طرح آپ ﷺ نے انصار کیلئے فرمائی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح تیرا جی چاہے اگر تو چاہے تو تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کی دعا کروں گا اور اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اس عورت نے کہا کہ میں صبر کروں گی اور جنت کو خطرے میں نہیں ڈالتی۔

حوالہ

1۔ الادب المفرد امام بخاری باب یکتب للمریض ما کان یعمل وھو صحیح حدیث نمبر 502۔ ص نمبر 233

2۔ المعجم الکبیر امام طبرانی جلد نمبر 6 حدیث نمبر 302۔

3۔ مجمع الزوائد جلد دوم حدیث نمبر 305۔

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 14 ص نمبر 368/69

دلیل نمبر 175

قرآن کی تلاوت سن کر رونے والوں کیلئے جنت

حدیث کا ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں آج تم کو سورہ زمر کی آخری آیتیں پڑھ کر سناؤں گا۔ جسے ان سے رونا آ گیا وہ جنتی ہے۔ اب آپ ﷺ نے اس سورہ سے لے کر ختم سورہ تک کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ بعض روئے اور بعض کو رونا نا آیا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم رونا چاہتے تھے لیکن رونا نہیں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا میں پھر پڑھوں گا جسے رونا نا آئے وہ رونی شکل بنا کر بہ تکلف روئے۔

حوالہ

1۔ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم پارہ نمبر 24 تفسیر سورۃ الزمر ص نمبر 426

2۔ المعجم الکبیر امام طبرانی

دلیل نمبر 176

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی هُرَیرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولَ یَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِی زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِیءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَ قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ فَقَامَ عُکَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِیُّ یَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَیْهِ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ یَجْعَلَنِی مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ یَجْعَلَنِی مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ عُکَّاشَةُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ

فرماتے تھے میری امت میں سے ستر ہزار کا ایک گروہ بہشت میں جائے گا جن کے چہرے ایسے چمکتے اور روشن ہونگے جیسے چودھویں رات کا چاند ابو ہریرہ کہتے ہیں یہ حدیث سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اسدی جو اپنی دھاری دار کملی اوڑھے ہوئے تھے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ میں بھی اُن لوگوں میں سے ہو جاؤں آپ ﷺ نے دُعا کی یا اللہ عکاشہ کو اُن لوگوں میں سے کر دے اس کے بعد انصار میں سے ایک شخص کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ سبعون ألفا بغیر حساب (حدیث نمبر 1464 ص نمبر 645)

تبصرہ:

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میرے آقا ﷺ مالک ومختار جنت ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے حضرت عکاشہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! میرے حق میں بھی دعا فرمائیں کہ میں بھی اُن خوش نصیب لوگوں میں سے ہو جاؤں اب آگے میرے نبی کو اختیار حاصل تھا اگر اختیار نہ ہوتا تو کہہ سکتے تھے معاذ اللہ میں بے اختیار ہوں دعا کرنے سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو یہ علم تھا کہ کے مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ جس کو چاہوں دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دوں جیسا کہ آپ پچھلے اوراق میں واقعات پڑھ آئے ہیں اب جو حضرات اختیارات کو نہیں مانتے وہ فقط اتنا بتا دیں کہ کیا حضرت عکاشہ ان لوگوں میں سے ہیں یا نہیں جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے یقیناً مولوی صاحب یہی جواب دیں گے کہ جی ہاں وہ ان

خوش نصیبوں میں سے ہیں جو جنت میں بغیر حساب کتاب کے جائیں گے تو حضرت جی جب یہ مانتے ہو تو اختیارات کو کیوں نہیں مانتے اختیارات کی نفی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اندر منافقت ہے۔

دلیل نمبر 177

جو کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہو

حدیث کا ترجمہ:

جنگ احد کے دن آپ نبی پاک ﷺ زخمی ہو گئے تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے مبارک سے خون صاف کر کے پی لیا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو تھوک دو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو اس کو ہر گز نہ تھوکوں گا۔ اس کے بعد پلٹ کر لڑنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فریاما جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس کو دیکھ لے اس کے بعد وہ لڑے اور شہید ہو گئے۔

حوالہ

1۔ الرحیق المختوم ص نمبر 371 مولوی صفی الرحمان مبارک پوری وہابی مولوی ہندوستانی
2۔ مدارج النبوت شریف جلد نمبر اول ص نمبر 43 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
3۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 4 تفسیر سورۃ آل عمران ص نمبر 452

تبصرہ:

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے خدا کی خدائی کے بادشاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام کمالات و اختیارات سے نواز دیا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو جنت و جہنم کا بھی مالک و مختار بنا دیا ہے۔ جس

طرح کہ آپ نے پچھلے اوراق میں پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے کہ میرے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات عطا کیے ہیں۔ کہ آپ ﷺ جس کو چاہیں جب چاہیں جو چاہیں عطا فرما دیں کیونکہ آپ ﷺ مالک و مختار جنت ہیں۔ ملاحظہ ہو حدیث مبارک۔

دلیل نمبر 178

حدیث مبارکہ: حَدَّثَنَا عَبدُاللّٰہِ بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفیَانُ عَن عُمَرَ سَمِعَ جَابِر بنُ عَبدِ اللّٰہِ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَومَ أُحُدٍ أَرَیتَ اِن قُتِلتُ فَأَینَ أنَا؟ قَالَ فِی الجَنَّۃِ فَأَلقَی تَمَرَاتٍ فِی یَدِہِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا ایک شخص نے جنگ اُحد کے دن آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایئے اگر میں مارا جاؤں تو مارے جانے کے بعد کہاں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا بہشت میں وہ شخص یہ سن کر جو کھجوریں لیے ہوئے کھا رہا تھا اُن کو پھینک دیا پھر لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المغازی باب غزوۂ اُحد حدیث نمبر 1215 ص نمبر 595
صحیح مسلم شریف جلد دوم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید حدیث نمبر 4778 ص نمبر 763

نوٹ: قارئین گرامی آپ کو بتاتے چلیں کہ جہاں میرے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا مالک و مختار بنایا ہے وہاں جہنم پر بھی آپ کو اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث مبارک

دلیل نمبر 179

جہنم پر بھی آپ ﷺ کے اختیارات

حدیث: عَنَ أَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ جَاءَ اَعرَابِیٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَل أَخَذَتكَ أُمُّ مِلدَمٍ قَالَ وَمَا أُمُّ

مِلْدَمٍ؟ قَالَ حَرٌّ بَيْنَ الجِلدِ وَاللَّحمِ قَالَ لَا قَالَ فَهَل صُدِعَت قَالَ وَمَا الصُّدَاعُ قَالَ رِيحٌ تَعتَرِضُ فِي الرَّأسِ تَضرِبُ العُرُوق قَالَ لَا قَالَ فَلَمَّا قَامَ قَالَ مَن سَرَّهُ أَن يَنظُرَ إِلَىٰ رَجُلٍ مِنْ أَهلِ النَّارِ أى فَليَنظُرهُ ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کبھی بخار ہوا ہے۔ اس نے عرض کیا بخار کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جلد اور گوشت کے درمیان حرارت وگرمی۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: ''اچھا کبھی سر درد ہوا ہے؟'' اس نے عرض کیا سر درد کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہوا جو سر میں حائل ہو کر رگوں کو پھڑکاتی ہے''۔ اس نے کہا نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ آدمی اُٹھ کر چلا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ کسی جہنمی کو دیکھے تو اسے دیکھ لے۔

حوالہ

☆ الادب المفرد امام بخاری علیہ الرحمۃ باب کفارۃ المریض حدیث نمبر 495 ص 231

☆ مسند امام احمد جلد دوم ص 332

تبصرہ:

اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے ایک اعرابی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں کبھی بخار ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کبھی تمہیں سر درد ہوا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جس آدمی نے کسی جہنمی کو دیکھنا ہو تو وہ اس شخص کی طرف دیکھ لے۔ معزز قارئین گرامی بظاہر تو اس بات میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس کی وجہ

سے وہ جہنم کا مستحق ہوتا۔ ہاں اگر وہ بالفرض نماز کا تارک ہوتا، قرآن پاک کو پڑھنے والا نہ ہوتا، چور ہوتا یا شراب نوشی کرتا، چغلی کرتا، لوگوں کی غیبت کرتا، مطلب کہ کوئی بھی غیر شرعی کام کرتا تو چلو مان لیا جاتا کہ یہ شریعت کے حکموں کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ حالانکہ گنہگار کی بخشش کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ لیکن یہاں پر تو معاملہ ہی کچھ اور طرح کا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے نہ کبھی بخار ہوا ہے، نہ کبھی سر درد ہوا ہے، اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔

ایک چیلنج

اب میرا سوال ہے ان لوگوں سے جو اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں کہ جناب آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جس کو میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ وہ جہنمی ہے۔ اب آپ بتائیں کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی؟ اگر تو معترض یہ جواب دیں اور یقیناً دیں گے کہ جناب والا واقعی وہ جہنمی ہے تو پھر ایسے لوگوں سے پوچھیں کہ اس کا قصور کیا ہے؟ یقیناً یہ حضرات یہی جواب دیں گے ناں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ وہ جہنمی ہے۔ خواہ گناہ کچھ بھی نہ کیا ہو تو پھر جناب جی خدارا مان جاؤ اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میرے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیارات دے کر مالک و مختار جنت و جہنم کا کر دیا ہے۔ جس کو چاہیں جنت عطا فرما دیں، جس کے لئے چاہیں جہنم کی سزا لاگو فرما دیں۔ اب ہے دُنیا میں کوئی طاقت جو یہ کہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ جنت میں چلا جائے؟ نہیں صاحب نہیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اب تو جو زبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نکل گئی وہ حق ہے، سچ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاں اور ناں میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بنا دیا ہے۔

دلیل نمبر 180

اسلام کا دعویٰ کرنے والا جہنم میں

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا خَيبَرَ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّن مَعَهُ يَدَّعِي الاسلامَ هَـذَا مِن أَهلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضرَ القِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ القِتَالِ حَتّٰى كَثُرت بِهِ الجَرَاحَةَ فَأَهوَى بِيَدِهِ اِلَى كِنَانَتِهِ فَاستَخرَجَ مِنهَا أسهُماً فَنَحَرَ بِهَا نَفسَهُ فَاشتَدَّ رِجَالٌ مِنَ المُسلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَ اللّٰه حَدِيثَكَ انتحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفسَهُ فَقَالَ قُم يَا فُلَانُ فَأَذِن أَنَّهُ لَا يَدخُلُ الجَنَّةَ اِلَّا مُؤمِنٌ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِدُ الدِينَ بالرَّجُلِ الفَاجِرِ .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ نے کہا ہم خیبر کی جنگ میں موجود تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا جو (بظاہر) اسلام کا دعویٰ کرتا تھا (لیکن دل میں منافق تھا) یہ دوزخی ہے یہ شخص خوب لڑا اور بہت زخمی ہو گیا اب بعض لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے ارشاد میں شک پیدا ہونے کو تھی پھر ایسا ہوا زخموں کی تکلیف اس کو معلوم ہوئی تو اس نے ترکش میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکالا اور اپنے سینے پر رکھ کر سارا بوجھ اس پر ڈالا اور اپنے تیئں آپ مارلیا یہ دیکھتے ہی کئی مسلمان دوڑتے چلے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! اللہ نے آپ ﷺ کی بات سچی کی ہے اس شخص نے خودکشی کر لی ہے آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا اُٹھ اور لوگوں میں منادی کر دے بہشت میں وہی جائے گا جو مومن ہوگا اور اللہ تعالیٰ بدکار آدمی سے بھی دین کی مدد کراتا ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر حدیث نمبر 1353 ص نمبر 663

دلیل نمبر 181

میں مختار کل ہوں

عَن أَبِی سَعِیدٍ الخُدرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَن رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی المِنبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَینَ أَن یُؤتِیَہُ مِن زَھرَۃِ الدُّنیَا مَا شَآءَ وَ بَینَ مَا عِندَہُ فَاَختَارَ مَا عِندَہُ فَبَکیٰ اَبُو بَکرٍ وَ قَالَ فَدَینَاکَ بِآبَائِنَاوَ اُمَّھَاتِنَا فَعَجِبنَالَہُ وَقَالَ النَّاسُ اِلَی الشَّیخِ یُخبِرُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَن عَبدٍ خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَینَ أَن یُؤتِیَہُ مِن زَھرَۃِ الدُّنیَا وَ بَینَ مَا عِندَہُ وَ ھُوَ یَقُولُ فَدَینَاکَ بِآبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَکَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ المَخَیَّرُ وَ کَانَ اَبُو بَکرٍ ھُوَاَعلَمُنَاہُ بِہٖ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ جو دُنیا کی رونقیں اور بہار کی چیزیں ہیں وہ لے لے اللہ تعالیٰ سے یا جو کچھ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ پسند کر لے۔ پھر اس نے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو پسند فرمالیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ہمارے ماں باپ صدقے ہوں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے پر تعجب ہوا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس بزرگ کی طرف دیکھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک بندے کی بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اختیار دیا ہے کہ دُنیا کے جو مزے چاہے اللہ تعالیٰ اسے وہ عنایت کر دے یا جو اللہ تعالیٰ کے پاس

ہے اس کو پسند کر لے اور یہ کہتا ہے کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ پھر ہم کو معلوم ہوا کہ بندے سے مراد آپ ﷺ ہی ہیں۔ آپ ﷺ ہی کو اختیار دیا گیا تھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے جو یہ مطلب سمجھ گئے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 450 ص 278

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1086 ص 526

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ حدیث نمبر 6046 ص 295

☆ جامع ترمذی شریف جلد دوم ابواب المناقب حدیث نمبر 1593 ص 695 (ترمذی میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ جتنی دیر اس کا دل چاہے دُنیا میں رہے اور جو چاہے کھائے پیئے یا پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار کرے۔ دیکھیں مذکورہ حوالہ ترمذی شریف)

☆ سنن ابن ماجہ جلد اول باب ماجاء فی ذکر مرض النبی ﷺ حدیث نمبر 1683 ص 459

☆ الموطا امام مالک باب جامع الجنائز حدیث نمبر 46 ص 258

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب وفاۃ النبی ﷺ پہلی فصل حدیث نمبر 5703 ص 206

☆ مدارج النبوت جلد دوم ص 498 شیخ عبدالحق محدث دہلوی

☆ الرحیق المختوم ص 625 مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری وہابی

☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص 209 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 5 تفسیر سورۃ النساء ص 578

دلیل نمبر 182

حدیث مبارکہ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَصَحِيحٌ لَنْ يُقْبِضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ۔

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ حالت صحت میں یوں فرماتے تھے کہ کوئی بھی پیغمبر اس وقت تک وصال نہیں فرماتا جب

تک بہشت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے اور اس کو اختیار بھی دیا جاتا ہے (یعنی زندگی اور موت کا)

حوالہ

صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الدعوات باب دعا النبی ﷺ الھم الرفیق الاعلی حدیث نمبر 1274 ص568

دلیل نمبر 183

حدیث مبارکہ: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِن نَبِيٍ اِلَّا خَيَّرَ بَينَ الدُّنيَا وَالآخِرَةِ وَكَانَ فِي شَكوَاهُ الَّذِى قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتَهُ بُحَةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعتُهُ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيهِمَّ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصَّدِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمتُ أَنَّهُ خَيَّرَ۔

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو پیغمبر بیمار ہوتا ہے اس کو (مرنے سے پہلے) اختیار دیا جاتا ہے چاہے دنیا میں رہے چاہے آخرت کا سفر اختیار کرے موت کی بیماری میں آنحضرت ﷺ کو زور کا ٹھسکا لگا میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے مَعَ الَّذِينَ۔۔۔ اخیر تک۔ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی اختیار ملا ہے۔

حوالہ

صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر باب قولہٖ فأُولٰئکَ مَعَ الَّذِینَ أَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم مِنَ النبیین (حدیث نمبر 1694 ص نمبر 832)

صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب فضائل الصحابہ (حدیث نمبر 6171 ص نمبر 336)

تبصرہ

ان تمام احادیث مبارکہ میں نبی پاک ﷺ اپنے مختار کل ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا لوگو! اللہ کریم نے مجھے اختیار دیا ہے اور یہ اختیار کہاں تک ہے جو بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ جسے چاہوں اپنا لوں جسے چاہوں اختیار کرلوں جب اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت تک کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ تو پھر وہ کون سے اختیارات ہیں جو نبی پاک ﷺ کو حاصل نہیں ہیں۔ اگر قرآن وحدیث کو بحیثیت مسلمان پڑھا جائے اور محبت اور عقیدت سے غور کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا عقیدہ اپنا کر دیکھا جائے تو نبی پاک ﷺ کے کمالات اور اختیارات میں کوئی کمی نظر نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

دلیل نمبر 184

مسلمان بھائی سے ترک کلام کتنے دن تک جائز ہے

حدیث مبارکہ: عَنْ أَبِی أَیُّوبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ یَھْجُرَ أَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ یَلْتَقِیَانِ فَیَصُدُّ ھٰذَا وَ یَصُدُّ ھٰذَا وَ خَیْرُھُمَا الَّذِی یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین (راتوں) سے زیادہ چھوڑے رکھے (یعنی کہ ترک ملاقات رکھے یا خفا رہے) جب دونوں ملیں بھی تو یہ ادھر منہ پھیر لے وہ ادھر منہ پھیر لے ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو اسلام لینے میں ابتدا کرے۔

حوالہ

صحیح بُخاری شریف جلد سُوم بِکتَابُ الاستعذَ انِ بَابُ السَّلَامِ لِلمَعرِفَۃِ وَغَیرَ المَعرِفَۃِ حدیث نمبر 1161 ص نمبر 521 صحیح مسلم شریف جلد سوئم کتاب البرّ والصلۃ والادب 6407 ص نمبر 426

فائدہ

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے صرف تین دن تک ناراض رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد ناراضگی کی اجازت شریعت سے منع ہے اب آئیں دیکھیں میرے آقا ﷺ کا اختیار مبارک

دلیل نمبر 185

حدیث مبارکہ: وَقَالَ کَعبُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِینَ تَخَلُّفَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلمُسلِمِینَ عَن کَلَامِنَا وَذَکَرَ خَمسِینَ لَیلَۃً ۔

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب وہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہیں جا سکے تھے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو منع کر دیا کہ کوئی بھی ہم سے بات نا کرے ہماری پچاس راتیں اسی حالت میں گزر گئیں تھیں۔

حوالہ

صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الادب باب مایجوز ومن الھجر ان لمن عصی ص نمبر 459

پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ شریعت میں ترک کلام تین دن تک جائز ہے لیکن یہ حدیث ترجمانی کرتی ہے کہ آپ ﷺ مالک ومختار ہیں جس کے لئے جو چاہیں حکم نافذ فرمادیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پچاس دن تک ان صحابہ سے جو غزوۂ تبوک میں سے پیچھے رہ گئے تھے ترک کلام رکھنا ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کو اختیارات حاصل تھے جو چاہیں حکم نافذ فرمادیں۔

معترضین کی کتب سے حوالہ جات

معزز قارئین گرامی یہاں تک تو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی پاک ﷺ کی رحمت کے صدقہ سے قرآن و حدیث سے اختیارات رسول ﷺ بیان کئے ہیں جو کہ اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کے لئے تو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین بنیں گے اور انشاء اللہ یہ کتاب ایک چیلنج ہے گستاخانِ رسول ﷺ کے لئے۔ جس کا یہ جواب انشاء اللہ رہتی دُنیا تک نہیں دے سکتے۔ آئیں اب ہم ان لوگوں کی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں کہ میرا نبی ﷺ مالک و مختار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام اختیارات عطا کئے ہیں اور آپ ﷺ باذن خداوندی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی مشکلیں حل فرماتے ہیں۔

انشاء اللہ عزوجل۔ صلوعلی الحبیب (صلی اللہ تعالیٰ علی محمد ﷺ)

دلیل نمبر 186

نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں دیوبندیوں کے مولوی قاسم نانوتوی کا التجاء کرنا

مدد کر اے کرم احمد ﷺ کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو آپ ﷺ ہی ہم کو نہ پوچھیں گے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون آپ ﷺ کے سوا ہمارا غمخوار

حوالہ

☆ الشہاب الثاقب ص 191 شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحب دیوبندی

☆ فضائل اعمال باب درود شریف مولانا زکریا سہارنپوری دیوبندی ص 898

تبصرہ

کیوں جناب علمائے دیوبند و تبلیغی جماعت والو! آپ تو کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں اپنی مصیبتیں بیان کرنا، آپ ﷺ سے مدد مانگنا شرک ہے، کفر ہے۔ آپ ﷺ کو نفع ونقصان کا مالک ومختار سمجھنا یا آپ ﷺ سے اپنی مرادیں مانگنا یہ سب کچھ آپ کفر اور شرک سمجھتے ہیں۔ لیجئے تازہ دم آپ کو آپ ہی کے ایک حکیم الامت صاحب کا عقیدہ پیش کر دیتا ہوں۔

مولوی تھانوی کا فتویٰ مولوی قاسم پر ہی لگ گیا

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

کسی کو دُور سے پکارنا اور سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی، کسی کو نفع ونقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا یا روزی یا اولاد مانگنا یہ تمام کفر وشرک کی باتیں ہیں۔ دیکھیں کتاب بہشتی زیور ص46 مولوی اشرف علی تھانوی۔

لیجئے صاحب جی ایک اور حوالہ

آپ کے مولوی اسماعیل کیا لکھتے ہیں:

اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو شہیدوں کو، پریوں کو فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں۔ حاجت روائی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کو ٹالنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے، کوئی علی بخش، کوئی حسین بخش، کوئی پیر بخش، کوئی مدار بخش اور کوئی سالار بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بدھی پہنا تا ہے، کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے، کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے، کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ

جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے کرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں۔
چنانچہ یہ سب کچھ شرک اور کفر ہے۔

دیکھیں حوالہ

تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل دہلوی پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں ص 24

ان دو حوالوں پر تبصرہ

مجھے ان مولویوں کی کتابوں سے یہ عبارتیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے سینے میں عشق رسول ﷺ نہیں بلکہ عداوت رسول ﷺ ہے کہ ان مولویوں نے بتوں میں اور نبیوں میں کوئی فرق نہ چھوڑا۔ نبیوں کو معاذ اللہ بتوں سے ملا دیا اور مسلمانوں میں اور ہندوؤں اور سکھوں میں کوئی فرق نہ چھوڑا۔

ایسا بدعقیدہ رکھنے والی مٹھی بھر جماعت کو چیلنج

میں ان لوگوں کو سر عام ڈنکے کی چوٹ پر چیلنج کرتا ہوں کہ یہ جو آپ کے مولوی صاحبان ہیں۔ جنہوں نے یہ عبارتیں لکھی ہیں جو ہم نے ابھی آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ انبیاء کرام سے مدد مانگنا، ان کو مشکل کشاء سمجھنا، ان کے نام کی دہائی دینا، ان کو دور سے مدد کے لئے پکارنا وغیرہ۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ آپ اپنے مولوی قاسم نانوتوی پر کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے۔ حالانکہ وہ بھی تو نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں کرم کی بھیک مانگ رہا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ یارسول اللہ! آپ کے سوا ہمارا کوئی مددگار اور حامی نہیں ہے۔ یارسول اللہ! اگر ہم پر آپ ﷺ نظر کرم نہیں فرمائیں گے تو پھر ہماری بات کون پوچھے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ ہمارے غمخوار ہیں۔ اب ہے کوئی معترض جو اپنے مولوی قاسم پر کفر وشرک کا فتویٰ لگائے۔ مولوی قاسم نے یہاں ہی بس نہیں کیا بلکہ مزید عرض کرتے ہیں۔

دلیل نمبر 187

مولوی قاسم سے پھر نہ رہا گیا

اُمیدیں لاکھوں ہیں مگر بڑی اُمید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ تیرے سگان حرم کے پھروں
مروں تو کھائیں مجھے مدینہ کے مور و مار

حوالہ جات

☆ اکابر دیو بند اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص 210 مصنف محمد ارسلان بن اختر، مکتبہ ارسلان لاہور۔
☆ الشہاب الثاقب ص 193 مولوی حسین احمد مدنی دیو بندی
☆ فضائل اعمال باب درود شریف ص 898 مولوی زکریا سہارنپوری دیو بندی

تبصرہ

حضرت جی آپ تو کہتے ہیں کہ غلام نبی یا غلام رسول نام رکھنا شرک ہے۔ آپ کے مولوی صاحب نے تو یہاں پر حد ہی کر دی۔ عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے امیدیں تو بہت ہیں مگر سب سے بڑی امید یہ ہے کہ میرا نام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ شہر میں رہنے والے کتوں میں آ جائے۔ جتنی دیر میں زندہ رہوں، میرے گلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹہ ہو اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے کتوں کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر دوں اور جب مروں تو مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے درندے وغیرہ کھا جائیں۔ اب ہے کوئی ایسا مولوی جو اپنے مولوی قاسم پر کفر و شرک کا فتویٰ لگائے؟

دلیل نمبر 188

مولوی اشرف علی تھانوی کا نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرنا

دستگیری کیجئے میرے نبی ﷺ
کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی ﷺ
جز تمہارے ﷺ ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
ابن عبد اللہ ﷺ زمانہ ہے خلاف
اے میرے مولا ﷺ خبر لیجئے میری
میں ہوں بس اور آپ کا در یارسول ﷺ
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

حوالہ

☆ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص 173 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی۔

مولوی تھانوی اپنے ہی فتویٰ کی زد میں آ گئے

تبصرہ: کیوں جناب پھنس گئے نہ آپ کے حکیم الامت صاحب بھی۔ اپنی پہلی کتاب بہشتی زیور میں تو یہ فتویٰ لکھ دیا کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی، کسی کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، یہ سب کچھ شرک ہے۔

(بہشتی زیور ص 46)

اب تھانوی صاحب خود ہی اپنے اور اپنے مولوی اسماعیل کے فتویٰ کی زد میں آ کر کتنا بڑا شرک کر رہے ہیں اور کتنا بڑا شرک اپنی کتاب نشر الطیب میں لکھ رہے ہیں۔ ہندوستان میں بیٹھ کر آپ کا حکیم الامت نبی پاک ﷺ کی بارگاہ سے مدد مانگ رہا

ہے۔ یارسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ اگر میرا نبی ﷺ دور سے کسی کی فریاد سن نہیں سکتا تھا اور مدد کر نہیں سکتا تھا تو تھانوی صاحب کے متعلق کیا فیصلہ ہے کہ وہ پاگل ہیں یا کہ مشرک؟ پھر کہتا ہے کہ میری ہر مصیبت کے وقت آپ ﷺ میرے پیشوا ہوں۔ پھر کہتا ہے کہ آپ ﷺ کے علاوہ میری جہاں میں کوئی پناہ نہیں ہے۔ اتنا بڑا شرک کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی بھول گیا آپ کا تھانوی صاحب۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کو چھوڑ کر نبی پاک ﷺ سے پناہ مانگ رہا ہے۔ ہے کوئی جس نے مائی کا دودھ پیا ہو، لگائے تھانوی صاحب پر فتویٰ۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے ابن عبداللہ سارا زمانہ میرا دشمن ہے، کوئی بھی دوست نہ رہا، سب اپنے پرائے دشمن بن گئے۔ اے میرے مولا، اے میرے مددگار، اب آپ ﷺ ہی کی بارگاہ میں عرض کر رہا ہوں کہ خدارا میری خبر گیری کیجئے۔ پھر آگے عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! میں تو بس اب آپ کے در پر پڑا ہوا ہوں۔ اب مجھے دُنیا کا کوئی غم اور مصیبت پریشان نہ کرے۔ مولوی صاحب آپ کا حکیم الامت صاحب تو نبی پاک ﷺ کو وصال کے بعد یارسول اللہ ﷺ بھی کہہ رہا ہے اور مدد بھی مانگ رہا ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

دلیل نمبر 189

آپ کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا عقیدہ

نبی پاک ﷺ کو مشکل کشاء مان لیا

یارسول کبریا ﷺ

فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے

آپ ﷺ کی امداد ہو میرا یا نبی ﷺ

حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوا ہوں آج کل

اے میرے مشکل کشاء ﷺ فریاد ہے
چہرۂ تاباں تو دکھلا دیجئے مجھے
تم ﷺ سے اے نورِ خدا ﷺ فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے
ما شہ ﷺ ہر دو سرا ﷺ فریاد ہے

حوالہ

☆ نالہ امداد غریب مناجات ص 90/91 ۔

غور فرمائیں قارئین گرامی!

ایک مرتبہ میں پھر آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اشرف علی تھانوی کا فتویٰ پڑھیں کہ اکثر لوگ مشکل کے وقت ولیوں، پیغمبروں کو پکارتے ہیں۔ ان کی بارگاہ میں اپنی مصیبتیں بیان کرتے ہیں، ان کو مشکل کشاء مانتے ہیں۔ وہ مشرک ہیں، کافر ہیں اور ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں۔ دیکھیں مذکورہ حوالہ جات۔

☆ تقویۃ ایمان ص نمبر 24 ☆ بہشتی زیور ص نمبر 46

معزز قارئین گرامی خدارا اب یہاں سنجیدگی سے سوچئے کہ دیوبندیوں، تبلیغیوں کے پیرومرشد میرے نبی ﷺ کی بارگاہ میں کیا عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! آپ کی بارگاہ میں میری فریاد ہے۔ یارسول اللہ ﷺ میرا حال ابتر ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ میری مدد فرمایئے۔ پھر آگے عرض کرتا ہے کہ آج کل میں سخت مشکلوں میں پھنس گیا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ مشکل کشاء ہیں۔ میری بھی مشکل حل کیجئے۔ اے نور خدا اب تو اپنا نورانی خوبصورت جلوہ دکھا دو۔ میری آنکھیں آپ ﷺ کے چہرے کی زیارت کے لئے ترس گئی ہیں۔ دیوبندیو، تبلیغیو! بات کرو۔ آپ کے پیرومرشد تو نبی پاک ﷺ سے فریاد بھی کر رہے ہیں اور نبی پاک ﷺ کو مشکل کشاء بھی مان رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے حکیم الامت اور اسماعیل دہلوی کا دعویٰ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے، کافر

ہے۔ اب آپ کا فیصلہ حاجی صاحب کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق کیا ہوگا۔ جبکہ یہ وہ کام کر رہے ہیں جو شرک اور کفر کی طرف لے کر جاتے ہیں۔

بہت سنتے تھے پہلو میں شور دل کا
جب نکالا تو فقط اِک قطرہ خون کا نِکلا

دلیل نمبر 190

حاجی امداد اللہ مزید لکھتے ہیں

کر کے نثار آپ پہ گھر بار یارسول ﷺ
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یارسول ﷺ
اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تیرا تم ہو میرے مختار یارسول ﷺ
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسول ﷺ
گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یارسول ﷺ
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے بھی زیادہ کچھ نہیں درکار یارسول ﷺ

حوالہ

☆ گلزار معرفت ص 205 حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

دلیل نمبر 191

میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ ﷺ

مزید عرض کرتے ہیں حاجی صاحب کی فریاد

جہاز امت کا حق نے کر دیا آپ ﷺ کے ہاتھوں میں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ ﷺ
پھنسا ہوں بیطرح گرداب غم میں نا خدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ ﷺ

حوالہ: گلزار معرفت ص 205

کیوں جناب والا کیا سمجھ آئی کہ آپ کے پیرو مرشد نے تو حد کر دی۔ اگر ہم یہی عقیدہ بیان کریں تو ہم پر کفر و شرک کے فتوے لگ جائیں اور اگر آپ کے بزرگ بیان کریں تو عشر زکوٰۃ کا مال سمجھ کر کھا پی جاتے ہو اور ڈکار بھی نہیں مارتے اور آپ کی توحید میں بھی فرق نہیں پڑتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

ہم کھانستے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
آپ کھنگورے بھی ماریں تو چرچا نہیں ہوتا

اگر یہ عقیدہ جو ہم نے آپ کے بزرگوں کا بیان کیا ہے۔ اگر غلط ہے تو لگاؤ کفر و شرک کا فتویٰ اگر اپنے بزرگوں کو فتویٰ کی زد سے بچانا چاہتے ہو تو مان جاؤ سنی سچے ہیں۔

دلیل نمبر 192

حاجی امداد اللہ مہاجر صاحب کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء ماننا

دُور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب
کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب

ہادی عالم علی رضی اللہ عنہ مشکل کشاء کے واسطے

حوالہ

☆ ارشاد مرشد ص103 حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

تبصرہ:

اوہو مولوی صاحب یہ کیا ہو گیا۔ آپ تو نبی کریم ﷺ کو مشکل کشاء ماننے والوں کو کافر و مشرک، بے ایمان اور نہ جانے کیا کیا فتویٰ بازی کرتے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء مان کر آپ کے منہ پر ایسا زبردست طمانچہ مارا کہ آپ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اے میرے بیٹو! اگر تم مجھے اپنا پیرو مرشد مانتے ہو تو پھر میرا کہا مان لو۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء جان لو۔ مولوی صاحب مجھے بڑے ہی دکھ کے ساتھ یہ عرض کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ اب آپ لوگوں کے پاس دو ہی راستے ہیں۔ ایک طرف تو آپ کے پیرو مرشد کا ایمان اور محبت سے بھرا ہو عقیدہ ہے۔ دوسری طرف ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو آپ کے مولانا اسماعیل صاحب نے اور حکیم الامت صاحب نے کافرو مشرک بتایا ہے۔ حالانکہ خود بھی وہ نبی کریم ﷺ کو مشکل کشاء مان کر، حاجت روا مان کر اپنے ہی فتویٰ کے مطابق کفر و شرک کی سیڑھی پر سوار ہو گئے ہیں۔ اب آپ لوگوں کی مرضی ہے کہ ایک طرف شرک ہے اور ایک طرف آپ کے پیرو مرشد کی عقیدت و محبت ہے۔ اگر آپ شرک کا فتویٰ لگائیں گے تو پھر آپ کی پوری جماعت مشرک بنتی ہے۔ کیونکہ آپ کے عقیدے کی بنیاد ان لوگوں نے رکھی ہے جن کے متعلق آپ شرک کا فتویٰ دیں گے۔ اگر آپ شرک کا فتویٰ نہیں دیتے جو کہ یقینی بات ہے کہ آپ نہیں دیں گے تو پھر ثابت ہوا کہ ہمارا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا سچا ہے اور اسی عقیدے پر نجات ہے۔
(آگے محترم آپ کی مرضی)

دلیل نمبر 193

حاجی صاحب کا اپنے پیر و مرشد سے مدد مانگنا

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب اپنے پیر و مرشد میاں جیو نور محمد کی شان میں لکھتے ہیں

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا!
عشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دُنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سواروں سے ہر گز نہیں ہے التجاء
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑا کر یہ کہوں گا بر ملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

حوالہ

☆ امداد المشتاق مصنف مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی ص 121

تبصرہ:

حضرت یہاں پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی آپ کے پیر و مرشد اپنے مرشد میاں نور محمد کو مشکل کشاء مان کر حاجت روا جان کر اپنی تمام عرض و معرض اپنے پیر صاحب کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا تو میں تو اپنے پیر و مرشد کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا ''اے میرے

پیر و مرشد اس مصیبت کے وقت میری مدد کرو''۔ مولانا صاحب، اگر حاجی صاحب کے پیر و مرشد کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت اور اختیار دے رکھا ہے کہ وہ مشکل کے وقت اپنے مریدوں کی مدد کر سکتا ہے، ارے عقل کے اندھو! پھر میرے نبی کریم ﷺ کی شان کا کیا عالم ہوگا جو محبوب خدا ﷺ ہیں۔ اگر حاجی صاحب مشکل کے وقت اپنے پیر و مرشد کو پکار سکتے ہیں۔ اگر ان کے اوپر کوئی کفر و شرک کا فتویٰ نہیں لگ سکتا تو یقیناً ہم بھی مشکل کے وقت اپنے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض و معروض کر لیں تو ہم پر بھی کوئی فتویٰ نہیں۔ اگر ہم یا رسول اللہ ﷺ مدد کہہ لیں تو ہم مشرک اور کافر ہو جائیں۔ بقول آپ کی خود ساختہ اور من گھڑت کی شریعت کے مطابق اگر آپ کے پیر و مرشد ایسا عقیدہ اپنے پیر کے متعلق رکھیں تو کوئی فتویٰ نہیں ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال کے

ہر ایک پر تو لگا دیتا ہے کفر کا فتویٰ
اسلام کوئی تیرے باپ کی جاگیر نہیں ہے

بلے او چالاک مولویو!

دلیل نمبر 194

مرید کو مرشد کی قبر سے روزانہ پیسوں کا ملنا

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد کا ایک جولاہا مرید تھا۔ بعد انتقال کے حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کو محتاج ہوں۔ کچھ دستگیری فرمایئے حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار شریف سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت کو گیا۔ مزار شریف پر وہ شخص بھی وہاں حاضر تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھ کو ہر روز وظیفہ مقرر یہیں قبر سے ملا کرتا ہے۔

حوالہ:

☆ امداد المشتاق مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ص 123

تبصرہ:

مولوی صاحب ارے یہ کیا قیامت ٹوٹ پڑی کہ آپ کے حاجی صاحب کے مزار سے اس کے مرید کو روزانہ روپے ملتے تھے۔ مرید پیر صاحب کی قبر پر آ کر اپنی تنگدستی کا رونا رویا۔ اپنی مشکلات کو قبر پر بیان کیا۔ پھر پیر صاحب کی کرامت دیکھئے کہ مرید کی گفتگو کو سن بھی رہے ہیں، سمجھ بھی رہے ہیں اور روزانہ پیسے دے کر مدد بھی کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب یہ کیا ہو رہا ہے۔ قبر پر جا کر مصیبتوں کو عرض کر کے صاحب قبر سے مدد مانگنا پھر وہاں سے پیسوں کا ملنا۔ اچھا یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ قبر میں کون سا پیر صاحب نے حبیب بنک کھولا ہوا تھا یا وہاں کوئی نیشنل بنک کی برانچ میں آپ کے پیر صاحب کا اکاؤنٹ کھلا ہوا تھا جہاں سے منی ٹرانسفر ہوتی تھی۔ یا اے ٹی ایم مشین تھی جو خفیہ کوڈ سے پیسے نکالتی تھی جس کے کوڈ کا پیر صاحب یا مرید کو علم تھا۔ بھائی ہماری سمجھ سے تو یہ چیز بالاتر ہے۔ بہر حال ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کے بزرگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ صاحب قبر کی قبر پر جا کر اپنی پریشانی بیان کرنا، ان سے مدد مانگنا، مشکل حل کروانا اور آپ کے پیروں کا قبر میں پڑے ہوئے لوگوں کی حاجت روائی کرنا، مشکل کشائی کرنا، ان کو اپنے مزاروں سے پیسے دے کر مدد کرنا ثابت ہے۔ ارے جب آپ کے بزرگوں کے یہ عقیدے ہیں تو پھر آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ماننے کا نام تک نہیں لیتے۔

دلیل نمبر 195

مرید کے لئے شیخ مشکل کشاء ہے

جب مرید کو کوئی مشکل پیش آتی ہے اور مرید اس سے نجات پانے کا حاجت مند ہوتا ہے تو شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے تو فوراً وہ مشکل بعونہٖ تعالیٰ حل ہو جاتی ہے۔

حوالہ: امداد السلوک ص 133 مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی

دلیل نمبر 196

مولانا قاسم نانوتوی کے اختیارات

روزہ توڑ دینے پر بھی ثواب

حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا۔ ایک دن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت نانوتوی احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ آیئے مولانا!۔ میں نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ آیئے مولانا!۔ میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا۔ حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ افطار کا وقت بھی قریب تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مجھے اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیت و لذت محسوس ہوئی کہ میں نے کبھی روزہ کی حالت میں بھی نہیں دیکھی تھی۔

حوالہ

☆ ارواح ثلاثہ حکایت نمبر 373 ص 305 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

استغفر اللہ! معزز قارئین گرامی دیکھے آپ نے مولوی قاسم علی صاحب کے اختیارات کہ ایک تو مولوی رفیع الدین کا روزہ تڑوا دیا دوسرا فرما رہے ہیں کہ جتنا ثواب تم کو روزہ کی حالت میں ملنا تھا، اس سے زیادہ ثواب روزہ توڑنے میں ملا ہے۔ پھر مولانا صاحب کی عقیدت دیکھیں کہ جو مزہ اس دن آیا تھا وہ کبھی روزے کی حالت میں بھی نہیں آتا تھا۔ واہ جی واہ۔ دلیری ہو تو ایسی ہو۔

خود آپ ہی اپنی اداؤں پر غور کیجیے
ہم کہیں گے تو پھر شکایت ہو گی

دلیل نمبر 197

مولانا رشید احمد گنگوہی کے اختیارات

رشید گنگوہی کے بندے دوزخ میں نہیں جائیں گے

ایک صاحب گنگوہ میں حضرت رشید احمد گنگوہی کی مسجد میں بہت رویا کرتے تھے۔ ویسے بھی بہت روتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس سے دریافت کیا کہ تم اتنا کیوں روتے ہو؟ کیوں اتنا پریشان رہتے ہو؟ اس نے عرض کیا حضرت دوزخ سے بہت ڈرلگتا ہے۔ وہ آگ کیسے برداشت ہوگی؟ فرمایا نہیں نہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ تیرے بندوں یا آدمیوں کو دوزخ میں نہیں بھیجا جائے گا۔

حوالہ

☆ اکابر دیوبند اور عشق رسول ﷺ ص 62 تصنیف مولانا محمد ارسلان بن اختر مکتبہ ارسلان

معزز قارئین گرامی! اگر آپ اس کتاب کو خصوصی توجہ کے ساتھ پڑھ رہے ہیں تو میں یہاں پر تھوڑی سی وضاحت کردوں۔ ان کے مشہور و معروف مولوی عزیز احمد صدیقی کی ایک کتاب ارمغان عرب یعنی تقویۃ الایمان کا سلیس اور تفہیمی متن معہ فاتحہ تعارف جو اس وقت میرے سامنے پڑی ہے۔ مکتبہ جاء الحق نے اس کو شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر 87 پر مولوی اسماعیل دہلوی کا نمک خور غلام عزیز احمد صدیقی لکھتا ہے کہ مخلوق سے نسبت رکھنے والے نام جیسے غلام محمد، علی بندہ، کنیز فاطمہ، غلام حسین وغیرہ یہ سب نام مشرکانہ نام ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یعنی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اپنی اولاد کے یہ نام مت رکھنا کیونکہ یہ نام کافروں اور مشرکوں کے ہیں (استغفر اللہ ہزار بار استغفر اللہ)

دیوبندیوں کو چیلنج

میں ایسا بدعقیدہ رکھنے والوں کو کھلے لفظوں میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ لکھنے والو! یہ نام جو میں نے ابھی اس بے ایمان ظالم کی کتاب سے نقل کر کے لکھے ہیں کہ یہ نام مشرکانہ نام ہیں۔ مجھے پوری تاریخ اسلام میں سے کوئی بھی ایسا کافر یا مشرک مرد یا عورت دکھادو جس کا نام غلام محمد یا علی بندہ ہو، یا غلام حسین، یا کنیز فاطمہ ہو۔ مولوی صاحب خدا کا خوف کھاؤ، کیوں عوام کو گمراہ کرتے ہو؟ غلام محمد نام مشرکوں کا نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کے غلاموں کا نام ہے۔ ان کے دوسرے گرو جی نے بھی تقویۃ ایمان میں لکھا ہے کہ عبدالنبی نام رکھنا شرک ہے۔ تو اب یہ جو واقعہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس میں تو مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کھلے لفظوں میں دعویٰ کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ میرے آدمیوں کو میرے بندوں کو جہنم میں نہیں بھیجا جائے گا۔ ارے جب تمہارا مولوی مخلوق خدا کو اپنا بندہ، اپنا آدمی، اپنا غلام کہہ سکتا ہے اور کفر وشرک نہ لگے تو جو نبی پاک ﷺ کے غلام ہوں گے ان کی شان کا کیا عالم ہوگا؟ پھر مجھے یہ بھی بتاؤ کہ مولوی رشید احمد صاحب سے کس نے یہ وعدہ کیا کہ تیرے آدمیوں کو دوزخ میں نہیں بھیجا جائے گا۔ اگر یہ کہے کہ یہ وعدہ نبی کریم ﷺ نے کیا ہے پھر تو اختیارات رسول ﷺ ثابت ہو گئے۔ اگر کہے کہ جی ڈائریکٹ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تو کسی سے اس طرح وعدہ کرتا نہیں ہے جس طرح مولوی صاحب دعویٰ کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ خدا کا خوف کھاؤ۔ مولوی صاحب اگر وعدہ حضور ﷺ نے کیا ہے تو اختیارات کو مان جاؤ اگر خدا نے کیا ہے تو قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرو وگرنہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اب آپ کی مرضی ہے تین راستے ہیں جس کو مرضی چاہے اختیار کرلو جاؤ آپ کو ہم اختیارات دیتے ہیں کیا یاد کرو گے مولوی صاحب۔

دلیل نمبر 198

مولانا تھانوی صاحب کے اختیار اتھانہ بھون

مولوی اشرف علی کی وجہ سے غرق ہونے سے بچا ہوا ہے

ایک صاحب تھانہ بھون کے رہنے والے دہلی میں کسی مجذوب کے پاس دُعا کے لئے حاضر ہوئے تو اس نے کہا کہ تھانہ بھون ابھی تک غرق نہیں ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا حضرت میں تو دُعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں اور آپ بددعا فرما رہے ہیں۔ جواب دیا کہ تھانہ بھون اب تک ضرور غرق ہو جاتا مگر وہاں دو شخص ہیں، ایک مردہ ایک زندہ۔ ایک تو شاہ ولایت صاحب وہاں لیٹے ہوئے ہیں۔ ان بزرگ کا تھانہ بھون میں مزار ہے اور ایک مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی برکت سے تھما ہوا ہے۔

حوالہ

☆ ارواح ثلاثہ حکایت نمبر 430 ص 364 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دلیل نمبر 199

اختیارات جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ نے مرغا زندہ کر دیا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو سپرد کر گئی۔ کچھ روز کے بعد آ کر دیکھا کہ لڑکا نہایت لاغر اور دبلا ہو رہا ہے۔ اس کو بے حد رنج ہوا۔ وہ حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کرنے آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ مرغ کا گوشت کھا رہے ہیں تو اور بھی جل بھن گئی۔ عرض کیا حضرت آپ تو مرغ کھائیں اور میرے بیٹے کو سکھا دیا۔ آپ نے یہ سن کر جو ہڈیاں کھائے ہوئے مرغ کی آپ کے سامنے رکھی تھیں، ان کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ ''قم باذن اللہ'' اللہ کے حکم

سے کھڑا ہو جا۔ وہ مرغ بن کر چل دیا۔ اس وقت حضرت نے اس عورت سے فرمایا کہ جس وقت تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا اس کو بھی مرغ کھلایا جائے گا۔

حوالہ: حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات ص173 مرتب ابوالحسن اعظمی استاذ دارالعلوم دیو بند مکتبہ الحسن رائیونڈ۔ حضرت جی آپ لوگ تو کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کر کچھ نہیں سکتے یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے یہاں پر تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ مردوں کو زندہ کر رہے ہیں اگر آپ لوگوں کے بڑے ان باتوں کو مان کر یہ چیزیں اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں تو آپ کیوں نہیں مانتے کہ یارسول اللہ! کہنے والے سچے ہیں۔

دلیل نمبر 200

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے توڑ و بتا ہوا جہاز بچا دیا

ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سات اولیاء اللہ کیساتھ بیٹھے تھے نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا

حوالہ: امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص46 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دلیل نمبر 201

مرید نے قبر میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نام کا تعارف کروایا تو مصیبت حل ہو گئی

مولانا شاہ فضل الرحمان صاحب سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی مرا۔ جب مرا اور اس سے قبر میں سوال ہوا کہ مَن رَّبُّكَ، وَمَا دِينُكَ؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں تو بڑے پیر صاحب کا مرید ہوں اس پر فرشتے نے اسے ہنس کر چھوڑ دیا

حوالہ: حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات ص نمبر 33، مرتب مولانا ابوالحسن اعظمی استاذ دارالعلوم دیو بند مکتبہ الحسن رائیونڈ

دلیل نمبر 202

حاجی امداد مہاجر مکی کے اختیارات

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے بھی ڈوبتوں کو بچالیا

فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں؟ محبوب علی نقاش نے آ کر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا

حوالہ

☆ امداد المشتاق مولوی اشرف علی تھانوی ص نمبر 130

دلیل نمبر 203

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدنی نے اپنے مردہ بیٹے کو زندہ کر دیا

ان بزرگ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیر کی ایک مریدنی تھی۔ انکا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا۔ استاد نے کسی کام کو بھیجا۔ وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا۔ استاد کو خبر ہوئی اس نے جا کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی۔ آپ اُٹھ کر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی نصیحت کی۔ وہ مریدنی عرض کرنے لگی حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرما رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا ہے۔ تعجب سے کہنے لگی کہ میرا بیٹا؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا۔ کہنے لگی کہ میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہہ کر اس جگہ پہنچ گئی اور جا کر بیٹے کا نام لے کر پکارا۔ اے طاراس۔ اس نے جواب دیا ''جی اماں'' اور پانی سے زندہ نکل کر چلا آیا۔

حوالہ: بہشتی زیور ص 475 مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

دلیل نمبر 204

ایک شخص کی مردہ بیٹی کو میرے نبی کریم ﷺ نے زندہ کردیا

مواہب اللدنیا میں امام فخر الدین رازی اور دلائل النبوت میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اس وقت ایمان لاؤں گا جب آپ ﷺ میری مری ہوئی لڑکی کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ ''اے فلاں'' اسی وقت لڑکی قبر سے نکل کر کہنے لگی۔ لبیک وسعدیک یارسول اللہ!۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو دُنیا میں دوبارہ آنا پسند کرتی ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے دُنیا کی نسبت آخرت کو بہتر پایا ہے۔ اس کے والد نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔

حوالہ

☆ مدارج النبوت جلد اول ص 260 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ ص 71 نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی

دلیل نمبر 205

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو زندہ فرمادیا

جب نبی کریم ﷺ ان کے گھر مہمان بن کر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکرا ذبح کیا تھا۔ ان کے بڑے لڑکے نے یہ دیکھ کر کہ باپ نے کس طرح بکرے کو ذبح کیا ہے۔ اپنے چھوٹے بھائی کو لٹا کر گلے پر چھری چلادی۔ جب ان کی ماں نے یہ صورتحال دیکھی تو دوڑ کر ان کی طرف آنے لگی۔ بڑے لڑکے نے جب یہ دیکھا کہ ماں آرہی ہے تو اس نے بالا خانے سے چھلانگ لگادی اور وہ بھی گر کر مر گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو زندہ کردیا۔

حوالہ: مدارج النبوت ص 260

دلیل نمبر 206

میرے نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے

ایک بوڑھی مائی کا جوان بیٹا زندہ ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری جوان تھا۔ اس نے وفات پائی۔ اس کی اندھی بوڑھی مائی تھی کہ لوگوں نے اس جوان پر کپڑا ڈال دیا اور اس کی ماں سے لوگ افسوس کرنے لگے۔ اس نے کہا کہ کیا میرا لڑکا مر گیا ہے؟ لوگوں نے کہا ''ہاں''۔ وہ کہنے لگی ''خداوند تو میری فریاد رسی کرے گا۔ اے خدا تو مجھے اس مصیبت میں نہ ڈال''۔ ہم ابھی وہاں سے ہٹے بھی نہیں تھے کہ ہم نے مردہ کے چہرے سے چادر کو ہٹا کر دیکھا تو وہ زندہ تھا۔ پھر اس نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ اس عورت کا رسول اللہ ﷺ کے حضور میں استغاثہ کرنے کی برکت سے تھا۔

حوالہ

☆ مدارج النبوت جلد اول ص 261 شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی

دلیل نمبر 207

نبی کریم ﷺ کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کرنا

نبی کریم ﷺ کا اپنے والدین کریمین کا زندہ فرمانا اور ان کا ایمان لانا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لیکن محدثین ان احادیث کی صحت میں کلام کرتے ہیں اور بعض متاخرین انہیں ثابت کر کے درجہ اعتبار تک پہنچاتے ہیں۔

حوالہ ☆ مدارج النبوت جلد اول ص 261

☆ الخصائص الکبریٰ (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ فتاویٰ رضویہ (امام احمد رضا خاں بریلوی)

دلیل نمبر 208

غیر مقلدوں کی کتاب سے حوالہ

وہابیوں، غیر مقلدوں کے امام اور ان کے پیر و مرشد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ماں باپ کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

حوالہ

☆ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص 71 نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

دلیل نمبر 209

تکلیف کے وقت نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنا جائز ہے

لفظ یارسول اللہ! بلا لحاظ معنی اس طرح نکلا ہے جیسے لوگ بوقت مصیبت و تکلیف ماں باپ کو پکارتے ہیں تو بلاشک جائز ہے۔

حوالہ

☆ الشہاب الثاقب مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی ص 208

دلیل نمبر 210

تکلیف کے وقت یا محمد ﷺ کہنا

عَنْ عَبْدِالرَّحمٰنِ بنِ سَعدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَدِرَت رِجلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَہُ رَجُلُ اذکُر أَحَبَّ النَّاسِ اِلَیكَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک آدمی نے ان سے کہا کہ آپ اپنے نزدیک لوگوں میں سے

سب سے زیادہ محبوب کو یاد کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یا محمد ﷺ''

حوالہ جات

☆ الادب المفرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب ما یقول الرجل اذا خدرت رجلہ حدیث نمبر 964 ص 425

☆ عمل الیوم واللیلۃ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ جلد نمبر 1 ص 131

اس میں یہ الفاظ ہیں 'عن الھیثم بن الحنش قال کنا عند عبد اللہ بن عمر فخدرت رجلہ فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد قال فقام فکانما نشط من عقال۔

امام نسائی سے مروی ہے کہ ہیثم بن حنش روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا پاؤں شل ہو گیا۔ کسی نے ان سے کہا کہ اپنے سب سے زیادہ محبوب ہستی کو یاد کیجئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا ''یا محمد ﷺ'' اسی وقت ان کا پاؤں کھل گیا۔ دیکھئے مذکورہ حوالہ۔

☆ ابن الجعد فی المسند جلد نمبر 1 ص 369 حدیث نمبر 2539

☆ الطبقات ابن سعد جلد نمبر 4 ص 154

☆ عمل الیوم واللیلۃ امام ابن اسنی ص 188

☆ التاریخ امام یحییٰ بن معین جلد نمبر 4 حدیث نمبر 2953 ص 24

☆ الشفاء شریف قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ جلد نمبر 1 ص 498

☆ مدارج النبوت جلد اول ص 374

☆ الداء والدوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی ص 156

☆ ہدیۃ المہدی مولوی وحید الزمان حیدر آبادی وہابی ص 65

اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں جب سُن ہو گیا تو دوستوں سے اس کی شکایت کی تو لوگوں نے عرض کیا حضرت جو آپ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔ اس مصیبت اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے اس کا نام لیجئے۔ تو حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فوراً یا محمد ﷺ کہا تو وہ مصیبت پریشانی فوراً ختم ہو گئی

اور پاؤں بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا نام مبارک لینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلا جائے تاکہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوش ہو جائے۔

دلیل نمبر 211

مشکل وقت میں نبی پاک ﷺ کی پناہ مانگنا

عَنْ اَبِی مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَنَّہٗ کَانَ یَضرِبُ غُلَامَہٗ فَجَعَلَ یَقُولُ اَعُوذُ بِاللّٰہِ قَالَ فَجَعَلَ یَضرِبُہٗ فَقَالَ اَعُوذُ بِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَرَکَہٗ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ اَللّٰہُ اَقدَرُ عَلَیکَ مِنکَ عَلَیہِ قَالَ فَاَعتَقَہٗ ۔

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کو مارنا شروع کیا تو غلام یہ کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے پھر مارا تو وہ بولا میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر جتنی قدرت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدررت رکھتا ہے۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔

حوالہ

☆ صحیح مسلم شریف جلد دوم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیک حدیث نمبر 4196 ص 553

تبصرہ:

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مشکل کے وقت میں نبی پاک ﷺ کا نام مبارک لے کر پناہ مانگنا اور مصیبت کے وقت آپ ﷺ کے نام مبارک کی دوھائی دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے وگرنہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلام دونوں پر فتویٰ

لگے گا کہ غلام نے مصیبت کے وقت نبی پاک ﷺ کا نام کیوں لے کر پناہ مانگی اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کا نام مبارک سن کر غلام کو پناہ کیوں دی؟ اب پاکستان میں کون سا ایسا مفتی یا قاضی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل پر فتویٰ لگائے ایک طرف تو آپ کے مولوی صاحبان کی تحریریں ہیں کہ مشکل کے وقت نبی پاک ﷺ کا نام لینا آپ ﷺ کے نام کی دوھائی دینا شرک ہے دوسری طرف حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ثابت ہے تو معلوم ہوا آپ کے مولوی صاحبان کی نظریاتی سوچ غلط ہو سکتی ہے قرآن وحدیث غلط نہیں ہو سکتے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ غلط ہو سکتا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ڈائریکٹ دین میرے نبی ﷺ سے سیکھا ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو اگر تنقید کا نشانہ بناؤ گے تو پھر اللہ اور رسول ﷺ بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ بہتری اسی میں ہے کہ قرآن وحدیث کو مان کر اہلسنّت کے حق سچ ہونے کا اقرار کر لو اور یقین جانو نجات بھی اسی میں ہے۔

دلیل نمبر 212

وَعَنِ ابْنِ الْمُنكَدِرِ اَنَّ سَفِينَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَولٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخطَأَ الجَيشَ بِاَرضِ الرُّومِ اَو اُسِرَ فَانطَلَقَ هَارِبًا يَلتَمِسُ الجَيشَ فَاِذَاهُوَ بِالاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَاالحَارِثِ اَنَا مَولٰى رَسُولِ اللّٰهِ كَانَ مِن اَمرِى كَيتَ وَ كَيتَ فَاقبَلَ الاَسَدُ لَهٗ بَصبَصَةً حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوتًا اَهوٰى اِلَيهِ ثُمَّ اَقبَلَ يَمشِى اِلٰى جَنبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الجَيشَ ثُمَّ رَجَعَ الاَسَدُ۔

ترجمہ: حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے آزاد کردہ غلام روم شہر کی زمین میں لشکر کا راستہ بھول گیا یا قید کیا گیا تو وہ کافروں کے ہاتھ سے بھاگ کر نکل گیا۔ اس حال میں کہ وہ

لشکر کو ڈھونڈتا تھا۔ اچانک وہ ایک جنگل میں ایک بہت بڑے شیر سے ملا اور کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں اور اپنی تمام تر کیفیت اس کو سنائی۔ چنانچہ شیر اپنی دُم کو ہلاتا ہوا یہاں تک کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ تو جب شیر کوئی خوفناک آواز سنتا تو اس کی طرف قصد کرتا اور چلتا تھا وہ سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جب سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر میں پہنچ گیا تو وہ شیر واپس لوٹ آیا۔

حوالہ جات

☆ مشکوۃ شریف جلد سوم باب الکرامات دوسری فصل حدیث نمبر 5695 ص 203

☆ مدارج النبوت جلد دوم ص 589

☆ علامہ بغوی کی شرح السنہ

تبصرہ:

مولانا صاحب حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو یہ عقیدہ کس نے سکھایا تھا کہ اس مشکل اور مصیبت کے وقت نبی پاک ﷺ کا نام مبارک لے کر مصیبت دور کروالو اور یہ بھی بتاؤ کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر کیا فتویٰ ہوگا؟ اگر آپ شرک کہیں گے تو خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ توہین صحابہ رضی اللہ عنہ کفر ہے،۔ اگر آپ یہ کہیں کہ جی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے ٹھیک ہی کیا ہے تو پھر ہمارا مسلک سچا ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ باقی تمام فرقے اہلسنّت سے ہٹ کر گمراہ ہیں اس لیے حضرت صاحب خدارا گمراہ لوگوں کو چھوڑ کر ان لوگوں کے ساتھی بن جاؤ جو صراطِ مستقیم پر ہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ جنگل کا شیر درندہ بھی نبی پاک ﷺ کے نام کا حیا کرتا ہے حضرت سفینہ کا یہ عقیدہ تھا کہ

مجھے دُنیا والو لا وارث نہ سمجھو
وارث ہیں میرے وہ پیارے محمد ﷺ

ٹوٹے دلوں کے سہارے محمد ﷺ
ہیں بیچاروں کے چارے محمد ﷺ
میں قبر و حشر میں اور پل سے گذرتے
لگاؤں گا تیرے ہی نعرے محمد ﷺ

دلیل نمبر 213

وہابیوں کے چوٹی کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ ھَدَانَا نَبِیّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخرَجْنَا بِہٖ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ وَاٰتَانَا بِبَرَکَۃِ رِسَالَتَہٗ وَ یُمنِ سِفَارَتِہٖ خَیرَ الدُّنیَاءِ وَالاٰخِرَۃِ ۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے ہدایت عطا فرمائی ہے اور ہمیں آپ ﷺ کے وسیلے سے تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا ہے اور اس نے آپ ﷺ کی رسالت کی برکت سے ہم کو دُنیا اور آخرت کی خیرات عطا فرمائی۔

حوالہ: ☆ الصارم المسلول ص 9

دلیل نمبر 214

وہابیوں کے امام ابن قیم لکھتے ہیں:

اِنَّ کُلَّ خَیرٍ نَالَتَہٗ اُمَّتِہٖ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ فَاِنَّھَا عَلٰی یَدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: دُنیا و آخرت میں جو نعمت آپ ﷺ کی امت کو ملی ہے وہ حضور ﷺ ہی کے ہاتھ سے ملی ہے۔

حوالہ ☆ زاد المعاد علی ہامش الزرقانی جلد 1 ص 373

دلیل نمبر 215

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کا عقیدہ

وہابیوں غیر مقلدوں کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں:

از تو می خواہم رسول اللہ ﷺ مراد خویش را
چشم امیدم نمی گردو بروئے غیر باز

ترجمہ: یارسول اللہ! میں آپ ﷺ سے اپنی مراد طلب کرتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ میں اپنی حاجت کسی اور کے پاس نہ لے کر جاؤں گا۔

حوالہ: نفع الطیب ص 21

دلیل نمبر 216

مزید لکھتے ہیں:

آپ ﷺ قبل فتح مکہ کے زمین جاگیر میں دے دیتے تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا۔

حوالہ: الشمامۃ العنبریہ ص 51 نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

دلیل نمبر 217

الطاف حسین حالی لکھتے ہیں

غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کے متفقہ امام، جس نے اپنے کلام میں یہ اشعار لکھے ہیں

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہباں
بیڑا تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بابی و انت امی
دُنیا پہ تیرا لطف سدا عام رہا ہے

☆ مسدس حالی ص 109/111

دلیل نمبر 218

دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی کا عقیدہ

امت کو جو کچھ بھی ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں تو وہ آپ ﷺ ہی کی بدولت اور آپ ﷺ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔

حوالہ ☆ دل کا سرور ص 152

دلیل نمبر 219

دیوبندیوں کی متفقہ گواہی

فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ الشَّرِيفِ يَتَصَرَّفُ فِي الكَونِ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالىٰ كَيفَ شَآءَ ـ

ترجمہ: حضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، باذن خداوندی کون و جہاں میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

حوالہ: المہند علی المفند ص 126

دلیل نمبر 220

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا محبت بھرا عقیدہ

بنظر نمی آید مر مگر آنحضرت ﷺ کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے۔

ترجمہ: ہمیں نظر نہیں آتا مگر آنحضرت ﷺ ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔

مزید عرض کرتے ہیں:

جائے پناہ گرفتن بندگان وگریزگاہ ایشاں دروقت خوف ایشاں روزِ قیامت

ترجمہ: حضور ﷺ قیامت کے دن خوف زدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں۔

پھر لکھتے ہیں:

اے بہترین خلق خدا وائے بہترین عطا کنندہ والے کسیکہ امیداو داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے۔

ترجمہ: اے خلق خدا میں بہترین ایسے بہترین عطا کرنے والے اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت ٹالنے والے۔

پھر کہا:

تو پناہ ہندہ از ہجوم کردن مصیبتے

آپ ﷺ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں

حوالہ☆ نعتیہ قصیدہ اطیب النعم ص65

معزز قارئین گرامی!

اگر کتاب کی طوالت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے مزید اور بھی ایسے عقیدے

نقل کرتا جس میں انہوں نے میرے آقا ﷺ کو مالک و مختار مانا ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی مصیبتیں پیش کی ہیں۔ آپ ﷺ کو مشکل کشا، حاجت روا مانا ہے۔ ان وہابیوں، دیوبندیوں کے بڑوں نے تو سب کچھ تسلیم کر لیا لیکن یہ بد بخت ایسے ہیں کہ سوائے انکار کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ تو ہم نے جو دلائل قرآن و حدیث اور معترضین کی کتب سے پیش کئے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں آپ ﷺ پر نازل ہوں (آمین)

کفر کی ایک خفیہ سازش

ایک سوال ہر مسلمان کے ذہن میں ابھرتا ہے۔ جس کا اکثر لوگ بعض دفعہ اظہار بھی کرتے ہیں۔ مگر سوال کرتے ہیں اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے۔ اگر سنجیدگی سے غور بھی فرمائیں تو سمجھنا کوئی مشکل نہیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ

جب ہر فرقے والا بندہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر یہ اختلاف کیوں ہیں؟ کوئی کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو اختیارات حاصل ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ محض مجبور ہیں (معاذ اللہ) کچھ نہیں کر سکتے۔ سب اختیارات اللہ وحدہ لاشریک کو ہی ہیں۔ دیگر ایسے اختلافات جن میں نور بشر، حاضر و ناظر، علم غیب، ندائے یارسول اللہ وغیرہ۔ یہ سب مسائل آتے ہیں آخر یہ کیوں ہیں؟ جبکہ سب کا خدا ایک، رسول ایک اور سب قرآن و حدیث کو ماننے کے دعویدار ہیں۔ اگر سب قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر یہ اختلاف کیوں ہے؟

تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ تمام تر اختلافات ہندوستان میں انگریزوں کے قبضہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے اس علاقہ میں ان مسائل اور اختلافات کا وجود تک نہیں تھا۔ سب کے سب لوگ سچے پکے مسلمان تھے۔ یہ مسائل کسی کے ذہن میں بھی نہیں تھے۔ بلکہ اس سوچ کو بھی گناہ اور کفر جانتے تھے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضور

پاک ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔ پس وہ ہماری طرح بشر تھے اور ان کو کسی قسم کا اختیار نہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ ہر مسلمان نبی پاک ﷺ کو ساری کائنات سے اعلیٰ اور افضل جانتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ ہر کمال اور ہر خوبی جو پیدا کی گئی ہے وہ میرے نبی کریم ﷺ کو عطاء کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ اور بھی کمال اللہ کریم نے حضور سرور کائنات ﷺ کو عطاء فرما دیئے ہیں کوئی نبی اور رسول اور دیگر مخلوق میں سے بھی ہمارے آقا ﷺ کے ہم پلہ نہیں ہے۔ الختصر مسلمانوں کا یہ محبت اور عقیدت سے بھرا ہوا یہ عقیدہ عیسایت کی نفی کرتا تھا اور انگریز کو مسلمانوں کا یہ عشق بھرا عقیدہ گوارہ نہیں تھا۔ یہ عقیدے کی پختگی اس کی حکومت کیلئے خطرہ ثابت ہو سکتی تھی اور پھر ثابت ہوئی کہ پاکستان معرض وجود میں آ گیا اور انگریز کو ہندستان خالی کرنا پڑا۔ الختصر انگریز کو بھی یہ قطعاً گوارہ نہیں کہ کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر حضور پاک ﷺ کو مانے اور فضیلت دے۔ چنانچہ انگریز نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش تیار کی کہ ان مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں میں سے چند ایسے مذہبی رہنما تلاش کرو جو نفس کے بندے ہوں اور مال و دولت ان کی کمزوری ہو اور ان کو ہر قسم کی سہولت دے کر نوازا جائے۔ پھر ان سے عیسایت کے تحفظ کا کام لیا جائے کیونکہ انگریز کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضور پاک ﷺ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ چنانچہ انگریز نے چند ایسے لوگ تلاش کر لئے پھر ان کو مال و دولت سے نوازا تو ان مولویوں نے دنیا کے بدلے دین کو بیچ کر انگریز کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تیار ہو گئے۔

انگریز کا پروگرام کیا تھا۔۔۔؟

اب یہاں پر بھی ایک سوال جنم لیتا ہے کہ آخر انگریز چاہتا کیا تھا اور اس کا پروگرام کیا تھا۔ جس کو پورا کرنے کیلئے چند ملاں خریدے اور اتنی زبردست پلاننگ کی تو وہ واضع ہے کہ جیسے ہم پیچھے اشارہ دے چکے ہیں۔ کہ انگریز یہ چاہتا تھا کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ثابت کی جائے یعنی معاذ اللہ جو کمال حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تھے وہ کسی اور

میں نہیں تھے۔ یعنی وہ کمال امام الانبیا ﷺ میں بھی نہیں تھے جو جنابِ عیسیٰ علیہ السلام میں تھے (استغفر اللہ ہزار بار استغفر اللہ) اور نبی کریم ﷺ تو بس ایک عام آدمیوں کی طرح بشر تھے جیسے ہم ہیں نہ وہ کچھ کر سکتے تھے اور نہ ہی ان کو کسی قسم کا اختیار حاصل تھا اور نہ ہی وہ کوئی علم رکھتے تھے (معاذ اللہ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے غیب کا علم جانتے تھے، اندھوں کو آنکھیں دیتے تھے، بیماروں کو شفاء دیتے تھے اور کوڑھیوں کو شفاء دے سکتے تھے ان کو یہ سب اختیار حاصل تھے۔ انگریز نے فیصلہ کر لیا کہ جب تک جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت نبی پاک ﷺ پر ثابت نہ ہوگی عیسائیت کو سخت خطرہ ہے۔ اگر یہ مسلمان اسی طرح نبی پاک ﷺ کی فضیلتیں بیان کرتے رہے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کو یہ بھی کمال حاصل تھا اور یہ اختیار بھی حاصل تھا وہ مردے زندہ کر سکتے تھے، بیماروں کو شفاء دے سکتے تھے اور کائنات کا علم رکھتے تھے جو ہو چکا ہے جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے تمام چیزوں کا علم رکھتے تھے اور اسکے علاوہ سورج کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز کیلئے واپس لانا، چاند کے دو ٹکڑے کرنا دیگر کمالات اسی طرح بیان کرتے رہے نبی پاک ﷺ کی فضیلت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ثابت ہوتی رہی تو عیسائیت کو سخت خطرہ ہے اور ہمارا اقتدار بھی ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا ہماری بہتری اسی میں ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں میں سے چند لوگوں کو خریدو اور انہی کے منہ میں سے کمالات مصطفیٰ ﷺ کی نفی کرواؤ اس سے ایک تو عیسائیت کو فائدہ ہوگا اور دوسرا مسلمان مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ جس سے انکی طاقت ختم ہو جائے گی اور ہمارے اقتدار کو مضبوطی حاصل ہوگی یہ تھا انگریز کا پروگرام جس میں اس نے کچھ کامیابی بھی حاصل کر لی۔ چنانچہ انگریز کے خریدے ہوئے ملاؤں نے اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

انگریزی ملاؤں کی تبلیغ

چنانچہ پروگرام کے مطابق ان ضمیر فروش لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے کمالات کا انکار شروع کر دیا کہ حضور ﷺ یہ نہیں کر سکتے، وہ نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کو علم نہیں

تھا۔ اختیارات نہیں تھے۔ وہ بس ہماری ہی طرح بشر تھے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ سب کچھ انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور مال و دولت کے لالچ میں کرنا شروع کیا۔ مگر اس وقت کے علمائے حق کب یہ گوارہ کر سکتے تھے کہ کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے کمالات کا انکار کرے پھر خود کو مسلمان بھی کہلوائے۔ چنانچہ علمائے حق نے ایسے لوگوں کا تعاقب کیا۔ مگر ان انگریزی مولویوں کو انگریز حکومت کی حمایت حاصل تھی جس سے مسلمانوں کے غیض وغضب سے محفوظ رہے۔ ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے دفاع کے لئے توحید خداوندی کا لبادہ بھی اوڑھ لیا کہ ہم سب کچھ مسئلہ توحید کے لئے کر رہے ہیں اور لوگوں کو کفر وشرک سے بچانے کے لئے کر رہے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا فریب تھا۔ وہ در اصل عیسائیت کا تحفظ کر رہے تھے اور انگریز کے پروگرام پر عمل کر رہے تھے۔ کیونکہ جب تک نبی کریم ﷺ کے کمالات اور اختیارات کا انکار نہ کیا جائے، عیسائیت کا تحفظ نہیں ہوسکتا۔ اور آپ اگر تھوڑا سا ان کے عقائد پر غور کریں گے تو ان منکرین کے عقائد سے عیسائیت کی حمایت نظر آئے گی اور اسلام سے بغاوت نظر آئے گی۔

دلیل نمبر 221

اختیارات جناب عیسیٰ علیہ السلام

وَرَسُولاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُم بِاٰیَةٍ مِّن رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُم مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنفُخُ فِیْهِ فَیَکُونُ طَیْراً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَهَ وَالاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُم بِمَا تَاْکُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِیْ بُیُوتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِن کُنتُم مُّؤْمِنِیْنَ ۔ (پارہ نمبر 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 49)

ترجمہ: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی

سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ فوراً پرندہ بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

تبصرہ:

قرآن کریم کے ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیارات عطا فرمائے تھے۔ ایک تو وہ مٹی کا پرندہ بناتے، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ اڑنا شروع کر دیتا یعنی زندہ ہو جاتا۔ واقعتاً پرندہ بن جاتا۔ دوسرا اختیار یہ تھا کہ آپ کی بارگاہ میں کوئی کوڑھی آتا تو وہ عرض و معروض کرتا تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ اس کو شفاء دے سکتے ہیں۔ پھر تیسرا اختیار یہ تھا کہ اگر کوئی نابینا ہو تو اس کو بینائی دے سکتے ہیں۔ چوتھا اختیار یہ تھا کہ مردہ کو زندہ کر سکتے تھے۔ پانچواں یہ کہ جو آدمی گھر سے کھا کر آئے اور جو گھر میں بچا ہوا ہو وہ بھی بتا سکتے ہیں کہ تو فلاں چیز کھا کر آیا ہے اور اتنی کھا کر آیا ہے اور اتنا باقی تیرے گھر میں موجود ہے۔ یعنی علمِ غیب بھی رکھتے ہیں۔ یہ سب کمالات و اختیارات اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ اب ان اختیارات کا اقرار کرنا نہ کفر ہے اور نہ ہی شرک ہے۔ بلکہ جو ان کمالات اور اختیارات کو نہ مانے وہ کافر ہے، بے ایمان ہے، قرآن و حدیث کا منکر ہے جو آپ کے کمالات کو تسلیم نہ کرے۔ سبھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام یہ سب کچھ کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کمالات و اختیارات جناب عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ایسا کر سکتے تھے۔ اگرچہ ان کمالات و اختیارات کا ذکر تو قرآن نے کیا ہے مگر کوئی عیسائی بھی ان کا انکار نہیں کرتا حالانکہ وہ قرآن کریم پر ایمان

نہیں رکھتے۔ یعنی خواہ عیسائی ہو یا مسلمان ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان اختیارات کا انکار نہیں کر سکتا اور کمال کی بات یہ ہے کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے اختیارات کے منکر ہیں وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان اختیارات کے منکر نہیں۔ اگر ان لوگوں سے پوچھو کہ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیارات حاصل تھے یا نہیں؟ تو وہ لوگ اقرار کریں گے کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات دیئے ہیں اور وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ان اختیارات کا انکار کفر ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم کی نص سے ثابت ہو رہا ہے اور نص کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا اقرار ضروری ہے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیارات کا اقرار کفر و شرک نہیں ہے تو نبی کریم ﷺ کا اختیارات کا اقرار کیسے کفر و شرک ہو سکتا ہے؟ جو اللہ وحدہٗ لاشریک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اختیارات دے سکتا ہے، کیا وہ اپنے محبوب ﷺ کو نہیں دے سکتا؟ اگر نبی کریم ﷺ کے اختیارات کا انکار کرنا ہے تو پھر قرآن و حدیث سے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اللہ کریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو تو یہ اختیارات عطا فرمائے تھے مگر حضور پاک ﷺ کو عطا نہیں فرمائے تھے۔ جو یہ منکرین اختیارِ رسول ﷺ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اختیارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماننے سے توحید کو کوئی خطرہ نہیں تو نبی کریم ﷺ کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے بھی توحید کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مگر اصل مسئلہ وہی ہے کہ انگریز حکومت کو راضی کرنے کے لئے یہ لوگ ضمیر اور ایمان کا سودا کر چکے تھے اور انگریز حکومت کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کی افضلیت ثابت کی جائے۔ کیونکہ اس سے عیسائیت کو سخت نقصان تھا اور ان کو بوجہ عیسائی ہونے کے یہ گوارہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ انگریز نے ان لوگوں کو خرید کر حضور ﷺ کے کمالات و اختیارات کا انکار کروایا اور مسلمان گروہ بندی کا شکار ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی قوم مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گی تو وہ کمزور ہی ہو گی۔ پس یہ انگریز حکومت کی خواہش تھی جو ان لوگوں نے پوری کر دی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام کے اختیارات و کمالات کا اقرار

کرتے ہیں وہاں یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے کمالات و اختیارات بھی بیان کرتے تاکہ مسلمانوں کے ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتے اور عیسائیت کو معلوم ہوتا کہ اگر وہ نجات چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ حضور ﷺ پر ایمان لائیں اور ایمان تب لا سکتے ہیں جب تمام نبیوں سے حضور ﷺ کو افضل ثابت کیا جائے۔ کمالات میں، اختیارات میں، علم میں ہر چیز میں اعلیٰ و افضل ثابت کیا جائے۔ تب عیسائی کلمہ پڑھے گا ورنہ نہیں۔ مگر ان منکرین رسول ﷺ نے صرف انگریز حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے اختیارات و کمالات بیان نہیں کئے اور قرآن و حدیث کا انکار کیا۔ تو جب علمائے حق نے انگریزی مولویوں کا تعاقب کیا اور قوم کو بتایا کہ یہ صرف اور صرف پیٹ کے بندے ہیں، دُنیا حاصل کرنے کے لئے یہ لوگ توہین رسول ﷺ کرتے ہیں اور کمالات رسول ﷺ اور اختیارات رسول ﷺ کا انکار کر رہے ہیں۔ تو ان لوگوں نے توحید کا لبادہ اوڑھ لیا کہ ہم تو صرف مسئلہ توحید کا تحفظ کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا دھوکہ تھا اور فریب تھا۔ اگر جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیارات و کمالات کا اقرار کرنے سے توحید کو کوئی فرق نہیں پڑتا تو نبی کریم ﷺ کے کمالات و اختیارات کا اقرار کرنے سے بھی توحید کو کوئی خطرہ نہیں اور پھر ایک مومن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے کمالات بیان کرنے میں بخل کرے اور مومن ایسا کرتا بھی نہیں۔ یہ بخل صرف منافق کرے گا۔ کامل مومن ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کا غلام تو نبی کریم ﷺ کی فضیلت بیان کرے گا جو قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے۔ اب ان دو نمبر مولویوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ عیسائیت کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان کرتے۔ جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کو زندہ کیا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بتاتے کہ اگر جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی مردوں کو زندہ کیا ہے۔

المختصر

قرآن پاک سے یہ ثابت ہے کہ خالق کائنات نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیارات عطا فرمائے تھے کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتے تھے۔ کوڑھیوں کو شفاء دے سکتے تھے۔ اندھوں کو آنکھیں دے سکتے تھے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مار کر اللہ کریم کے حکم سے اُڑا سکتے تھے اور یہ سب کمالات اللہ کریم نے عطا فرمائے تھے۔ یہ سب کچھ آپ اللہ کریم کے حکم سے کرتے تھے۔ اگر ان اختیارات کا اقرار کوئی شرک نہیں ہے تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ کریم نے نبی پاک ﷺ کو فلاں فلاں اختیار دیا ہے تو وہ بھی کفر و شرک نہیں ہے۔ یا پھر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اللہ کریم کسی کو اختیارات دیتا ہی نہیں ہے۔ اگر یہ ثابت کرو گے پھر اختیارات رسول ﷺ کا انکار کر سکتے ہو ورنہ نہیں۔ مگر یہ لوگ کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

دلیل نمبر 222

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کیا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اگر آپ علیہ السلام حکم خدا سے کسی ایسے مردے کو زندہ کرتے جس نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو دیکھا ہوتا کہ اس سے ہمیں اور مزید معلومات حاصل ہوسکتیں۔ آپ علیہ السلام ان لوگوں کو لے کر چلے۔ ایک ٹیلے پر پہنچ کر وہاں کی مٹی اٹھائی اور فرمایا کہ جانتے ہو یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو علم ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ پنڈلی ہے حام بن نوح علیہ السلام کی۔ پھر آپ علیہ السلام نے اس ٹیلے پر اپنی لکڑی مار کر فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اسی وقت ایک بوڑھا سا آدمی اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا تو بڑھاپے میں مرا تھا؟ اس نے کہا نہیں، مرا تو میں جوانی میں ہی تھا لیکن اب دل پر یہ دہشت بیٹھی کہ قیامت قائم ہو

گئی ہے۔ اس دہشت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا! حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی بابت اپنی معلومات بیان کرو۔ اس نے کہا وہ بارہ سو ہاتھ لمبی اور چھ سو ہاتھ چوڑی تھی۔ تین درجوں کی تھی۔ ایک میں جانور اور چوپائے تھے۔ دوسرے میں انسان اور تیسرے میں پرند۔ جب جانوروں کا گوبر پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہاتھی کی دم ہلاؤ۔ آپ علیہ السلام کے ہلاتے ہی اس سے خنزیر نر و مادہ نکل آئے اور میلا کھانے لگے۔ چوہوں نے جب اس کے تختے کترنے شروع کیے تو حکم ہوا کہ شیر کی پیشانی پر انگلی لگا۔ اس سے بلی کا جوڑا نکلا اور چوہوں کی طرف لپکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو شہروں کے غرقِ آب ہونے کا علم کیسے ہو گیا؟ اس نے کہا کہ آپ علیہ السلام نے کوے کو خبر لینے کے لئے بھیجا لیکن وہ ایک لاش پر بیٹھ گیا اور دیر تک نہ آیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کے لئے ہمیشہ ڈرتے رہنے کی بد دعا کی۔ اس لئے وہ گھروں سے مانوس نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتا اور اپنے پنجوں میں خشک مٹی لے کر آیا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ شہر ڈوب چکے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اس کے گلے میں خصرہ کا طوق ڈال دیا اور اس کے لئے امن و انس کی دُعا کی۔ پس وہ گھروں میں رہتا سہتا ہے۔

حوالہ☆تفسیر ابن کثیر جلد دوم پارہ نمبر 12 تفسیر سورۃ ھود ص 475

دلیل نمبر 223

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو بلاتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کی قدرت سے جیتے جاگتے قبروں سے نکل آتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی میت کو زندہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ پہلی رکعت میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور دوسری رکعت میں الٓمٓ تَنْزِیْلُ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے پھر سات اسمائے باری پڑھتے

یَا قَدِیْمُ ۔ یَا خَفِیُّ ۔ یَا دَائِمُ ۔ یَا فَرْدُ ۔ یَا وِتْرُ ۔ یَا اَحَدُ ۔ یَا صَمَدُ

حوالہ☆تفسیر ابن کثیر جلد دوم پارہ نمبر 7 تفسیر سورۃ المائدہ ص 32

تو ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اختیارات عطا فرمائے تھے۔

دلیل نمبر 224

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اختیارات

آیت مبارکہ: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ۔

(پارہ نمبر 17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 81)

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کے حکم سے چلتی تھی۔ اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے۔

مزید حکم ربانی

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا ''اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی شخص کے لائق نہ ہو۔ تو بڑا ہی دینے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا۔ وہ آپ علیہ السلام کے حکم سے جہاں آپ چاہتے بہ نرمی پہنچا دیا کرتی تھی اور طاقتور جنات کو بھی ان کا ماتحت کر دیا۔ ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو اور دوسرے جنات کو بھی جو

زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ یہ ہے ہمارا عطیہ۔ اب تو احسان کر یا روک رکھ، کچھ حساب نہیں۔ (پارہ نمبر 23 سورۃ ص آیات 35 تا 39)

دلیل نمبر 225

حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع چیزیں

ہم نے زور آور ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا۔ جو انہیں ان کے فرمان کے مطابق برکت والی زمین یعنی ملک شام پہنچا دیا کرتی تھی۔ ہمیں ہر چیز کا علم ہے۔ آپ علیہ السلام اپنے تخت پر معہ اپنے لاؤ لشکر اور سامان اسباب کے بیٹھ جایا کرتے تھے اور پھر آپ علیہ السلام جہاں جانا چاہتے تھے ہوا آپ علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق گھڑی بھر میں وہاں پہنچا دیتی تھی۔ تخت کے اوپر سے پرندے اپنے پر کھول کر آپ علیہ السلام پر سایہ کرتے تھے۔ حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چھ ہزار کرسی لگائی جاتی۔ آپ علیہ السلام کے قریب مومن انسان بیٹھتے تھے ان کے پیچھے مومن جن ہوتے۔ پھر آپ کے حکم سے پرندے سایہ کرتے۔ پھر آپ علیہ السلام ہوا کو حکم کرتے تو وہ آپ کو لے چلتی۔ اسی طرح سرکش جنات بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے قبضہ میں کر دیئے تھے جو سمندروں میں غوطے لگا کر موتی اور جواہر وغیرہ نکال کر لے آیا کرتے تھے اور بھی بہت سے کام کاج کرتے تھے اور شیاطین بھی آپ کے ماتحت تھے جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے۔ اور ہم ہی سلیمان علیہ السلام کے محافظ و نگہبان تھے۔ کوئی شیطان آپ کو برائی نہیں پہنچا سکتا تھا۔ بلکہ سب کے سب آپ کے ماتحت، فرمانبردار اور تابع تھے۔ کوئی آپ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا تھا۔ آپ کی حکمرانی ان پر چلتی تھی۔ جسے چاہتے قید کرتے تھے، جسے چاہتے آزاد کر دیتے تھے۔

حوالہ ☆ تفسیر ابن کثیر جلد سوم پارہ نمبر 17 سورۃ الانبیاء ص 387

دلیل نمبر 226

آپ کے اختیارات پر حدیث مبارکہ کی تائید

ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ جب ملک الموت چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ ملک الموت تھا۔ اس نے عرض کیا وہ میری طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جس طرح میری روح قبض کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا آپ علیہ السلام مجھے ہندوستان پہنچا دیں۔ آپ علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا۔ ہوا نے اس شخص کو ہندوستان پہنچا دیا۔ پھر ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ تم اس شخص کی طرف غور سے کیوں دیکھ رہے تھے؟ ملک الموت نے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا کہ اس شخص کی روح ہندوستان میں قبض کرنی ہے اور میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ یہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ہندوستان کیسے پہنچے گا؟

حوالہ ☆ شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص 106

دلیل نمبر 227

اختیارات حضرت موسیٰ علیہ السلام

آپ کی دُعا سے مردے زندہ ہو گئے

وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُونَ ٥

ترجمہ: اور جب تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ جب تک ہم اپنے رب کو اعلانیہ نہ دیکھ لیں، ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ تم پر تمہارے دیکھتے ہوئے بجلی گری لیکن پھر ہم نے تم کو موت کے بعد زندہ کر دیا تا کہ تم شکر گذار بنو۔ (پارہ نمبر 1 سورۃ البقرہ آیات 56-55)

تبصرہ:

جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے ساتھ بنی اسرائیل کے 70 آدمیوں کو لے کر اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق کوہِ طور پر گئے اور ان لوگوں نے کلام الٰہی سنا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ ہم تو تب مانیں گے جب اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں۔ اس گستاخانہ سوال پر ان پر آسمان سے ان کے دیکھتے ہوئے بجلی گری اور ایک سخت ہولناک آواز بلند ہوئی۔ جس سے سب کے سب مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر گریہ وزاری کرنے لگے اور رو رو کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کرنے لگے "اے اللہ! میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ یہ جماعت تو ان کے سرداروں اور بہترین لوگوں کی تھی"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یونہی خشوع وخضوع کے ساتھ دُعا مانگتے رہے یہاں تک پروردگار نے ان کی اس دُعا کو قبول فرمایا اور ان مردوں کو زندہ کر دیا۔

حوالہ☆ تفسیر ابن کثیر جلد اول پارہ نمبر 1 تفسیر سورۃ البقرہ ص 112

دلیل نمبر 228

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی اور موت کا اختیار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُرسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوسَى عَلَيهِ السَّلَامِ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ أَرسَلتَنِي اِلَى عَبدٍ لَا يُرِيدُ المَوْتَ قَالَ اِرجِع اِلَيهِ فَقُل لَهُ يَضَعُ

يَدَهُ عَلَى مَتنِ ثَورٍ فَلَهُ بِمَا غَطَت بِهٖ يَدُهُ بِكُلِّ شَعرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ ثُمَّ الْمُوتُ قَالَ فَالْآنَ قَالَ فَسَئَالَ اللّٰهِ أَن يُدِينَهُ مِنَ الْأَرضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةً بِحَجَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَو كُنتُ ثُمَّ لَأَرَيتُكُم قَبرَهُ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحتَ الْكَثِيبِ الْأَحمَرِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موت کا فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے طمانچہ جڑا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی وہ پروردگار کے پاس لوٹ کر گیا اور عرض کیا تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ پروردگار نے فرمایا تو پھر اس کے پاس جا اور اس سے کہنا کہ ایک بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھو۔ جتنے بال اس کے ہاتھ تلے آئیں، اتنے برس وہ زندہ رہے گا۔ عزرائیل آئے اور پروردگار کا یہ پیغام پہنچایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہونا ہے؟ فرمایا پھر مرنا ہے۔ غرض ہر جاندار کے لئے موت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے یہ التجاء کی کہ مجھ کو مقدس زمین، بیت المقدس سے ایک پتھر کی مار کے برابر نزدیک کر دے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتا دیتا۔ راہ کے کنارے لال ٹیلے کے تلے۔

حوالہ جات

☆ صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز حدیث نمبر 1258 ص 596

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 629 ص 329

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوم کتاب الفضائل حدیث نمبر 6025 ص 282

☆ سنن نسائی جلد دوم حدیث نمبر 2061 ص 108

☆ مشکوٰۃ شریف جلد سوم باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام پہلی فصل حدیث نمبر 5467 ص 112

تبصرہ:

معزز قارئین گرامی قرآن پاک کی آیت مبارکہ اور حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی جناب کلیم اللہ علیہ السلام کو اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ آپ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے 70 سرداروں کو دوبارہ زندگی جیسی نعمت سے مالا مال کر دیا۔ حالانکہ اگر ایک سانس بھی انسان کا باقی ہو تو موت نہیں آ سکتی۔ موت اس وقت آتی ہے جب انسان کا کھانا پینا، سانس لینا، تقدیر کے کاغذوں میں ختم ہو گیا ہو۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو یہ کمالات عطا فرمائے ہیں اور یہ اختیارات دے دیئے ہیں کہ جب ان کے ہاتھ مبارک اللہ کریم کی بارگاہ میں اٹھ جائیں اور ان کے لب پر جنبش آ جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعاؤں سے مردے زندہ کر دیتا ہے اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کو زندگی اور وصال کا اختیار تک دیا ہوتا ہے۔ حالانکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام مقررہ وقت پر پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ایک طمانچہ مارا۔ وہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ کر گئے۔ یہ تمام تر واقعہ اس بات کی ترجمانی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور پیارے بندوں کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

دلیل نمبر 229

حضرت حزقیل علیہ السلام کی دُعا سے مردے زندہ ہو گئے

حدیث کا ترجمہ:

کچھ لوگ طاعون کے مارے اپنے شہر کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ ایک بستی میں جب پہنچے وہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مر گئے۔ اتفاق سے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی حضرت حزقیل

علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا۔ ان کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد 40 ہزار تھی۔

(حوالہ: تفسیر ابن کثیر جلد اول تفسیر سورۃ البقرہ ص 318 ترجمہ مولوی محمد صاحب جونا گڑھی وہابی)

دلیل نمبر 230

اختیارات حضرت یوسف علیہ السلام

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ○

ترجمہ: حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے۔ میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِی الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اسی طرح ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں چاہے رہے سہے۔ ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیک کاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ (پارہ نمبر 13 سورۃ یوسف)

دلیل نمبر 231

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

مصر کی زمین میں یوں حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی ہوئی۔ اب ان کے اختیار میں تھا کہ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں اور جہاں چاہیں مکانات تعمیر کروائیں۔

حوالہ ☆ تفسیر ابن کثیر جلد سوم پارہ نمبر 13 تفسیر سورۃ یوسف ص 2

دلیل نمبر 232

حضرت یوسف علیہ السلام کا اقرار کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ملک عطا فرمایا

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِن تَاْوِيْلِ الاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ اَنتَ وَلِيّٖى فِى الدُّنيَا وَالاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ○ (سورۃ یوسف پارہ نمبر 13)

ترجمہ: اے میرے پروردگار تو نے مجھے ملک عطا فرمایا اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھائی۔ اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دُنیا و آخرت میں میرا والی اور کارساز ہے۔ تو مجھے مسلمان مار اور نیکوں کے ساتھ ملا دے۔

تبصرہ:

قرآن پاک کی مذکورہ آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی جناب حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک مصر کی بادشاہی اور حکومت عطا فرمائی ہے اور جب کسی کو کسی ملک کی سلطنت دی جاتی ہے تو پھر اس کو اختیارات بھی عطا کئے جاتے ہیں۔ اختیارات کے بغیر حکومت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہی بھی عطا کی تھی اور ملک میں اختیارات و تصرفات بھی عطا کئے تھے۔ جس طرح آپ کا جی چاہے آپ کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص ان اختیارات کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ارے جو شخص حضرت یوسف علیہ السلام کے کمالات و اختیارات یا دیگر انبیاء کرام کے اختیارات کا انکار کرے وہ کافر ہے تو جو کلمہ پڑھ کر میرے نبی پاک ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا انکار کرے وہ کیسے مسلمان رہ سکتا ہے؟

دلیل نمبر 233

حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلہ سے مصر میں قحط ختم ہو گیا

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ بات مشہور ہے کہ جو قحط سالی کے سال باقی تھے وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیئے۔

حوالہ: ابن کثیر جلد سوم تفسیر سورۃ یوسف ص 15

دلیل نمبر 234

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے اختیارات و بادشاہی

آیت مبارکہ: وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝

(پارہ نمبر 16 سورۃ الکہف)

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا واقعہ دریافت کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں، میں ان کا تھوڑا سا حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں۔ ہم نے اسے زمین میں قوت عطا فرمائی تھی اور اس کو ہر چیز کے سامان بھی عنایت کر دیئے تھے۔

تبصرہ

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام مشرق سے مغرب تک سیاحت کر آئے تھے۔ اس لئے ان کو ذوالقرنین کہا گیا ہے۔ ہم نے اسے بہت بڑی سلطنت دے رکھی تھی۔ ساتھ ہی قوت و لشکر آلاتِ حرب، سب کچھ ہی دے رکھا تھا۔ مشرق سے مغرب تک اس کی سلطنت تھی۔ عرب و عجم سب اس کے ماتحت تھے۔ ہر چیز کا اسے علم دے رکھا تھا۔ زمین کے ادنیٰ اعلیٰ نشانات بتلا دیتے تھے۔ تمام زبانیں جانتے تھے۔ جس قوم سے لڑائی ہوتی

اس کی زبان بول لیتے تھے۔

دلیل نمبر 235

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک سوال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک مرتبہ سوال پوچھا گیا کہ ذوالقرنین علیہ السلام مشرق ومغرب تک کیسے پہنچ گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بادلوں کو مسخر کر دیا تھا اور تمام اسباب مہیا کر دیئے تھے اور پوری قوت وطاقت دے دی تھی۔

حوالہ

☆ تفسیر ابن کثیر جلد سوم پارہ 16 تفسیر سورۃ الکھف ص 272-271

قارئین گرامی قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور تفسیر سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کو اختیارات، دولت، علم، قوت مطلب کہ ہر چیز عطا فرما دی تھی اور بادلوں کو آپ کے لئے مسخر کر دیا گیا تھا۔ یعنی کہ آپ علیہ السلام کو یہ اختیارات حاصل تھے کہ جس طرح آپ علیہ السلام چاہیں ان سے تمام کام لے سکتے تھے۔

دلیل نمبر 236

جناب حضرت داؤد علیہ السلام کے اختیارات

آیت مبارکہ: إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝ (سورۃ ص پارہ نمبر 23 آیات نمبر 18 تا 20)

ترجمہ: ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں اور اڑتے جانور جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر

فرمان رہتے اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور اسے حکمت دی تھی اور بات کا فیصلہ سمجھا دیا تھا۔

تبصرہ:

قرآن پاک کے ان الفاظ سے حضرت داوٗد علیہ السلام کے اختیارات ثابت ہو رہے ہیں۔ رب العالمین فرما رہا ہے کہ میں نے جناب داوٗد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کر دیئے ہیں۔ اب جبکہ جناب داوٗد علیہ السلام جو بھی حکم فرمائیں گے پہاڑوں کو اس کی تعمیل کرنا ہو گی۔ یہ وہ اختیارات ہیں جن پر اہلسنّت کا ایمان ہے اور یہ عقیدہ قرآن پر ایمان ہے، کفر و شرک نہیں ہے۔ بلکہ اس کا انکار گمراہی، جہالت اور قرآن کریم کی مخالفت ہے۔ کیونکہ جب اللہ کریم اعلان فرما رہا ہے کہ ہم نے داوٗد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کر دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اختیار دیا ہے۔ اب داوٗد علیہ السلام کو یہ اخیار حاصل ہے کہ جس پہاڑ کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں اور آپ علیہ السلام جو بھی حکم فرمائیں گے پہاڑ کو اس پر عمل کرنا ہو گا۔ اور پھر فرمایا کہ پرندوں کو ہم نے جمع کر کے ان کو بھی حکم دے دیا کہ میرا نبی جناب داوٗد علیہ السلام تمہیں جو بھی حکم دے دیں، تم اس کے پابند ہو اور جناب داوٗد علیہ السلام کو پرندوں پر بھی اختیار دے دیا گیا۔ اب ہر پرندہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ پرندوں سے جو چاہیں کام لیں وہ کریں گے۔ آپ علیہ السلام جو چاہیں حکم دیں وہ تعمیل کریں گے۔ اور پھر فرمایا کہ آپ کو تمام اختیارات دے کر آپ کی سلطنت بادشاہی کو آپ کے لئے مضبوط کر دیا ہے۔ سلطنت تو اس وقت تصور کی جائے گی جب اختیارات کو تسلیم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

دلیل نمبر 237

جناب حضرت داؤد علیہ السلام اور جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کے متفقہ اختیارات

آیت مبارکہ: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْماً وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ○ (سورۃ النمل پارہ نمبر 19 آیت نمبر 15-16)

ترجمہ: ہم نے یقیناً داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم دے رکھا تھا اور دونوں نے کہا تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ داؤد علیہ السلام کے وارث سلیمان علیہ السلام ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں سب کچھ عطا کیا گیا ہے۔ بیشک یہ بالکل کھلا ہوا فضل الٰہی ہے۔

تبصرہ مذکورہ آیت مبارکہ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ان تمام نعمتوں کی خبر دی ہے جو اس نے اپنے بندوں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر انعام فرمائی تھی کہ کس طرح دونوں جہاں کی دولت سے انہیں مالا مال فرما دیا۔ ان نعمتوں کے ساتھ ساتھ اپنے شکریے کی بھی توفیق دی تھی۔ دونوں باپ بیٹا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کی شکر گذاری کیا کرتے تھے اور اس کی تعریفیں بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ پورا ملک اور یہ زبردست طاقت انسان، جن، پرند سب

تابع فرمان ہیں۔ پرندوں کی زبان بھی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ خاص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جو کسی انسان پر نہیں ہوا۔ ساتھ ہی یہ نعمت بھی حاصل ہوئی تھی کہ ایک بادشاہت میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے سب حضرت سلیمان علیہ السلام کو قدرت نے مہیا کر دی تھیں۔ یہ تھا اللہ تعالیٰ کا کھلا احسان آپ علیہ السلام پر۔

حوالہ

☆ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم پارہ 19 تفسیر سورۃ النمل ص 58

دلیل نمبر 238

اختیارات حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ ۝

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے فرمایا درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا۔ قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔ اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ پھر اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں حضور اسے حاضر کر دوں گا ایک پلک جھپکنے سے پہلے۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(پارہ نمبر 19 سورۃ النمل آیت 38 تا 40)

تبصرہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو بلقیس کا تخت لائے؟ ایک جن نے عرض کیا حضور میں لاتا ہوں۔ فرمایا کتنی مدت میں؟ جن نے عرض کیا حضور دربار ختم ہونے سے پہلے پیش کرسکتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی اس سے جلدی لانے والا بھی ہے؟ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کا ایک عالم باعمل کھڑا ہوگیا جو کتاب کا علم رکھتا تھا۔ عرض کرنے لگا حضور میں حاضر خدمت کر دیتا ہوں۔ فرمایا کتنی مدت میں؟ تو حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ جو عالم تھے عرض کرنے لگے کہ حضور آپ حکم دیں میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ آنکھ جھپکنے سے پہلے سب کچھ کرسکتا ہوں۔ چنانچہ ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا اور تخت بلقیس سامنے دیکھا۔ اب قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض کو اختیارات عطا فرمائے ہیں اور پھر ان کو اپنے اختیارات کا علم بھی ہے۔ اگر اختیارات نہ دیئے ہوتے تو حضرت آصف بن برخیا یہ کبھی بھی دعویٰ نہ کرتے کہ میں آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت پیش کرسکتا ہوں۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت آصف بن برخیا نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات استعمال کرتے ہوئے تخت پیش کر دیا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ اختیارات عطا نہ فرماتا تو حضرت آصف بن برخیا کیسے تخت لا سکتے تھے؟ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اختیار دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا کہ میرے اللہ کا فضل ہے اور اس کی مہربانی ہے جس نے یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ آصف بن برخیا تخت پیش کرسکتے ہیں۔ اب حضرت آصف بن برخیا کے اختیارات کو ماننا قرآن پر ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص انکار کرے گا تو وہ قرآن کا انکار کر رہا ہے اور قرآن پاک کا انکار ایمان نہیں ہوسکتا۔ قرآن پاک کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا ایمان والوں کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اختیارات دیتا ہے۔ جس طرح کہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے۔

ایک اعتراض

بعض لوگ ہو سکتا ہے کہ یہاں ایک اعتراض پیدا کریں۔ اگرچہ ان کا یہ اعتراض فضول ہے۔ یہ اعتراض منافقت کی علامت اور عداوت رسول ﷺ کی دلیل ہوگا۔ اگر نبی پاک ﷺ سے عداوت نہ ہوتی تو یہ اعتراض وغیرہ پیدا نہ ہوتے۔ اعتراض یہ ہے کہ جناب معجزات کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ کے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، یا حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام یا حضرت آصف بن برخیا کے واقعات جو قرآن سے پیش کیے گئے ہیں وہ ان کے معجزات ہیں۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ خوبیاں عطا ہونا معجزہ میں ان کا استعمال انبیاء علیہم السلام کا اختیار ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیار تھا کہ وہ مٹی کا پرندہ بناتے۔ پھر اس میں پھونک ماریں تو وہ پرندہ اڑنے لگتا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں ایسا کر سکتے تھے۔ اسی طرح جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑھیوں کو شفاء دینے کا معجزہ عطا ہوا۔ آگے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اختیار حاصل ہیں کہ وہ جس کو چاہیں شفاء دیں۔ جس کو نہ چاہیں شفاء نہ دیں۔ جس کو چاہیں آنکھیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں اور جب چاہیں دیں اور جب چاہیں نہ دیں۔ جس کا چاہیں مردہ زندہ کر دیں، جس کا نہ چاہیں نہ کریں۔ جب چاہیں مردہ زندہ کر دیں جب چاہیں نہ کریں۔ جس کو چاہیں بتائیں کہ تو فلاں چیز کھا کر آیا ہے، جس کو نہ چاہیں نہ بتائیں۔ یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر حکم جاری کرنے کا معجزہ دیا گیا مگر یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار حاصل تھا کہ جب چاہیں حکم جاری کریں اور جب نہ چاہیں نہ کریں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو اختیار حاصل ہے کہ جب چاہیں پرندوں کو یا پہاڑوں کو جو چاہیں حکم جاری فرما دیں اور جو نہ چاہیں نہ فرمائیں۔ یہ تمام تر اختیارات ان کو حاصل تھے کہ وہ جب چاہیں ان اختیارات

کا استعمال کر سکتے تھے اور یہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں۔

ہر شخص کو اختیارات دیئے گئے ہیں

اختیارات کے مسئلہ پر یہ اختلاف ایک عجیب بات ہے اور ساتھ ہی ساتھ پریشانی ہوتی ہے کہ یہ لوگ جو اختیارات رسول ﷺ کا انکار کرتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن و حدیث میں غور نہیں کرتے؟ اگر قرآن و حدیث میں غور کریں تو یہ مسئلہ کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ اگر قرآن و حدیث کے علاوہ دُنیا کی طرف غور کریں۔ اگر دُنیا کی طرف بھی غور کرنے کی توفیق نہیں ملی تو کم از کم خود پر غور کریں۔ تب بھی یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور یہ جھگڑا ختم ہو سکتا ہے۔ مگر کیسے بیوقوف لوگ ہیں جو خود پر بھی غور نہیں کرتے۔ اگر یہ لوگ خود پر بھی غور کریں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو اختیار دیئے ہیں۔ مثلاً اللہ کریم نے ہر بندے کو آنکھ عطا فرمائی ہے۔ ساتھ یہ اختیار بھی دیا ہے کہ اس کا اب غلط استعمال کرے یا صحیح۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ عطا فرمائے ہیں اور ساتھ یہ اختیار بھی دیا ہے کہ ان سے نیکی کریں یا گناہ۔ پاؤں عطا فرمائے ہیں، نیکی کی طرف جائے یا برائی کی طرف۔ ہر عضو پر ہر بندے کو اختیار حاصل ہے۔ جیسے چاہے ان کو استعمال کرے۔ جائز استعمال کرے یا ناجائز بندہ کو اختیار دیا گیا ہے۔ اگر بقول معترض کے یہ کہا جائے کہ کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں پھر جزاء وسزا کا مسئلہ ختم ہوا۔ ہر گمراہ کہے گا کہ میں تو کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ میں تو بے گناہ ہوں (معاذ اللہ)۔ یعنی ہر جرم کرنے کے بعد وہ خود کو بیگناہ قرار دے گا کہ بندہ تو کچھ کر ہی نہیں سکتا، جو کچھ کیا ہے اللہ نے ہی کیا ہے۔ ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق تو پھر مجرم بے گناہ ہیں۔ اور اگر کسی کو مجرم ثابت کرنا ہوگا تو پھر کہنا ہوگا کہ اللہ کریم نے تمہیں مختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اختیار دیا ہے۔ چاہے نیکی کرے یا برائی کرے۔ لہٰذا جب تم کو اختیار تھا تو تمہیں چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نیکی کی راہ اختیار کرتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ کریم نے ہر بندے کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ ہم سے درجوں میں بلند ہیں

ان کو اللہ کریم نے ہم سے زیادہ اختیار دیئے ہیں۔ یعنی ولی، غوث، قطب یا دیگر مقبولان بارگاہ خداوندی۔ اسی طرح انبیاء کرام سب سے زیادہ بلند درجے والے ہیں۔ ان کو سب سے زیادہ اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ جیسا کہ آپ پچھلے اوراق میں قرآن وحدیث کے ثبوت سے پڑھ چکے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے چاہیں ہوا کو حکم دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسے چاہیں آنکھ عطا فرمائیں، جسے چاہیں شفاء عطا کریں۔ جس مردے کو چاہیں زندہ کریں۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ کریم نے ساری خدائی کی بادشاہی عطا کی ہے۔ جیسے چاہیں کریں۔ جو چاہیں حکم جاری فرمائیں۔ کسی کو نمازوں میں رعایت عطا فرمائیں۔ کسی کو ریشم پہننے کی اجازت عطا فرمائیں۔ کسی کو سونے کے کنگن پہنائیں۔ کسی کو روزے کی حالت میں جرم ہو جانے پر کھجوریں دے کر خود کھانے اور اپنے بچوں کو کھلانے کا حکم دیں۔ یہ سب اختیارات نبی پاک ﷺ کو عطا کئے گئے ہیں۔ اور اگر نبی پاک ﷺ کے اختیارات کا انکار کیا جائے گا تو پھر نبی پاک ﷺ کے فیصلوں کا انکار کرنا پڑے گا اور اختلاف کرنا پڑے گا۔ اور جو شخص نبی پاک ﷺ کے فیصلوں کا انکار کرے گا وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر 65)

ترجمہ: تو اے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ مانیں اور پھر جو کچھ آپ ﷺ حکم فرمائیں اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

قرآن پاک کے ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ جو نبی کریم ﷺ کے فیصلوں کو نہیں مانے گا وہ مومن نہیں ہوگا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے جو اختیارات استعمال کرتے ہوئے

اپنے غلاموں کو رعایتیں دی ہیں وہ درست ہیں اور حضور ﷺ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل ہیں۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے اختیارات کو نہیں مانتے وہ ان فیصلوں کے خلاف ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنے غلاموں کے بارے میں کئے ہیں وہ جو آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ جو بندہ نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے خلاف ہوگا وہ مومن نہیں ہوگا۔ لہٰذا ایمان اس بات میں ہے کہ حضور پاک ﷺ کو مختارِ کل مان لیا جائے ورنہ کافر ہے۔

دوسرے نمبر پر نبی کریم ﷺ کو پوری کائنات کی حکومت عطا فرمائی گئی ہے لہٰذا اختیارات بھی اتنے ہی وسیع ہوں گے۔ کیونکہ دوسرے نبی قوموں اور علاقوں کے نبی بن کر آئے ہیں جبکہ ہمارے آقا ﷺ ساری کائنات کے نبی بن کر آئے ہیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کو اختیارات بھی سب سے زیادہ عطا فرمائے گئے ہیں۔ تو ان تمام حوالہ جات جو قرآن وحدیث اور معترضین کی کتب سے پیش کئے گئے ہیں ان سے ثابت ہوا کہ اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کو مختارِ کل بنا کر بھیجا ہے۔ جو شخص اس عقیدہ پر نہیں ہے وہ قرآن وحدیث کا منکر ہے۔ جاہل اور گمراہ اور منافق ہے۔

منکرین اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کے چند اعتراضات اور ان کے دندان شکن جوابات

گستاخانِ رسول ﷺ جو کہ درحقیقت اختیاراتِ رسول ﷺ کے انکاری ہیں۔ قوم کو دھوکہ دینے کے لیئے چند آیات پیش کرتے ہیں۔ جن کو سن کر عام آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر 1

قُلْ اَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ کسی نفع کے۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے اور پوری

طرح جاننے والا ہے۔ (پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 76)

جواب

اس وقت کے عیسائی جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بت بنا کر اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس کو اپنا الہ مانتے تھے تو اللہ کریم نے فرمایا اے محبوب کریم ﷺ ان عیسائیوں کو فرماؤ کہ کیا تم ایسے کو پوجتے ہو کہ نہ تو وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ یعنی وہ بت جس کو تم پوجتے ہو وہ تمہیں نفع و نقصان نہیں دے سکتا۔ یہ تو بت ہے نہ یہ سنتا ہے اور نہ یہ تمہیں جانتا ہے۔ یعنی نفع و نقصان تو بعد کی بات ہے یہ تو تمہاری حال پکار کو سنتا بھی نہیں اور یہ جانتا ہی نہیں کہ تم کون ہو اور کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں کیا تکلیف ہے اور تمہیں کیا چاہیے اور تم کیا مانگ رہے ہو۔ لہٰذا اس سے مانگو جو سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے کہ میرا بندہ مجھ سے کیا مانگ رہا ہے۔ اس کو کیا چاہیے اور کتنا چاہیے۔ جو مالک یہ سب کچھ جانتا ہے اس کی عبادت کرو۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ ایسے لوگ کیسے مسلمان ہیں کہ جو آیات بتوں اور عیسائیوں کے لئے نازل ہوئی ہوں ان کو نبیوں اور بزرگوں اور مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ کیا یہی ان کا اسلام ہے؟ اور یہ ان کی توحید پرستی ہے؟ اتنی بڑی بد دیانتی کہ بعد بھی وہ لوگ خود کو مسلمان اور دوسروں کو مشرک و کافر کہتے ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں چوری اور اوپر سے سینہ زوری۔ اگر بالفرض بت کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لئے جائیں جیسا کہ معترض کہتے ہیں تو یہ مفہوم قرآن و حدیث کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو لوگوں کو نفع دیتے تھے۔ کوڑھیوں کو شفاء دینا، اندھوں کو آنکھیں دینا، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ، قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اس سے بت مراد ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں۔ کیونکہ جو مفہوم قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ غلط ہوتا ہے درست نہیں ہوتا۔ لیکن اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سب اختیارات اللہ وحدہٗ لاشریک نے عطا فرمائے ہیں یا دیگر انبیاء کرام علیہم کو بھی جو اختیارات حاصل ہیں سب کے سب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔

ان کے پاس ذاتی اختیار کوئی بھی نہیں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام اس کی عطا کے بغیر کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

اعتراض نمبر 2

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ۔

(پارہ نمبر 9 سورۃ الاعراف آیت 188)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔

معلوم ہوا کہ (معاذ اللہ) نبی ﷺ کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ جب وہ اپنے بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کا کیا فائدہ کر سکتے ہیں؟ (استغفر اللہ ہزار بار استغفر اللہ)

جواب

جب نبی پاک ﷺ نے کفار ومشرکین کو سمجھایا کہ کفر وشرک سے باز رہو، اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور میری نبوت کو تسلیم کرو۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے رہے اور میری توہین کرنے سے باز نہ آئے، مجھ پر ایمان نہ لائے، میری دعوت کو ٹھکراتے رہے تو تم کو عذاب دیا جائے گا۔ تو نبی پاک ﷺ کے فرمانے کے بعد کفار نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ لاؤ وہ عذاب جس کا تم ہمیں خوف دلاتے ہو۔ تو یوں کفار بار بار عذاب کا اصرار کرتے رہے تو کفار کے جواب میں اللہ کریم نے فرمایا کہ اے میرے پیارے محبوب ﷺ ان کفار سے کہو تم مجھے کہہ رہے ہو کہ عذاب لاؤ اور ہم پر نازل کرو، وہ عذاب تم پر میں نازل نہیں کروں گا، وہ عذاب تو تم پر اللہ وحدہٗ لاشریک نازل فرمائے گا۔ میں کسی پر عذاب نازل کرنے یا کروانے کے لئے

نہیں آیا۔ میں تو صرف تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا رہا ہوں اور میں تو صرف اسی کے حکم کا پابند ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے حکم دیا ہے میں نے تمہیں وہ پہنچا دیا ہے اور میں وہی کرتا ہوں جو میرا اللہ چاہے کیونکہ میں اس کی رضا چاہتا ہوں جو وہ چاہے میں وہی چاہتا ہوں اور جو میں چاہوں وہی اللہ چاہتا ہے۔ تو میں کسی کی بربادی نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو، کلمہ پڑھو اور مسلمان ہو جاؤ تا کہ تم لوگ عذاب سے بچ جاؤ۔ اس آیت کریمہ کا اصل مفہوم تو یہ ہے۔ مگر چند منکرین اختیارات رسول ﷺ نے ان الفاظ کی آڑ لے کر حضور سرورِ کائنات ﷺ کے اختیارات کا انکار کرنا شروع کر دیا کہ حضور ﷺ کچھ نہیں دے سکتے، آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے مسائل پیش کرنا، عرض و معروض کرنا سب کا سب فضول، شرک اور کفر ہے۔ ان لوگوں کا یہ مفہوم بیان کرنا حقیقت کے خلاف اور عداوتِ رسول ﷺ ہے اور قرآن و حدیث کے بھی خلاف ہے اور اصحابِ رسول ﷺ کے بھی خلاف ہے۔ مگر حسد کی آگ نے ان لوگوں کو نہ دُنیا کا چھوڑا اور نہ دین کا اور ان لوگوں کو اس حسد اور ضد نے دوزخ کا ایندھن بنا دیا۔

اعتراض نمبر 3:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِندَ اللّٰهِ (پارہ نمبر 11 سورۃ یونس آیت نمبر 18)

ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بھلا کر سکیں اور نہ برا کر سکیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نفع و نقصان یا بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتا۔ انبیاء و اولیاء کسی کے کچھ بھی کام نہیں آ سکتے۔ یہ کسی کے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ (استغفر اللہ)

جواب:

کفار مکہ نے جو بت بنا رکھے تھے ان کے متعلق ان کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے۔ ان کی سفارش کی وجہ سے ہم عذاب سے محفوظ ہو جائیں گے تو اللہ کریم نے ان کے باطل عقیدے کی تردید فرمائی ہے کہ تمہارا عقیدہ غلط ہے۔ یہ بت تمہیں نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ یعنی یہ تو بت ہیں۔ یہ نہ تو بولنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ یہ بولیں اور جب یہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تو ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ لہٰذا ان کی پرستش سے باز رہو۔ ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی وقار نہیں ہے۔ اور تم لوگ ان کی پوجا کرتے ہو لہٰذا ان کو ماننا چھوڑ دو اور ان کی پرستش سے توبہ کرو۔ اور اگر تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر ہم نے ان بتوں کو چھوڑ دیا تو نہ جانے کیا ہو جائے گا۔ تو تمہارا یہ گمان غلط ہے کیونکہ یہ نہ تو تمہیں کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ یہاں بھی اللہ کریم نے بتوں کے متعلق فرمایا ہے۔ ان الفاظ سے حضور ﷺ و دیگر نبی و ولی مراد نہیں ہیں۔ جو لوگ ان الفاظ سے مراد نبی یا ولی لیتے ہیں وہ گمراہ اور بے دین ہیں۔ جو نبیوں، ولیوں اور بتوں میں کوئی فرق نہیں کرتے اور قرآن پاک کے الفاظ پر بھی غور کرنے سے ثابت ہو رہا ہے کہ اس جگہ بت مراد ہیں۔ جیسے کہ کفار کا گمان تھا کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے۔ تو اللہ کریم نے فرمایا یہ بت ہیں یہ تمہاری سفارش کر کے تمہیں نفع نہیں دے سکتے۔ یہ بت تمہاری سفارش نہیں کر سکتے مگر نبی پاک ﷺ اپنے غلاموں کی سفارش فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی سفارش سے لاتعداد مجرم بخشے جائیں گے۔ یہ نفع حضور ﷺ اپنی امت کے گنہگاروں کو دیں گے۔ مگر بت نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بھی سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمائے گا اور وہ گنہگار بخشے جائیں گے۔

اعتراض نمبر 4:

وَاِن یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَؕ وَاِن یَّمۡسَسۡكَ بِخَیۡرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ○ (پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 17)

ترجمہ: اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچادے تو اس کے دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچادے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصیبت، پریشانی یا بیماری آجائے تو کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ دور کر سکے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کی بھلائی چاہے تو کوئی کسی کا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ سب نبی ولی بے اختیار ہیں۔

جواب:

یہاں بھی خطاب ان کفار و مشرکین سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کو اپنا مشکل کشاء تصور کرتے تھے تو اللہ کریم نے فرمایا اے محبوب ﷺ ان لوگوں کو سنادو کہ بیوقوف نہ بنو۔ یہ بت تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ کریم تم لوگوں کو کسی مصیبت میں یا کسی بیماری میں مبتلا کردے تو یہ تمہیں کوئی نفع نہیں دے سکتے اور نہ ہی تم سے کوئی برائی دور کر سکتے ہیں۔ یہ تو صرف پتھر ہیں جو محض مجبور ہیں۔ پتھر تمہیں کیا فائدہ دے سکتے ہیں؟ یہ تو صرف کافروں کو سمجھایا جارہا ہے۔ اس مقام پر بتوں کی تردید کی جارہی ہے۔ مگر امتی ہونے کا دعویدار بتوں کی تردید میں آنے والی آیات اگر نبی پاک ﷺ پر چسپاں کرے تو ایک مسلمان خود اندازہ لگالے کہ وہ کیسا مسلمان ہے۔ جو بت اور نبی ﷺ میں فرق نہیں رکھتا یہ بہت بڑی بددیانتی ہے کہ نبی ﷺ اور بت میں فرق نہ کیا جائے اور صرف یہ بددیانتی ہی نہیں ہے بلکہ توہین نبوت بھی ہے اور ایسا شخص گمراہ اور بے دین ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کو تو اللہ

تعالیٰ نے اختیارات دیئے ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے با اختیار بندے ہیں۔ اگر نبی پاک ﷺ کے اختیارات کی نفی کرنی ہے تو کوئی ایک آیت پیش کرو جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اللہ کریم کسی کو اختیارات دیتا ہی نہیں۔ مگر یہ لوگ قرآن وحدیث سے کبھی بھی ثابت نہیں کر سکیں۔ گے۔

اعتراض نمبر 5

آیت مبارکہ: قُلْ اِنِّی لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّی لَنْ يُّجِيرَنِی مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُونِهٖ مُلْتَحَدًا

(پارہ نمبر 29 سورۃ الجن آیت نمبر 22-21)

ترجمہ: تم فرماؤ میں تمہارے کسی بھلے برے کا مالک نہیں تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ بچائے گا اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ نبی کسی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی اور کو کوئی اختیار حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بچا سکے۔

جواب:

قرآن پاک کے ان الفاظ کا مطلب قطعاً یہ نہیں جو موجودہ دور کے منکرین اختیار رسول ﷺ لیتے ہیں اور مسلمانوں کو سنا کر درِ رسول ﷺ سے مایوس کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے کافرو! اگر تم میری دعوت کو قبول نہیں کرتے اور ایمان نہیں لاتے تو مجھے قطعاً کوئی اختیار نہیں کہ تمہیں نفع ونقصان دے سکوں۔ یعنی تمہیں کوئی نفع دے سکوں۔ مطلب یہ کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، تمہاری حمایت نہیں کر سکتا۔ یعنی تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرو۔ رسول ﷺ کی توہین کرو اور خدا کے مقابلے میں تم بتوں کی پوجا کرو تو میں تمہیں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ میں تمہیں نفع اس صورت میں دے سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ اور میری رسالت پر ایمان لا کر میری امت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر تو میں تمہیں نفع دے سکتا ہوں اور تمہاری

شفاعت کروا سکتا ہوں۔ اور اگر تم کافر ہی رہو تو میں تم کو کوئی نفع نہیں دے سکتا اور نہ ہی تمہیں کوئی نقصان دے سکتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تم پر عذاب نازل نہیں کروں گا اور نہ ہی عذاب دینا میرا کام ہے۔ کسی کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہی عذاب دیتا ہے اور وہ رب کریم بھی کسی سے زیادتی نہیں کرتا۔ وہ عذاب تمہارے شرک کرنے کی سزا ہوگی۔ وہ تمہارا کیا ہی تمہارے اپنے کام آئے گا۔

آگے دوسری آیت میں فرمایا کہ ''اے محبوب کریم ﷺ ان لوگوں میں اعلان فرما دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے ہرگز کوئی نہیں بچا سکتا۔ تو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے خضری سے روایت بیان کی ہے۔ جنات کے کسی سردار نے اپنے گروہ سے کہا تھا کہ محمد ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پناہ عطا کریں۔ اس لئے میں ان کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھیں تفسیر مظہری اور حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے۔ ایک مشرکین کی جماعت نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دیں تو ہم سب کے سب آپ ﷺ کے محافظ بن جائیں گے۔ یعنی مشرک جن اور مشرک انسان سب کے سب تمہارے ساتھی اور محافظ بن جائیں گے تو پھر کوئی بھی پوری کائنات میں آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ تو ان مشرکین کی بکواس کے جواب میں فرمایا کہ محبوب کریم ﷺ ان کفار و مشرکین کو اعلان فرما دو کہ میرا رب قادرِ مطلق ہے۔ وہ جو چاہے کرے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ تم تو محض مجبور ہو اور میرے رب کے سامنے تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر میرا رب مجھ سے ناراض ہو جائے تو مجھے میرے رب سے بچانے کی کسی میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ اس ذات کے سامنے کسی کی کوئی مجال نہیں کہ دم مارے اور تم لوگ جو مجھے پناہ کی پیشکش کر رہے ہو تو سن لو! مجھے تمہاری پناہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تو میرے رب کی پناہ ہی کافی ہے۔ تم لوگ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اس آیت کا اصل مطلب یہ تھا۔ مگر ازلی بد بخت لوگوں

نے ان آیات کو نبی کریم ﷺ کے کمالات واختیارات کے خلاف پیش کر دیا جو صریح بد دیانتی ہے اور عداوت رسول ﷺ کی عظیم دلیل ہے۔ کیونکہ جن آیات میں فضیلت رسول ﷺ ظاہر ہوتی ہے ان آیات کریمہ کو کمالات رسول اللہ ﷺ کے انکار کیلئے پیش کرنا عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس لئے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! ہوشیار رہنا، کچھ لوگ قرآن تو پڑھیں گے مگر گمراہ ہوں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں بغض رسول ﷺ کی بیماری ہوگی۔ لہٰذا مسلمانوں کو محتاط رہنا چاہیے کہ ہر قرآن پڑھنے والے پر اندھا دھند اعتماد نہ کریں۔ اعتماد ان لوگوں پر کرو جن کا سینہ مدینہ ہو، جن کے دلوں میں عشق رسول ﷺ ہو۔

اعتراض نمبر 6

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ (پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 46)

ترجمہ: تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لا دے۔ دیکھو ہم کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کوئی نبی یا ولی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا اور نہ ہی ان کو کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل ہے۔ اور جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر کر دے نہ ہی کوئی اس کو ہدایت دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ یہ سب اختیارات اللہ تعالیٰ کو ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں۔

جواب

یہاں اللہ کریم فرماتا ہے کہ اگر میں تمہاری بینائی لے لوں یعنی تمہاری آنکھیں لے لوں یا تمہارے کان لے لوں یعنی قوت سماعت لے لوں تو کون خدا

ہے جو تمہیں یہ چیزیں دے سکے۔ اے کافرو! میں نے تمہیں یہ چیزیں یہ تمام نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان پر کبھی غور و فکر کرو۔ لہٰذا میری عبادت کرو۔ ان پتھروں کی پوجا مت کرو۔ اگر میں تم سے اپنی دی ہوئی نعمتیں چھین لوں تو تمہارے ان خود ساختہ بتوں میں سے کون ہے جو تمہیں یہ نعمتیں واپس دے سکے۔ یہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ کافر اپنی تمام امیدیں ان پتھروں سے رکھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ تو ان کافروں اور مشرکوں کے اس عقیدے کے تردید کر رہا ہے کہ اے کافرو! تمہارے یہ عقائد باطل ہیں۔ اگر اس آیت سے مراد نبی پاک ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام یا اولیاء عظام لئے جائیں تو یہ استدلال باطل ہوگا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے یہ چیزیں ثابت ہیں۔ جیسا کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نابینوں کو آنکھیں عطا فرماتے تھے۔ میرے آقا کریم ﷺ سے بھی یہ اختیارات ثابت ہیں کہ آپ ﷺ نے بھی نابینوں کو آنکھیں عطا فرمائیں۔ جو چیز قرآن وحدیث سے ثابت ہو تو جو استدلال قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ کبھی بھی درست نہیں ہوسکتا وہ باطل ہے۔ جو لوگ ان الفاظ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ معاذ اللہ کوئی نبی یا ولی کوئی چیز دے نہیں سکتا تو دراصل وہ لوگ قوم کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں کے دلوں میں عداوت انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ اگر ان کے دلوں میں عداوت نہ ہوتی تو کبھی بھی نبیوں کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے نہ کرواتے۔ یہ مقابلہ کروانے کا اصل مقصد پہلے لوگوں کے دلوں سے عظمت انبیاء علیہم السلام نکالنا ہے۔ یہ لوگ کفر کی حمایت کرنا چاہتے ہیں اور رسولوں کی توہین کرنا چاہتے ہیں۔ اب ایک طرف تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کا آنکھیں عطا کرنا قرآن سے ثابت ہے اور دوسری طرف ان گمراہ لوگوں کے بقول اگر یہ کہا جائے کہ کوئی نبی رسول کسی کو کچھ نہیں دے سکتا تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مقابلہ تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی آنکھ نہیں دے سکتا۔ مگر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے نابینوں کو آنکھیں دے کر مقابلہ جیت لیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

یہ لوگ کیسے مسلمان ہیں جو قرآن وحدیث کی بھی توہین کر رہے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو بھی معاف نہیں کرتے اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ رہے ہیں اور خدا پر بھی الزام لگا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے میں دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا اپنی موت کو یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو مالک یوم الدین مان کر اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرلو اور برائے مہربانی اس مقابلہ بازی سے باز آجائیں۔ ان لوگوں کی نجات بھی اسی میں ہے اور قوم کا فائدہ بھی اسی میں ہے۔ کیونکہ اگر یہ لوگ ٹھیک ہو جائیں تو پوری قوم میرے آقا ﷺ کی غلامی میں ایک ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس آیت سے مراد بت ہیں، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام نہیں ہیں۔

معزز قارئین گرامی ایک بات ضرور ذہن میں رکھیں کہ ہمارا اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی یارسول اللہ! کہنے والوں کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ انبیاء اور اولیاء بلکہ کائنات میں جس کسی کے بھی پاس جو خوبی جو کمال ہے وہ سب کا سب میرے خدا کا عطا کردہ ہے۔ اگر کسی کو میرا رب کچھ نہ دے تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور جس کو میرا خدا عطا کرے اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اب جو اختیارات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے پاس ہیں وہ میرے خدا کے عطا کردہ ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنکھیں عطا کرنا، کوڑھیوں کو ٹھیک کرنا یا دیگر کمالات سب کے سب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے تمام کمالات اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں جیسے درختوں کو قوت سماعت عطا فرمانا اور ان کا بلانے پر حاضر خدمت ہونا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو آنکھ عطا کرنا اور جنت کی بشارت دینا۔ یہ سب اختیارات ہونا قرآن و حدیث کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن کے الفاظ سے مراد بت ہیں نبی ﷺ و ولی نہیں ہیں۔ اگر اس سے مراد نبی ﷺ یا ولی لئے جائیں گے تو پھر نبی پاک ﷺ کا آنکھ عطا فرمانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنکھیں عطا کرنا قرآن کے خلاف ہوگا۔ جو شخص نبیوں کے عمل کو قرآن وحدیث کے خلاف کہے گا تو وہ شخص درحقیقت توہین انبیاء کر رہا ہے اور خدا اور

قرآن وحدیث کی بھی توہین کر رہا ہے۔ لہٰذا عقائد اہلسنّت پر ہی رہ کر ایمان سلامت رہ سکتا ہے۔ بصورت دیگر گمراہی اور بے دینی ہے جو جہنم کا ایندھن بنا دے گی۔

اعتراض نمبر 7

: آیت مبارکہ: قُلْ اَنَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ ھَدٰنَا اللّٰہُ (پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 71)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور الٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی نبی، رسول اور ولی کو برے اور بھلے کا اختیار نہیں۔

جواب:

وہی پرانا سبق۔ مولوی صاحب کی عقل ماری گئی اور بدنصیبی اتنی ہے کہ معاذ اللہ نبیوں، ولیوں اور بتوں میں فرق کرنے کی صلاحیت تک نہ رہی۔ قرآن پاک کے ان الفاظ میں کفار کو جواب دیا جا رہا ہے اور ان کے بتوں کی تردید کی جا رہی ہے۔ کیونکہ کافر مسلمانوں کو اپنے عقائد کی دعوت دیتے تھے کہ دیکھو تمہارے باپ دادا کا مذہب ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی باتوں کی طرف نہ جاؤ۔ یعنی خدا کی عبادت چھوڑ کر تم بتوں کی پوجا کرو۔ اسلام کو چھوڑ کر ہمارے ساتھی بن جاؤ۔ نبی کریم ﷺ کی غلامی ترک کر کے ہمارے ساتھ مل جاؤ اور پہلے کی طرح ہم مل جل کر رہتے ہیں۔ ہم سب ایک ہیں، ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں۔ ہمارے آپس میں تعلقات ہیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے ساتھی بنو اور ہمارے بتوں کو برا نہ جانو۔ بلکہ یہ دعوت کافر نبی کریم ﷺ کو بھی دیتے تھے کہ تم جو چاہتے ہو ہم کرنے کے لئے تیار ہیں مگر ہمارے بتوں کی مخالفت نہ کرو۔ تو اس آیت میں کفار کی دعوت کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اے محبوب ﷺ ان کفار و

مشرکین سے فرما دو کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی پوجا کریں جو پتھر ہیں۔ یہ نہ تو کسی کا بھلا کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کا برا۔ یہ تمہارے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے ہیں۔ جو خود بننے میں کسی کا محتاج ہو وہ کسی کا نفع و نقصان نہیں کر سکتا۔ ہمیں دعوت دینے والو! خود اپنی عقل کا ماتم کرو۔ تم ان باطل نظریات سے توبہ کرو اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو تا کہ تم جہنم سے بچ سکو۔ ہمیں تو اللہ کریم نے ہدایت دی ہے۔ ہمیں تو ہمارے نبی کریم ﷺ نے صراطِ مستقیم پر چلایا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فضل ہم پر ہوا ہے۔ کیا ہم پھر الٹے پاؤں چلیں؟ یعنی پھر گمراہی کی دعوت دے رہے ہو۔ ہم تو کبھی بھی کفر اور گمراہی کی طرف واپس نہیں جا سکتے۔ یہ تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کفر کو جواب دیا جا رہا ہے جو اللہ کریم سکھا رہا ہے کہ ان کافروں اور مشرکوں کو یہ جواب دو۔ مگر بعض لوگوں کو ان کی بدبختی لے ڈوبی۔ ان لوگوں نے ضد اور دھڑے بندی کا شکار ہو کر یہ آیات نبی کریم ﷺ کے کمالات کی نفی میں پیش کر دیں۔ اب غور فرمائیں کہ کیا ایسے لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں؟ جو قرآن و حدیث پڑھ کر توہین رسول ﷺ کریں۔ یہ عمل تو کوئی منافق اور کافر ہی کر سکتا ہے مومن ہرگز نہیں کر سکتا۔ تو پھر ذرا سنجیدگی سے سوچیں کہ جو شخص قرآن و حدیث میں بے ایمانی کرے یعنی ہیرا پھیری کرے وہ کیا ہو سکتا ہے؟ اور یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے سینے میں نبی پاک ﷺ کی محبت نہیں ہے۔ اگر محبت ہوتی تو نہ قرآن و حدیث میں بے ایمانی کرتے اور نہ ہی کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرنے کے لئے اتنی محنت کرتے۔ بلکہ قرآن و حدیث کا اصل مفہوم پیش کر کے لوگوں کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ پیدا کرتے اور اپنی آخرت سنوار لیتے۔

اعتراض نمبر 8

آیت مبارکہ: قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوراً ○

(پارہ نمبر 15 سورۃ بنی اسرائیل آیات 57-56)

ترجمہ: تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور پھیر دینے کا۔ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں زیادہ کون مقرب ہے۔ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

جواب

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عن عبدِ اللّٰهِ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَّ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاساً مِنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَ تَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ ۔

ترجمہ: اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ آدمی جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ جن مسلمان ہو گئے اور مشرک بد بخت شرک پر قائم رہے اور اس کی پرستش کرتے رہے۔

حوالہ

☆ صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر باب قل ادعوا الذین زعتم من دونہ حدیث نمبر 1822 ص 909 ترجمہ مولوی وحید الزمان حیدر آبادی وہابی۔

☆ صحیح مسلم شریف جلد سوئم کتاب التفسیر حدیث نمبر 7512 ص نمبر 756

☆ تفسیر ابن کثیر جلد سوئم پارہ نمبر 15 تفسیر سورۃ بنی اسرائیل ص 202

☆ تفسیر الحسنات جلد چہارم

قارئین گرامی!

یہ آیت عرب کی ایک مشرک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے اور وہ جنات جب اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والے اس سے بے خبر رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عار دلائی اور فرمایا کہ جنہیں تم پوج رہے ہو وہ ہمارے حضور سر بسجود ہیں اور ہماری طرف ہمارے مقربین کا وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث اور دو تفسیروں سے ثابت ہے کہ وہ کافر اور مشرک جنات کی پوجا کرتے تھے اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ جنات ہم سے مصائب دور کر سکتے ہیں۔ یعنی اگر ہم پر کوئی مصیبت آ گئی تو یہ دور کر دیں گے۔ تو جب وہ جنات مسلمان ہو گئے تو خالق کائنات نے فرمایا کہ اے کافرو! ان جنات کی پوجا کرنے والو اب تو سوچو کیا یہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ کبھی بھی نہیں کریں گے۔ یہ تو تمہیں چھوڑ چکے ہیں اور مسلمان ہو چکے ہیں۔ میرے عذاب سے تو تمہیں پہلے بھی نہیں بچا سکتے تھے مگر اب تو وہ قطعاً تمہاری مدد نہیں کریں گے کیونکہ وہ تو مسلمان ہو چکے اور اپنے رب کے قرب کے لئے اللہ تعالیٰ سے امید بھی رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی کرے گا اور ہمیں بخش دے گا اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے بھی ہیں۔ اب اس آیت کا یہ مطلب لینا کہ کوئی نبی یا ولی کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں رکھتا، یہ سراسر جہالت اور قرآن و حدیث میں من مانی کرنا ہے اور جو اللہ کریم کافروں سے فرما رہا ہے وہ مسلمانوں پر چسپاں اور پھر مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانا کون سا اسلام ہے۔ مگر ستیاناس ہو اس گروہ بندی کا کہ ضد میں آ کر یہ لوگ ایمان بھی گنوا بیٹھے کہ کہاں کی بات کہاں چسپاں کی جا رہی ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھیں کہ ایسی جسارت کوئی غیر مسلم ہی کر سکتا ہے، مومن نہیں کر سکتا۔

لیجئے ایک اور حوالہ لیں کہ بتوں والی آیات مسلمانوں پر نیک لوگوں پر چسپاں کرنا کن لوگوں کا کام ہے۔

دلیل نمبر 239

خارجیوں اور بے دینوں کی خاص نشانیاں

وَ كَانَ ابنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرَاهُم شِرَارَ خَلقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُم انطَلَقُوا اِلىَ آيَاتٍ نَزِلَت فِي الكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى المُؤمِنِينَ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجی لوگوں کو مخلوق خدا میں سے بدترین سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان لوگوں نے جو آیتیں کافروں کے باب میں اتری تھیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔

حوالہ ☆ صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحجۃ علیہم ص806

معزز قارئین گرامی! حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر جوان صحابی کے فتویٰ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ کافروں، مشرکوں، بتوں کے متعلق جتنی بھی اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کی ہیں وہ تمام کی تمام بتوں ہی کے متعلق ہیں۔ اب ان بتوں والی آیات کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں پر چسپاں کرنا مومنوں کا کام نہیں ہے بلکہ یہ کام خارجیوں کا اور بے دینوں کا کام ہے۔ اب ذرا ان لوگوں کو اپنے گریبان میں جھانک کر سوچنا چاہیے کہ ان کا یہ خود ساختہ عقیدہ اور فیصلہ ان لوگوں کو جہنم میں لے جائے گا۔ جن کا مشن ہی صرف یہی ہے کہ معاذ اللہ بتوں والی آیات کو انبیاء کرام علیہم السلام پر چیپ کر صرف اور صرف عوام کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ بے اختیار ہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اگر بت بھی کچھ نہ کر سکتے ہوں اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی کچھ نہ کر سکتے ہوں تو معاذ اللہ نبیوں اور بتوں میں کیا فرق رہ گیا ہے؟

توحید کی آڑ میں اسلام سے دشمنی

معزز قارئین گرامی! اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایسے لوگ جو اختیارات و کمالات مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرتے ہیں اصل میں یہ لوگ انگریز کے ایجنٹ ہیں۔ یہ تمام مسائل انگریز کے اشاروں پر شروع کئے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں اور غور کریں گے تو انشاء اللہ بفضل خدا آپ جان جائیں گے کہ یہ بات حقیقت ہے کہ اختلافات انگریز حکومت نے شروع کروائے اور انگریز حکومت سے پہلے آپ کو ان اختلافات کا کہیں بھی وجود نظر نہیں آئے گا۔ کیونکہ انگریز مسلمانوں کو گروہ در گروہ تقسیم کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اسے چند نفس کے بندے مل گئے۔ جنہوں نے چند ٹکوں کے عوض توہین قرآن، توہین اصحاب رضی اللہ عنہم کی اور توہین رسول ﷺ سے بھی باز نہ آئے اور غیر مسلموں کو مدد مہیا کی تا کہ یہود و نصاریٰ، ہندو، سکھ، ہر غیر مسلم دل کھول کر قرآن اور اسلام اور مسلمانوں کو تنقید کا نشانہ بنا سکے۔ چنانچہ ان لوگوں نے پیٹ کی خاطر صرف اور صرف دُنیا حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں میں وہ فتنہ ڈال دیا ہے جو شاید صدیوں تک ختم نہ ہو سکے۔ جس سے ملک و قوم کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ جس کی تلافی کبھی نہیں ہو سکے گی۔

پہلا نقصان

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۔ (پارہ نمبر 5)

ترجمہ: اگر وہ (یعنی قرآن پاک) غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

اللہ کریم فرما رہا ہے کہ اگر قرآن پاک غیر خدا کی طرف سے ہوتا یعنی یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف ہوتا۔ یہ قرآن پاک کی خصوصیت ہے کہ اس میں اختلاف نہیں ہے اور اختلاف کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق کا نہیں۔ جو لوگ اس میں اختلاف ثابت کرتے ہیں وہ مخلص مومن نہیں ہو سکتے۔

اگر مخلص مومن ہوتے تو قرآن میں اختلاف ثابت نہ کرتے۔ جبکہ قرآن میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور جن لوگوں نے بتوں والی آیات پڑھ کر نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کر کے اختلاف ثابت کیا ہے اب ان لوگوں کے متعلق خود فیصلہ فرمائیں کہ اب ان لوگوں کے متعلق کیا فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟ کیونکہ ایک مخلص مومن جو نبی کریم ﷺ کا پکا سچا غلام ہو، وہ تو ایسا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان لوگوں نے صرف اور صرف انگریز حکومت کو خوش کرنے کے لئے قرآن میں اختلاف ثابت کیا اور مسلمانوں کا کباڑا کر دیا اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ ساتھ ساتھ ہی غیر مسلم قوتوں کو موقع فراہم کیا کہ وہ دل کھول کر مسلمانوں اور قرآن و حدیث پر اور اسلام پر تنقید کر سکیں۔ کیونکہ اب غیر مسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے (معاذ اللہ)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اختلاف نہیں ہے۔ جو تم قرآن پاک پیش کرتے ہو اس میں تو سخت اختلاف ہے۔ تم کہتے ہو کہ نبی ﷺ معاذ اللہ کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی اسے کچھ اختیار حاصل ہے اور نہ ہی نبی ﷺ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان اور اہلسنّت کہتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ مختارِ کل ہیں اور نفع دے سکتے ہیں اور ہر چیز کا علم رکھتے ہیں۔ دیگر ایسے مسائل جن میں یہ اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اور دونوں گروہ اپنے اپنے مؤقف میں قرآن پیش کرتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں اختلاف ہے اور اختلاف سے یہ ثابت ہوا کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے (معاذ اللہ)

یعنی غیر مسلم یہ اعتراض کر سکتے ہیں اور اعتراض کرتے بھی ہیں جس کا غیر مسلم کو جواب دینا انتہائی مشکل ہے تو کیا ان لوگوں نے توہینِ قرآن نہیں کی؟ یقیناً ان لوگوں نے توہینِ قرآن کی بھی ہے اور غیر مسلموں کو توہین کرنے کا موقع بھی فراہم کیا ہے اور اس جرم کی سزا اللہ کریم ان کو ضرور دے گا اور کبھی معاف نہیں کرے گا جب تک اپنے جرم سے توبہ نہیں کریں گے اور ان لوگوں کو چاہیے کہ توبہ کریں تا کہ آخرت بہتر ہو جائے۔

دوسرا نقصان

معزز قارئین گرامی!

آپ بغور سوچیں اگر غیر مسلم قوتیں ہماری نوجوان نسل سے جو مذہب سے پہلے بہت دور ہے ان کے سامنے یہ سوال کریں جیسا کہ یورپ میں ہماری نئی نسل کے سامنے یہ سوال کیا جا رہا ہے اور ہزاروں نوجوان گمراہ ہو چکے ہیں تو اندازہ لگائیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ ظاہر ہے کہ مذہب سے تو وہ لوگ پہلے ہی دور ہیں۔ اس سوال کے بعد ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہو گا اور وہ مزید گمراہ ہوں گے اور نا قابل تلافی نقصان ہو گا۔ جس کے ذمہ دار وہ مذہبی رہنماء ہیں جو بتوں والی آیات نبی پاک ﷺ پر چسپاں کر کے اختلاف ثابت کرتے ہیں۔ مخلص مومن جو اسلام سے محبت کرنے والا ہے نبی پاک ﷺ کا مخلص غلام ہے وہ تو خون کے آنسو روئے گا کہ یہ کیسے مذہبی رہنماء ہیں، یہ کیسے دین اسلام کے علمبردار ہیں۔ جو دین اسلام کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

تیسرا نقصان

معزز قارئین گرامی!

اگر قرآن پاک پر اعتراض ہو جائے تو پھر نبی پاک ﷺ کی ذات بابرکات بھی محفوظ نہیں رہے گی کہ آپ ﷺ پر بھی یہ الزام ہو گا کہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد، اللہ کریم ہزار بار معافی عطا فرمائے، آمین)

آپ ﷺ نے ویسے ہی فرما دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں (معاذ اللہ)۔ اس لئے خود سوچیں اور اس ضد کو چھوڑیں اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ قرآن پاک کو اور نبی کریم ﷺ کو اور اسلام کو غیر مسلموں کی تنقید کا نشانہ بننے سے محفوظ کریں جو ایک صحیح مسلمان اور سچے مومن کا کردار ہے وہ ادا کریں۔ اسی میں تمام کی نجات ہے۔

آخر کلام

بہر حال اس اختلاف سے ملک وقوم کو سخت نقصان ہوا ہے اور دشمن اسلام قوتوں کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ جبکہ قرآن و حدیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اختلافات جو دانستہ طور پر پیدا کیے گئے ہیں۔ صرف اور صرف غیر مسلم قوتوں کو خوش کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ حقیقت میں نہ کوئی اختلاف تھا اور نہ کوئی اختلاف ہے۔ صرف ان لوگوں نے بتوں والی آیات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام پر چسپاں کر کے غیر مسلم آقاؤں کو خوش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ہے اور اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جہاں پر بھی نفی کی گئی ہے وہاں یا تو بت مراد ہیں اور کہیں ذاتی اختیارات کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس پر اہلسنّت کا ایمان ہے۔ ہر شخص میں جو بھی خوبی ہے، جو بھی کمال ہے خواہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں یا اولیائے امت ہوں یا دیگر مخلوق میں جو بھی کمال ہے سب اللہ کریم کا عطا کردہ ہے۔ لہٰذا انبیوں اور ولیوں میں جو بھی کمالات ہیں سب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ جیسے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھیوں کو درست کرنا، اندھوں کو آنکھیں دینا، غیب کی خبریں دینا، ہمارے آقا ﷺ کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو زندہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جاننا، اپنے غلاموں کی مدد کرنا، صحابہ کرام کو حکم جاری فرمانا کہ جاؤ تم ریشم پہن لو یا دیگر احکام جو آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں یہ سب اختیارات نبی کریم ﷺ کو اللہ کریم نے عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ﷺ مختار کل ہیں۔ انشاء اللہ عزوجل اور یہ اختیارات اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب ﷺ کو دیے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

دلیل نمبر 240

آیت مبارکہ: وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۔(پارہ نمبر 20 سورۃ القصص آیت نمبر 68)

ترجمہ: تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور چن کر مختار کر لیتا ہے ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

تبصرہ:

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ کسی کے پاس ذاتی طور پر کوئی اختیارات نہیں ہیں لیکن جس کو اللہ چاہے چن لیتا ہے اور اس کو اختیارات عطا فرما دیتا ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات میں جس طرح اپنے حبیب ﷺ کو خدا نے اپنے لیے چنا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی تبھی تو آپ ﷺ کو مالک و مختار بنا دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

آخری التماس

معزز قارئین گرامی سے اور خصوصی طور پر علمائے حق اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی یارسول اللہ! کہنے والوں سے اپیل ہے کہ بتقاضائے بشریت، انسان خطا کار ہے۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ یہ کتاب میں مکمل طور پر ٹھیک لکھ پایا ہوں۔ اگر کہیں بھی آپ معزز حضرات کو کسی طرح کی غلطی یا کوئی کمی بیشی نظر آئے تو از راہِ کرم مجھے ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ نئے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جائے اور اس کے علاوہ معزز علمائے کرام اور علم سے محبت رکھنے والے لوگ جو کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے سر کا تاج ہیں، ان سے خصوصی طور پر عرض گذار ہوں کہ خاکسار کی اس ادنیٰ سی تصنیف کو پڑھ کر جہاں کہیں بھی اصلاح کی ضرورت ہو اپنا بھائی سمجھ کر اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے مجھ بندہ ناچیز کو مستفیض فرمائیں۔ شکریہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی یارب العالمین!

میں تیرا عاجز بندہ تیرے عظیم دربار میں بوسیلۂ احمد مجتبیٰ ﷺ عرض گذار ہوں کہ میں نے تیری ہی عطا سے تیرے پیارے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ایک ادنیٰ سا ہدیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یارب العزت میری اس نیکی کو اپنے دربار میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمانا۔ میری یہ ادنیٰ سی کوشش قیامت کے دن میرے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ یا اللہ اس کارِ خیر کو میرے لئے اس دُنیا میں عزت کا سبب اور آخرت میں ذریعہ نجات بنا دے۔ اس دُنیا میں اس کتاب کو عاشقانِ رسول ﷺ کی نظروں میں مقبول فرما۔ معزز قارئین گرامی کو یہ کتاب پڑھ کر حق سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ میری، میرے والدین اور تمام امت محمدیہ ﷺ کی بخشش فرما۔ ہم جب تک زندہ رہیں دین اسلام پر قائم رہیں اور مرتے وقت گنبد خضریٰ کے مکین ﷺ کے نورانی چہرہ پاک کی زیارت نصیب فرما۔ مرتے وقت لبوں پر کلمہ طیبہ شریف نصیب ہو۔ زندگی شان کی دے، موت ایمان کی دے۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ ﷺ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے

آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم الامین
صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر درِ رسول کریم ﷺ
پیر سید شبیر حسین شاہ
خطیب مسجد سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا گنجی پور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

کچھ اپنوں کی یاد میں

مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰہ

فرمان خداوندی عزوجل ہے کہ بے شک جس نے جناب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی۔

اس سے پیشتر کہ میں مرزا محمد جمیل شکوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ بیان کروں تو جناب حضرت مصطفیٰ ﷺ سے سچی اور بے لوث محبت اور عشق کی دولت سے سرفراز جگر گوشہ جناب مرزا محمد جمیل رحمۃ اللہ علیہ محترم جناب محمد عمر شکوری کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھا جن کی کوششوں اور مدد سے یہ کتاب ''عطائے خدا اختیارات مصطفیٰ ﷺ'' اشاعت کے مراحل سے گزری۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حضور ﷺ کی غلامی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

ظاہری طور پر مرزا محمد جمیل شکوری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پاک آپ کی ظاہری کمالات حسن و کردار حسن و جمال ذات کا ذکر جمیل ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ باطن از عارفاں پنہاں ہنوز جو کچھ بھی ضبط تحریر میں لایا گیا وہ اظہار عجز کے سوا کچھ نہیں۔ یہ دیکھنے والی آنکھ پر منحصر ہے کہ وہ کس مقام تک پہنچتی ہے ورنہ ظاہری طور پر مرزا محمد جمیل شکوری رحمۃ اللہ علیہ کی نا قابل رسائی بلندیاں اور لا متناہی عروج و کمال کا احاطہ کرنا کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں۔ جہاں تک عارفان زمانہ کی نگاہیں ابھی تک عجز و درماندگی کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں اسی لیئے عاشق رسول ﷺ اور درویش حق قلندر لاہوری حضرت علامہ

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا: "باطنش از عارفاں پنہاں ہنوز"۔ آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بوسیلہ آمد مجتبیٰ ﷺ محترم جناب مرزا محمد جمیل احمد شکوری کو بلندی درجات عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں پیارے آقا ﷺ کا قرب نصیب فرمائے۔ آمین

دعا گو:
پیر سید شبیر حسین شاہ گنجی پور

خصوصی التماس

معزز قارئین گرامی سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر میرے شفیق و مہربان والدِ مرحوم مرزا محمد جمیل شکوری کی روح پر نور کو تین مرتبہ درود شریف تین مرتبہ الحمد شریف تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر ایصال ثواب کریں اللہ کریم آپ احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

دُعا گو: فقیر در رسول ﷺ
مرزا محمد عمر شکوری